خروج حسین رضی اللہ عنہ

از

ابو شہریار

۲۰۲۰

www.islamic-belief.net

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صليت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد

اللهم بارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على إبراهيم وعلى آل إبراهيم إنك حميد مجيد

کتاب پڑھنے سے پہلے اس کو پڑھیں

حسن رضی اللہ عنہ نے سن ۴۱ ھ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر خلافت سونپ دی کہ خلافت معاویہ کی وفات پر حسن پر واپس لوٹ آئے گی - اللہ کو منظور ہوا کہ حسن کی وفات، معاویہ سے پہلے ہو گئی اور یہ معاہدہ ختم ہو گیا- معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ نامزدہ کر دیا- اس پر بعض اصاغر صحابہ مثلا حسین اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو اعتراض ہوا کیونکہ یہ خلیفہ بننے کے متمنی تھے- اکابر اصحاب رسول نے بیعت یزید کر لی لیکن حسین اور ابن زبیر نے توقف کی راہ لی -اس دوران پانچ ماہ گذر گئے اور یزید کی جانب سے کوئی سرزنش نہ کی گئی- لیکن اس کے بعد حسین اپنے عزیز و اقارب اور رفقاء کو لے کر ببانگ دھل مدینہ سے عراق گئے کہ وہ وہاں اپنی خلافت قائم کریں گے- بنو امیہ کی حکومت نے ان کو نہیں روکا یہاں تک کہ حسین کے کزن مسلم بن عقیل کوفہ میں بلوا میں گرفتار ہوئے اور حسین کے ہمدرد روپوش ہو گئے – حسین نے کوفہ کا ارادہ ترک کیا اور شمال کا رخ کیا یہاں تک کہ ۴۰ میل دور کربلا پہنچے - حسین شہید ہوئے اور ان کے ساتھی بھی، صرف امام زین العابدین بچ گئے جن کو کسی شیعہ نے بے ہوش کیا اور جب ان کو ہوش آیا تو وہ دمشق میں تھے- اسی دوران کربلا میں حسین کا سر گورنر ابن زیاد پر پیش ہوا اور ابن زیاد نے حسین کی تعریف کی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی- دمشق سے زین العابدین کو مدینہ واپس بھیج دیا گیا- اس واقعہ کے ایک سال بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں خروج کیا اور مکہ کی طرف فرار ہوئے جب حکومت نے مدینہ کا کنڑول واپس حاصل کیا- سو سال بعد ابو مخنف نام کے ایک قصہ گو نے مقتل حسین کی داستان رقم کی اور اس میں وہ لوگوں کو قتل حسین اور ابن زبیر کی واردات سناتا تھا- اسی طرح اور قصہ گو بھی کر رہے تھے – حسین اور ابن زبیر کے قصوں کو سن ۲۰۰ ہجری کے بعد امام طبری نے اپنی تاریخ میں جمع کیا جن پر اس کتاب میں بحث ہے

فہرست

فہرست 4

پیش لفظ 8

حسن و معاویہ میں معائدہ اور شقیں 13

شق اول 13

شق دوم 13

شق سوم 14

شق چہارم 14

شق پنجم 22

روافض کی حسن پر جرح 24

بیعت یزید بن معاویہ کی دعوت 33

عبد الرحمان بن ابی بکر نے اعتراض کیا 39

عبد اللہ بن عمر کو خلافت کی خواہش 42

حسین کا خروج کو خفیہ رکھنا 49

معاویہ و حسین کی ملاقات 52

سن ٦٠ کا ذکر 55

معاویہ نے یزید کو وقت وفات وصیت کی 55

58 .... رَأْسِ السِّتِّينَ کی معلول روایت

67 ....خروج کی سزا قرآن و حدیث میں

71 .... سلیمان بن صرد کا حسین کو خطوط لکھنا

74 ....امیر حسین کا اقدام خروج

81 ....کربلاءالعطش پیاس

83 .... اثنائے سفر میں

86 .... کربلا میں حسین کی تقریر

90 .... گورنروں سے مذاکرات کے قصے

98 ....مقتل حسین کی خبریں

98 .... امت نواسوں کو قتل کرے گی

102 ....خواب میں رسول اللہ (ص) کو پریشانی میں دیکھنا

103 .... ام المومنین نے جنوں کا نوحہ سنا

104 .... امت نے کر بلا پر قتل کیا جیسا خبر تھی

112 ....ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات

120 ....قتل حسین پر آسمانی تغیرات کی خبریں

126 ....راس جالوت کی خبریں

130 ....شہدائے کربلاء

130 ....ألطف میں قتل ہونے والے

132 ....مقتولین ألطف کے علاوہ

133 .... بچ جانے والے ہاشمی افراد

135 .... سید الشہداء کون کون ؟

139 .... دربار ابن زیاد میں حسین کے سر کی آمد

154 ....دربار یزید میں حسین کے سر کی آمد

159 .... رأس حسین کا تلاوت کرنا

165 ....دمشق میں علی بن حسین کا کلام

166 .... سیده زینب کا خطبہ

170 ....یزید کا زین العابدین سے کلام کرنا

173 .... علی کی تلوار لینے کی کوشش

176 ....صفات یزیدی پر روایات

176 .... مجاہدوں کی لونڈیاں غصب کرنے والا

181 ....زانی و سدومی

187 .... شرابی

190 ....کتوں کا شوقین

191 .... بندر پسند

192 .... مدینہ میں لوٹ مار زنا بالجبر

197 ....اصحاب رسول کا حره پر موقف

202 ....شامی فوجی کی چوری

204 ....قبر النبی سے اذان کی آواز آنا

مسجد النبی کو اصطبل بنایا گیا......................... 206

کعبہ کا پردہ جلنا 207

ظلم کی حکومت 223

یا لثارات الحسین 225

قاتلین کون ؟.. 227

عمر بن سعد بن ابی وقاص المتوفی ٦٧ ہجری 231

شمر بن ذي الجوشن الضّبابی................................ 234

عبید اللہ بن زیاد المتوفی 67 236

ابن حنفیہ کی بیزاری 238

اہل سنت کا تقیہ 238

باقی اہل بیت کی بیزاری..................................... 240

درخت کا پھل 241

یزید لعنتی کہنا؟... 246

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

سن ۶۰ ہجری میں نواسہ رسول، حسین رضی اللہ عنہ اپنے شیعوں (یعنی حمایتیوں) کے ایک امیر و امام تھے جو کوفہ و عراق میں موجود تھے- وہ عراق میں اپنی خلافت قائم کرنا چاہتے تھے لیکن اس کوشش میں شہید ہو گئے- حسین بن ابی طالب (پیدائش سن ۴ھ) کی شہادت محرم کی دس راتیں گزرنے کے بعد سن ۶۱ ہجری بمطابق دس اکتوبر سن ۶۸۰ع اتوار کے دن ہوئی-

مقتل حسین پر سب سے اول کتاب متروک محدث و اخباری ابو مخنف لوط بن یحییٰ الازدی المتوفی ۱۵۷ھ کی کتاب ہے—ابو مخنف کی کتاب مقتل حسین کا اصل نسخہ دنیا میں موجود نہیں ہے لیکن اسی کی رویات بعد میں تاریخ طبری میں جا بجا نقل ہوئی ہیں- اہل سنت میں تاریخ ابن کثیر، تاریخ اسلام از امام الذھبی، ابن اثیر کی الکامل بہت پیش کی جاتی ہیں—انہی کتب میں بیان کردہ روایات کو ملا جلا کر آجکل مکمل قصے بنا دیے جاتے ہیں—امام طبری نے اپنی تاریخ میں اسناد دیں ہیں اور اس میں یزید و معاویہ پر قابل اعتراض مواد ابو مخنف متروک کی سند سے ہے- البتہ الکامل از اثیر اور ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ میں ہر مقام پر مکمل سندیں نہیں دی گئیں اور روایات کو ضعیف و موضوع کی تہذیب کے بغیر ملا کر لکھ دیا گیا ہے[1]—افسوس اس بداحتیاطی کی وجہ سے یہ کتب لائق اعتبار نہیں ہیں- ابن کثیر کتاب البدایہ میں لکھتے ہیں

1

وَلِلشِّيعَةِ وَالرَّافِضَةِ فِي صِفَةِ مَصْرَعِ الْحُسَيْنِ كذب كثير وأخبار باطلة، وفيما ذكرنا كِفَايَةٌ، وَفِي بَعْضِ مَا أَوْرَدْنَاهُ نَظَرٌ، وَلَوْلَا أن ابن جرير وغيره من الحفاظ والأئمة ذَكَرُوهُ مَا سُقْتُهُ، وَأَكْثَرُهُ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي مِخْنَفٍ لُوطِ بْنِ يَحْيَى، وَقَدْ كَانَ شِيعِيًّا، وَهُوَ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ، وَلَكِنَّهُ أَخْبَارِيٌّ حَافِظٌ، عِنْدَهُ مِنْ هَذِهِ الْأَشْيَاءِ مَا لَيْسَ عِنْدَ غَيْرِهِ، وَلِهَذَا يَتَرَامَى عَلَيْهِ كَثِيرٌ مِنَ المصنفين فِي هذا الشأن مِمَّنْ بَعْدَهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

شیعوں اور رافضیوں نے حسین کے حوالے سے بہت کذب اور باطل خبریں نکالی ہیں ... ان میں سے بعض میں نظر ہے اور اگر امام طبری اور دیگر حفاظ اور ائمہ نے ان روایات کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں بھی نہیں کرتا - ان میں سے اکثر ابو مخنف کی سند سے ہے وہ شیعہ ہے اور ضعیف الحدیث ہے ائمہ کے نزدیک لیکن وہ تاریخی خبروں میں حافظ ہے اس کے پاس چیزیں ہیں جو کسی اور کے پاس نہیں اور اس وجہ سے بہت سے مصنفین نے اس کو لیا ہے

افسوس ابن کثیر ابو مخنف متروک کے جھانسے میں آ گئے اور اپنی کتاب البدایہ میں ابو مخنف کی روایات لکھ لکھ کر کا حجم بڑھانے لگ گئے - ابن خلدون نے ان لوگوں کا شمار لکیر کے فقیروں میں کیا ہے - علامہ لکھتے ہیں

ہمارے بڑے بڑے اسلامی مورخین نے تاریخیں لکھیں اور واقعات پورے پورے قلم بند کر دئے لیکن بعد میں آنے والے بن بلائے نالائقوں نے تاریخ میں جھوٹ اور خود ساختہ افسانے ملا دیے، اوہام و ذاتی خیالات بھر دئے - اسی طرح کمزور منقولہ اور خود تراشیدہ روایات تاریخ میں بھر دیں - بعد میں آنے والے لکیر کے فقیر بن کر ان کے راستے پر چل پڑے، جو واقعات انہوں نے سنے تھے وہی بلا کم و کاست ہم تک پہنچا دئے - انہوں نے واقعات کے اسباب پر غور و فکر نہیں کیا اور نہ ... بے پر کی اڑائی ہوئی باتوں کا رد کیا اور نہ معقول جواب دیا

چونکہ لوگ مجبور ہیں کہ جرح و تعدیل نہیں کر سکتے لہذا انہی تواریخ کو پڑھ کر پریشان ہو جاتے ہیں – ان کو یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ ابن کثیر ایک محدث تھے لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اپنی تاریخ پر کتاب البدایہ میں انہوں نے روایات پر جرح و تعدیل نہیں کی ہے جس طرح وہ درکار تھی - عام لوگ ان کتب کو پڑھ کر اس طرح منکر و معلول و منقطع روایات کو بھی سر آنکھوں پر

تاریخ میں اس عدم احتیاطی کا شکار مودودی صاحب بھی ہوئے جنہوں نے اردو میں خلافت و ملوکیت کے نام سے کتاب لکھی اور کافی افراط و تفریط کا شکار ہوئے -

بیٹھادیتے ہیں۔ رہی سہی کسر البانی نے پوری کر دی ہے جس نے بغض معاویہ کی کوئی روایت نہیں جس کی تصحیح یا تحسین نہ کی ہو۔ پھر اہل حدیث مقلدوں کا ایک لشکر ہے جو یوٹیوب پر رافضیوں کی ڈفلی بجا رہا ہے۔ فرقوں کے ان اعمال سیاہ کو دیکھ کر راقم نے محسوس کیا کہ صحیح تاریخ مرتب کی جائے۔ الحمد للہ اس حوالے سے کتاب المشاجرت و المشاحنات کافی پسند کی گئی

قتل حسین پر کتب جذباتیت سے بھرپور ہیں۔ اکثر بحث اس پر ہی مذکور ہوتی ہے کہ یزید بن معاویہ (پیدائش ۲۳ یا ۲۵ھ۔ وفات صفر سن ٦٤ ہجری) نے قتل کا حکم دیا تھا یا نہیں دیا تھا[2]۔ اس پر بحث کم ہوتی ہے کہ حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما میں جو معائدہ ہوا وہ کیا تھا – اس کی شقوں پر کیا اختلاف ہوا ؟ علی رضی اللہ عنہ کا خروج کرنے والے پر کیا حکم ہے ؟ ان سوالات سے بچ کر خروج حسین پر کلام کرنا عبث مشقت ہے

بعض افسانہ سازوں نے تحقیق کے نام پر گمان کیا ہے کہ حسین کوفہ اپنے شیعوں کو سمجھانے گئے تھے یا کوفہ کا دورہ کر رہے تھے۔ راقم کہتا ہے یہ خیال آرائی بالکل لغو ہے – حسین کوفہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور سن ٦١ میں بلا شبہ اپنی خلافت قائم کرنا چاہتے تھے لیکن افسوس وہ عصبیت جمع نہ کر پائے جو ان ساتھ لڑتی اور مدد کرتی۔ حسین کا قتل حکومت بنوامیہ کی ایماء پر کیا گیا تھا یا نہیں یہ صحیح سند سے معلوم نہیں ہے اور نہ ہی صحیح طور پر معلوم ہے کہ قاتلین حسین کون لوگ تھے۔ البتہ یہ معروف ہے کہ حسین شہید ہوئے، ان کے قافلہ کے بچنے والے افراد دمشق شام لے جائے گئے اور پھر مدینہ منتقل کیے گئے[3]۔

---

[2] کتاب مرآة الزمان في تواريخ الأعيان از سبط ابن جوزی میں ہے
واختلفوا في ولادة يزيد بن معاوية وعبد الملك بن مروان، فقال الواقدي في هذه السنة، وقال هشام: في سنة خمسٍ وعشرين
یزید بن معاویہ اور مروان کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے واقدی کہتے ہیں اس سال (۲۳ ھ) ہے اور ہشام کہتے ہیں سن ۲۵ میں ہے

[3] کتنے ہی قتل آج بھی ہوتے ہیں کہ ان کے قاتلین کا علم نہیں ہے مثلا سیاسی شخصیت مرتضی بھٹو کا قتل ان کی بہن بے نظیر کے دور میں ہوا ، قاتل ابھی تک نامعلوم ہیں – امریکی صدر جان . ایف. کینیڈی کا قتل ان کی صدارت کی مدت میں ہوا ، قاتل معلوم نہیں۔

خروج حسین کے حوالے سے امت میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے - اہل تشیع میں سے بعض کے نزدیک قتل حسین اصل میں طلقاء (مکہ کے نو مسلموں) کا بدلہ عداوت تھا جو وہ بنو ہاشم سے لے رہے تھے - یہ بات احمقانہ ہے کیونکہ بدر کے مشرک مقتولین کے ساتھ ہر قریشی وانصاری نے قتال کیا تھا یہ کوئی بنو ہاشم یا بنو امیہ کی جنگ نہیں تھی مومنوں اور کفار کی جنگ تھی - اہل تشیع کے نزدیک خلیفہ کا تقرر کرنا اللہ کا کام ہے اور اہل تشیع کے نزدیک حسین کا بطور خلیفہ تقرر اللہ تعالی نے کیا تھا- اس عقیدے کو عقیدہ امامت کہا جاتا ہے البتہ اس کی منصوص دلیل قرآن میں نہیں ہے - اہل سنت اس میں ان سے اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جمہور جس کو خلیفہ مقرر کر دیں وہی خلیفہ ہے ، منصف خلافت وھبی یا من جانب اللہ نہیں ہے - اہل سنت میں سے بعض کے نزدیک قتل حسین کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی- تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ محض غالیوں کی روایات و تصورات ہیں –

اہل تشیع میں تمام کا اور اہل سنت میں سے بعض کا موقف ہے کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) ایک ظالم حاکم تھے ، ان کی حکومت بادشاہت تھی ، حق پر نہیں تھی –ان کے مطابق معاویہ کی بھنبھوڑ کھانے والی سلطنت کی خبر حدیث میں دی گئی تھی اور معاویہ کے گورنر حرام خور تھے -ان لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اہل بیت کو خمس (مال غنیمت میں پانچواں حصہ) وقت پر نہیں دیا جاتا تھا- راقم کہتا ہے ان اقوال پر غور کرنے سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ خمس کا مال اسی صورت مال حلال بنتا ہے جب دین حق کی خاطر جنگ کی گئی ہو - اب جب معاویہ اور ان کے اہلکار ظالم تھے اور ان کی جنگیں حق کے لئے نہیں تھی تو ان کی پروسٹی ممالک سے جنگیں ظلم و جبر ہی ہوئیں لہذا ان جنگوں سے حاصل شدہ مال غنیمت اور پھر اس کا خمس بھی مال حرام ہوا - لیکن ہم جانتے ہیں کہ حسن و حسین نے معاویہ سے مال خمس لیا جس سے ظاہر ہے کہ معاویہ حق پر تھے اور ان کی جانب سے کی جانے والی جنگیں بھی حق پر تھیں –

زیر نظر کتاب اصلا راقم کی کتاب المشاجرات و المشاحنات (قرن اول کی جنگیں) کے چند چنیدہ مباحث ہیں جن کو ضروری اضافہ جات کے بعد افادہ عامہ کی غرض سے یہاں جمع کیا گیا ہے- کتاب میں مصادر اہل سنت کے علاوہ مصادر اہل تشیع کو بھی ملا کر جذباتیت سے الگ ہو کر ایک سنجیدہ بحث کی گئی ہے- کتاب میں قتل حسین اور منکرات یزید سے متعلق روایات پر جرح و تعدیل پیش کی گئی ہے تا کہ تحقیق کرنے والے اس مقام سے آگے جا سکیں-

ابو شہر یار

۲۰۲۰

حسن و معاویہ میں معائدہ اور شقیں

حسن (پیدائش سن ۳ ھ - وفات سن ۵۰ ہجری) ۳۸ سال کی عمر میں خلیفہ ہوئے اور چھ ماہ میں دست بردار خلافت ہوئے - حسن و معاویہ رضی اللہ عنہما میں جو معائدہ ہوا اس کی شقیں تھیں

شق اول

المدائنی کی سند سے شیعہ مورخ ابن إبي الحدید کتاب شرح النہج 8/4 میں لکھا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت نبی پر عمل کا عہد ہوا

أن يعمل معاوية بالمؤمنين بكتاب الله وسنة نبيه صلى الله عليه وآله وسلم وسيرة الخلفاء الصالحين من بعده

معاویہ مومنوں کے ساتھ کتاب اللہ اور سنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کریں گے اور ان کے بعد آنے والے صالح خلفاء کی سیرت کے مطابق

بحوالہ عمرو بن غرامة العمروی محقق تاریخ دمشق دار الفکر

شق دوم

فتح الباری کے مطابق سیرت خلفاء صالحین پر عمل کا عہد ہوا

ليس لمعاوية أن يعهد لاحد من بعده عهدابل يكون الامر من بعده شورى بين المسلمين

معاویہ کسی کو بھی جانشین مقرر نہیں کریں گے اور ان کے بعد معاملہ مسلمانوں کی شوری کے پاس ہو گا

شق سوم

المدائنی کہتا ہے یہ عہد بھی ہوا کہ معاویہ کسی کو جانشیں نہ کریں گے-تاریخ الخلفاء للسیوطی ص 194 والاصابۃ 12/2–13 کے مطابق یہ عہد ہوا کہ خلافت واپس حسن کو ملے گی معاویہ کی وفات کے بعد

أن يكون الامر للحسن من بعده

امر خلافت معاویہ کے بعد حسن کو ملے گا

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اہل سنت اور اہل تشیع کی ان بیان کردہ شقوں میں تضاد بھی ہے-امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ جب معاویہ سے معائدہ کر رہے تھے تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ پہلے انتقال کر جائیں گے یا قتل یا شہید ہوں گے کیونکہ انہوں نے اس پر عھد کیا کہ امر خلافت واپس ان کو ملے گا- متاخرین شیعہ نے اس معائدہ میں اضافہ کیا کہ معاویہ کی موت پر یہ مسئلہ شوری طے کرے گی جبکہ شوری کا کوئی رول قابل قبول نہیں ہے کیونکہ خلافت واپس حسن پر خود بخود لوٹ آتی ، جس سے ظاہر ہے کہ اصل عھد تھا کہ خلافت حسن کو واپس ملے گی-اِبوا لحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن اِبی سیف المدائنی المتوفی ۲۲۴ھ کا قول منفرد ہے یہ بات ان کے حوالے سے شیعہ و سنی کتابوں میں ہے ان سے قبل کسی نے اس کو بیان نہیں کیا

شق چہارم

ابن اثیر کے مطابق

أن لا يشتم عليا وهو يسمع

حسن کے سامنے علی پر شتم نہ ہو گا کہ وہ سن رہے ہوں

اور شیعہ کتاب مقاتل الطالبیین کے مطابق

أن يترك سب أمير المؤمنين والقنوت عليه بالصلاة

علی پر نماز میں قنوت پڑھنا بند ہو گا اور ان کو گالی دینا بند ہو گا[4]

---

[4]

قنوت علی رضی اللہ عنہ بھی پڑھتے تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجتے تھے - مصنف ابن ابی شیبہ میں صحیح سند سے ہے

حدثنا حدثنا هشيم ، قال : أخبرنا حصين ، قال : حدثنا عبد الرحمن بن معقل ، قال : " صليت مع علي صلاة الغداة ، قال : فقنت ، فقال في قنوته : " اللهم عليك بمعاوية وأشياعه ، وعمرو بن العاص ، وأشياعه ، وأبي السلمي ، وعبد الله بن قيس وأشياعه "
عبد الحمن بن معقل کہتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز علی کے ساتھ پڑھی اور آپ نے قنوت کیا اور قنوت میں یہ الفاظ کہے " اے اللہ معاویہ اور اس کے گروہ ، عمرو بن العاص اور اس کے گروہ ، ابو السلمی اور عبداللہ بن قیس اور اس کے گروہ کو پکڑ لے ان کو برباد کر دے"

یہی کام ممکن ہے لشکر معاویہ میں بھی ہوتا ہو - اب چونکہ صلح ہو رہی تھی تو معائدہ کیا گیا اس فعل کو دونوں بند کریں گے - بعض لوگوں نے اس پر فسانہ طررازی کی ہے مثلا مودودی خلافت و ملوکیت میں لکھتے ہیں

ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہؓ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود، اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں برسرِ منبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سبّ و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتّٰی کہ مسجد نبوی میں منبر رسولؐ پر عین روضۂ نبوی کے سامنے حضورؐ کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علیؓ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے[27]۔ کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار، انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا تو دین و اخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز

یہ دور معاویہ میں نہیں بلکہ اس بدعت کا آغاز جنگ جمل و صفین میں ہو چکا تھا –

مشکل الاثار از طحاوی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا فَهْدٌ، قَالَ: ثنا مُحْرِزُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: ثنا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ «إِنَّمَا كَانَ عَلِيٌّ رضي اللهُ عَنْهُ يَقْنُتُ فِيهَا هَاهُنَا لِأَنَّهُ كَانَ مُحَارِبًا , فَكَانَ يَدْعُو عَلَى أَعْدَائِهِ فِي الْقُنُوتِ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ» فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ مَذْهَبَ عَلِيٍّ رضي اللهُ عَنْهُ فِي الْقُنُوتِ , هُوَ مَذْهَبُ عُمَرَ رضي اللهُ عَنْهُ الَّذِي وَصَفْنَا. وَلَمْ يَكُنْ عَلِيٌّ يَقْصِدُ بِذَلِكَ إِلَى الْفَجْرِ خَاصَّةً لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي الْمَغْرِبِ فِيمَا ذَكَرَ إِبْرَاهِيمُ

ابراہیم النخعی نے کہا علی نے فجر میں قنوت کیا کیونکہ وہ جنگ لڑ رہے تھے لہذا اپنے دشمنوں کے لئے دعا کرتے فجر میں ان پر قنوت پڑھتے اور مغرب میں – طحاوی نے کہا پس ثابت ہوا جس کا ہم نے ذکر کیا تھا کہ علی اور عمر کا مذھب قنوت میں ایک تھا- اور علی نے اس کو فجر پر خاص نہیں کر رکھا تھا بلکہ اس کو مغرب میں بھی کرتے جیسا ابراہیم نے ذکر کیا

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: ثنا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدٍ أَبِي الْحَسَنِ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ مَعْقِلٍ يَقُولُ: شَهِدْتُ عَلِيًّا بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَنَتَ فِي صَلَاةِ الْعَتْمَةِ بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو فِي قُنُوتِهِ عَلَى خَمْسَةِ رَهْطٍ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَأَبِي الْأَعْوَرِ.(المعرفة والتاريخ للفسوى135/3)

راقم کہتا ہے حالت جنگ میں قنوت پڑھا جاتا تھا اور یہ امکان ہے کہ دونوں جانب پڑھا جا رہا تھا

شیعہ کتاب مقاتل الطالبین کے مطابق حسن و معاویہ میں عھد کے وقت صلح کی ایک شرط تھی

راقم کہتا ہے اپ غور کریں سن رہے ہوں کے الفاظ ہیں اس کا مطلب ہے کہ حسن کا مذاق اس انداز میں نہیں اڑا یا جائے گا جس سے حسن کی تحقیر ہو۔ حسن نے علی کے حوالے سے کچھ منع نہیں کیا انہوں نے اپنی عزت نفس کا معاہدہ کیا۔ یعنی جس کو جو کہنا ہے کہے لیکن ان کے منہ پر نہیں – یہ عام فہم ہے۔

کتاب السنہ از ابن ابی عاصم کے مطابق اس روایت میں ہے

لَمَّا بُويِعَ لِمُعَاوِيَةَ بِالْكُوفَةِ أَقَامَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ خُطَبَاءَ يَلْعَنُونَ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

جب معاویہ کی بیعت کوفہ میں ہوئی تو مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے جنہوں نے خطبہ میں علی پر لعنت کی

راقم کہتا ہے یہ قول منکر ہے اور اگر ایسا ہوتا تو معاہدہ صلح اسی وقت ٹوٹ جاتا

راقم کی تحقیق کے مطابق دور معاویہ میں علی پر سب و تنقید کے حوالے کوئی بھی روایت صحیح سند سے نہیں – امام مسلم وابو داود وابن ماجہ نے اس قسم کی ایک آدھ اپنی کتب میں لکھی ہیں لیکن اسکی سند ضعیف ہیں[5]۔

---

[5] صحيح مسلم: كِتَابُ فَضَائِلِ الصَّحَابَةِؓ (بَابُ مِنْ فَضَائِلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍؓ) صحیح مسلم: کتاب: صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب
(باب: حضرت علیؓ کے فضائل)
6229 . حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ: فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا قَالَ: فَأَبَى سَهْلٌ فَقَالَ لَهُ: أَمَّا إِذْ أَبَيْتَ فَقُلْ: لَعَنَ اللهُ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ، لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ، فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ

«انْظُرْ، أَيْنَ هُوَ؟» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُولُ «قُمْ أَبَا التُّرَابِ قُمْ أَبَا التُّرَابِ

ابو حازم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی،کہا: کہ مدینہ میں مروان کی اولاد میں سے ایک شخص حاکم ہوا تو اس نے سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کو بلایا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے کا حکم دیا۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تو وہ شخص بولا کہ اگر تو گالی دینے سے انکار کرتا ہے تو کہہ کہ ابوتراب پر اللہ کی لعنت ہو۔ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب سے زیادہ کوئی نام پسند نہ تھا اور وہ اس نام کے ساتھ پکارنے والے شخص سے خوش ہوتے تھے۔ وہ شخص بولا کہ اس کا قصہ بیان کرو کہ ان کا نام ابوتراب کیوں ہوا؟ سیدنا سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمۃالزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ وہ بولیں کہ مجھ میں اور ان میں کچھ باتیں ہوئیں اور وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ وہ آیا اور بولا کہ یا رسول اللہ! علی مسجد میں سو رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے، وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر ان کے پہلو سے الگ ہو گئی تھی اور (ان کے بدن سے) مٹی لگ گئی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مٹی پونچھنا شروع کی اور فرمانے لگے کہ اے ابوتراب! اٹھ۔ اے ابوتراب! اٹھ۔

یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے لیکن اس میں لعنت کا ذکر نہیں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ بِهِ إِذَا دُعِيَ بِهَا، جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلاَمُ، فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي البَيْتِ، فَقَالَ: «أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ» فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ: «انْظُرْ أَيْنَ هُوَ» فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هُوَ فِي المَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُولُ: «قُمْ أَبَا تُرَابٍ، قُمْ أَبَا تُرَابٍ» , (خ) 6280

ادب المفرد از امام بخاری میں بھی ہے

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ خَلِيلٍ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ، فَقَالَ: هَذَا فُلَانٌ - أَمِيرٌ مِنْ أُمَرَاءِ الْمَدِينَةِ - يَدْعُوكَ لِتَسُبَّ عَلِيًّا عَلَى الْمِنْبَرِ، قَالَ: أَقُولُ مَاذَا؟ قَالَ: تَقُولُ لَهُ: أَبُو تُرَابٍ، فَضَحِكَ سَهْلٌ فَقَالَ: وَاللَّهِ، مَا سَمَّاهُ إِيَّاهُ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ، دَخَلَ عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ، ثُمَّ خَرَجَ، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ، فَقَالَ: "أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ "، قَالَتْ: هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ، وَيَقُولُ: "اجْلِسْ أَبَا تُرَابٍ" وَاللَّهِ مَا كَانَ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْهُ مَا سَمَّاهُ إِيَّاهُ إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اس کے مطابق ایک شخص امیر کی طرف سے آیا اور اس نے خاص سھل بن سعد کو حکم دیا کہ منبر پر علی پر سب و شتم کریں
محدثین کی ایک جماعت کے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے اس میں عبد العزیزبن ابی حازم اپنے باپ سے روایت کر رہا ہے جس پر اس کو ضعیف کہا جاتا ہے
سیر الاعلام النبلاء از الزبھی کے مطابق
وَقَالَ أَحْمَدُ بنُ زُهَيْرٍ: سَمِعْتُ يَحْيَى بنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ: ابْنُ أَبِي حَازِمٍ لَيْسَ بِثِقَةٍ فِي حَدِيْثِ أَبِيْهِ، كَذَا جَاءَ هَذَا
ابن معین نے کہا یہ اپنے باپ سے روایت کرنے میں ثقہ نہیں ہے
یہی احمد بن زھیر کا قول ہے
.قَالَ أَحْمَدُ بنُ زُهَيْرٍ: قِيْلَ لِمُصْعَبٍ الزُّبَيْرِيّ: ابْنُ أَبِي حَازِمٍ ضَعِيْفٌ فِي حَدِيْثِ أَبِيْهِ
میزان الاعتدال کے مطابق
.وقال الفلاس: ما رأيت ابن مهدي حدث عن ابن أبي حازم بحديث
امام ابن المہدی اس سے کوئی روایت نہیں کرتے تھے
ابن المديني: كان حاتم بن إسماعيل يطعن عليه في أحاديث رواها عن أبيه
علی المدینی کہتے ہیں اس کی باپ سے روایات پر طعن ہے
لہذا یہ مظبوط روایت نہیں ہے اگرچہ امام بخاری و مسلم نے اس کو صحیح سمجھا ہے لیکن ان کے استادوں کے نزدیک یہ ضعیف روایت ہے

مسلم کی بھی ایک روایت ہے
عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلاَثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم فَلَنْ أَسُبَّهُ لأَنْ تَكُونَ لِي ---
سعد بن ابی وقاص کے بیٹے عامر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے سعد کو (ایک) حکم دیا پس معاویہ نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے روکا ہے کہ آپ ابو تراب [علی] پر سب و شتم نہ کریں؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں اُن تین ارشادات نبوی کو یاد کرتا ہوں جو رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم نے علی کے متعلق فرمائے تھے تو میں ہرگز ان پر سب و شتم نہیں کر سکتا۔ ان تین مناقب میں سے اگر ایک منقبت بھی میرے حق میں ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی
اس کی سند میں بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ ہے جن کے لئے امام بخاری کہتے ہیں
في حديثه بعض النظر

اس کی بعض حدیثیں نظر میں ہیں
محدثین کے نزدیک فيه نظر امام بخاری کے جرح کے الفاظ ہیں - اس راوی سے بخاری نے کوئی روایت نہیں لی- ابن حجر کی رائے میں اس نام کے دو لوگ ہیں ایک ثقہ اور ایک ضعیف لیکن بخاری کے نزدیک دونوں ایک ہی ہیں اور انہوں نے اس سے صحیح میں کچھ نہیں لکھا- مسلم نے بھی تین روایات لکھی ہیں جن میں سے دو میں علی پر سب و شتم کا ذکر ہے اور یہی سند دی ہے

روایت کے متن کی عربی بھی غلط ہے سعد بن ابی وقاص کو اگر حکم دیا گیا تھا تو وہاں الفاظ ہونا چاہیے ہیں امرنی معاویہ معاویہ نے مجھ کو حکم دیا – دوم اگر الفاظ امر معاویہ - یہ عامر بن سعد کے الفاظ ہیں تو یہ سند منقطع ہے کیونکہ عامر کا سماع معاویہ سے نہیں ہے -

سنن ابو داود کی روایت ہے
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ حُصَيْنٌ: أَخْبَرَنَا عَنْ هِلَالِ بْنِ يِسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الْكُوفَةِ، اسْتَعْمَلَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، قَالَ: فَأَقَامَ خُطَبَاءَ يَقَعُونَ فِي عَلِيٍّ، قَالَ: وَأَنَا إِلَى جَنْبِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، قَالَ: فَغَضِبَ فَقَامَ فَأَخَذَ بِيَدِي، فَتَبِعْتُهُ فَقَالَ: أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا الرَّجُلِ الظَّالِمِ لِنَفْسِهِ الَّذِي يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ (مسند احمد رقم 1644 سنن ابوداؤد رقم 4650)
جب معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تو مغیرہ بن شعبۃ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کا ذکر برائی کے ساتھ کیا اس پر سعید بن زید رضی اللہ عنہ غصہ میں اپنا ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور کہا کیا اس ظالم شخص کو نہیں دیکھا جو کسی کے لیے ایک جنتی شخص کو لعنت دے رہا ہے-
اس کی سند منقطع ہے النسائی فضائل الصحابہ میں اس روایت کو پیش کرتے اور کہتے ہیں
هلَال بن يسَاف لم يسمعهُ من عبد الله بن ظَالِم
هلَال بن يسَاف نے عبد الله بن ظَالِم سے نہیں سنا
محدثین کے مطابق ان دونوں کے درمیان ابن حیان ہے جس کو میزان الاعتدال میں الذھبی نے مجھول قرار دیا ہے
.ابن حيان [س] .عن عبد الله بن ظالم – لا يعرف
عقیلی کتاب الضعفاء الکبیر میں کہتے ہیں
حَدَّثَنِي آدَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: سَمِعْتُ الْبُخَارِيَّ قَالَ: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ظَالِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يَصِحُّ
آدَمُ بْنُ مُوسَى نے کہا میں نے امام بخاری کو کہتے سنا کہ عبد الله بن ظالم کی سعید بن زید سے ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت صحیح نہیں ہے

سنن ابو داود میں دوسری روایت 4650 ہے
حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْمُثَنَّى النَّخَعِيُّ، حَدَّثَنِي جَدِّي رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ فُلَانٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ وَعِنْدَهُ أَهْلُ الْكُوفَةِ، فَجَاءَ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فَرَحَّبَ بِهِ وَحَيَّاهُ وَأَقْعَدَهُ عِنْدَ رِجْلِهِ عَلَى السَّرِيرِ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، يُقَالُ لَهُ قَيْسُ بْنُ عَلْقَمَةَ فَاسْتَقْبَلَهُ فَسَبَّ وَسَبَّ، فَقَالَ سَعِيدٌ: مَنْ يَسُبُّ هَذَا الرَّجُلُ؟ قَالَ: يَسُبُّ عَلِيًّا، قَالَ أَلَا أَرَى أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَبُّونَ عِنْدَكَ ثُمَّ لَا تُنْكِرُ، وَلَا تُغَيِّرُ، أَنَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَإِنِّي لَغَنِيٌّ أَنْ أَقُولَ عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ فَيَسْأَلُنِي عَنْهُ غَدًا إِذَا لَقِيتُهُ: "أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ" وَسَاقَ مَعْنَاهُ ثُمَّ قَالَ: "لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ، وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ" , (د) 4650 [قال الألباني]: صحيح
اس میں رِيَاحُ بْنُ الْحَارِثِ ہے جو مستور ہے اور مجھول الحال کے درجہ پر ہے اس کو ثقہ ابن حبان نے کہا ہے
راقم کہتا ہے یہ بھی ضعیف ہے

ابن ماجہ کی بھی ایک روایت ہے
حدثنا علي بن محمد حدثنا أبو معاوية حدثنا موسى بن مسلم عن ابن سابط وهو عبد الرحمن عن سعد بن أبي وقاص قال قدم معاوية في بعض حجاته فدخل عليه سعد فذكروا عليا فنال منه فغضب سعدوقال تقول هذا لرجل سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول من كنت مولاه فعلي مولاه وسمعته يقول أنت مني بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبي بعدي وسمعته يقول لأعطين الراية اليوم رجلا يحب الله ورسوله
حج پر جاتے ہوئے سعد بن ابی وقاص کی ملاقات معاویہ سے ہوئی اور جب کچھ لوگوں نے علی کا ذکر کیا تو اس پر معاویہ نے علی کی بدگوئی کی۔ اس پر سعد بن ابی وقاص غضبناک ہو گئے اور کہا کہ تم علی کے متعلق ایسی بات کیوں کہتے ہو۔ میں نے رسول اللہ ص کو کہتے سنا ہے کہ جس جس کا میں مولا، اُس اُس کا یہ علی مولا، اور یہ کہ اے علی آپکو مجھ سے وہی نسبت ہے جو کہ ہارون ع کو موسی ع سے تھی سوائے ایک چیز کہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا، اور میں نے [رسول اللہ] سے یہ بھی سنا ہے کہ کل میں علم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہے۔
اس کی سند میں عبد الرحمن بن سابط و قیل ابن عبد الله بن سابط المتوفی ۱۱۸ ھ ہیں جن کو ابن حجر کہتے ہیں ثقة كثير الإرسال - كتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل کے مطابق
وقال يحيى بن معين لم يسمع من سعد بن أبي وقاص
یحیی بن معین کہتے ہیں انہوں نے سعد بن أبي وقاص سے نہیں سنا
ابن ماجہ کی اس روایت کو البانی صحیح کہتے ہیں جبکہ اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے

اس کے علاوہ یہ بھی مفروضہ ہے کہ اس قسم کے سب و شتم کو کئی عشروں تک کیا جاتا رہا[6]

شق پنجم

الغرض معاویہ یا مغیرہ رضی اللہ عنہ کا علی رضی اللہ عنہ پر سب و شتم ثابت نہیں ہے

سب و شتم سے متعلق تمام روایات پر راقم کی کتاب قرن اول کی جنگیں میں بحث کی گئی ہے

[6]

محمد بن سعد نے اپنی کتاب الطبقات الکبری اور امام ذھبی نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں لکھا ہے کہ

أخبرنا علی بن محمد عن لوط بن یحیی الغامدی قال کان الولاة من بنی أمیة قبل عمر بن عبد العزیز یشتمون علیا رحمه الله فلما ولی عمر أمسک عن ذلک فی آل مروان نصب ظاهر سوى عمر بن عبد العزیز

لوط بن یحیی الغامدی نے کہا عمر بن عبد العزیز سے قبل بنو امیہ علی پر شتم کرتے تھے جب عمر خلیفہ ہوئے انہوں نے اس سے روکا ال مروان میں ناصبیت تھی سوائے عمر بن عبد العزیز کے

راقم کہتا ہے اس قول کی سند میں لوط بن یحیی بن سعید بن مخنف الأزدي الغامدي، أبو مخنف ہے- اس کے بارے میں الذھبی نے خود میزان میں لکھا ہے اس کی توثیق نہیں ہے

.ترکه أبو حاتم وغيره وقال الدارقطني: ضعيف - وقال ابن معين: ليس بثقة قال – مرة: ليس بشئ

.وقال ابن عدي: شيعي (1) محترق، صاحب أخبارهم

ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں لکھا ہے

لوط بن يحيى، أبو مخنف: متروك، وقال الدارقطني: ضعيف

تاریخ اسلام میں لکھا ہے

.قَالَ ابْنُ مَعِينٍ: لَيْسَ بِثِقَةٍ

.وَقَالَ أَبُو حاتم: متروك الحديث

.وقال الدارقطني: أخباري ضعيف

تاریخ طبری 92/6 کے مطابق حسن و حسین کو مال ملے گا

يسلم ما في بيت مال الكوفة خمسة آلاف ألف للحسن وله خراج دارابجرد

خمسۃ آلاف اِلف کوفہ کے بیت المال سے حسن کو دیے جائیں گے اور دار ابجرد کا خراج بھی

اور الاخبار الطوال ص 218 اِبو حنیفۃ الدینوری کے مطابق ان کے بھائی حسین کو

أن يحمل لاخيه الحسين في كل عام ألفي الف

ہر سال حسین کو ۲۰۰۰ ملیں گے

معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں دونوں بھائیوں کو وظیفہ بھی ملتا رہا- اسلام کی تعلیم ہے کہ نہ صرف ظلم ممنوع ہے بلکہ اس کی مد میں لیا گیا مال بھی حرام ہے- جو ظالم بادشاہ ہو اس سے امت کی عصمت کا سودا کرنے والے حسن و حسین نہ تھے- اگر حسن و حسین نے کوئی مال معاویہ سے سودے بازی میں لیا تو یہ مال حرام تھا- چونکہ ان ہستیوں کے لئے یہ تصور بھی ممکن نہیں لہٰذا اصل حقیقت یہی ہے کہ معاویہ کی خلافت بر حق تھی جو ان کو حسن نے تحفتا دی[7]

7

امام ابن کثیر اپنی کتاب البدایہ و النہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۵۱ میں لکھتے ہیں کہ

وَلما تُوُفِّيَ الْحَسَنُ كَانَ الْحُسَيْنُ يَفِدُ إِلَى مُعَاوِيَةَ فِي كُلِّ عَامٍ فَيُعْطِيهِ وَيُكْرِمُهُ، وَقَدْ كَانَ فِي الْجَيْشِ الَّذِينَ غَزَوُا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ مَعَ ابْنِ مُعَاوِيَةَ يَزِيدَ، فِي سَنَةِ إِحْدَى وَخَمْسِينَ.

حسن کی وفات کے بعد حسین ہر سال معاویہ کے پاس جایا کرتے تھے اور معاویہ ان کو انعام و اکرام سے نوازتے تھے اور حسین اس لشکر میں شامل تھے ، جس نے قسطنطنیہ میں یزید بن معاویہ کی معیت میں سن ۵۱ ھ حملہ کیا تھا۔

روافض کی حسن پر جرح

کتاب الفتن از نعیم بن حماد کی روایت ہے

حدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ السَّرِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اللَّيْلِ، قَالَ: أَتَيْتُ حَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَعْدَ رُجُوعِهِ مِنَ الْكُوفَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقُلْتُ لَهُ: يَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِينَ، فَكَانَ مِمَّا احْتَجَّ عَلَيَّ أَنْ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا تَذْهَبُ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامُ حَتَّى يَجْتَمِعَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَجُلٍ وَاسِعِ السُّرْمِ، ضَخْمِ الْبُلْعُمِ، يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ» وَهُوَ مُعَاوِيَةُ،

راقم کی تحقیق کے مطابق یہ بات صحیح و حسن سند سے معلوم نہیں ہے کہ حسین نے جنگ الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ میں شرکت کی ہو - امام الذھبی نے سیر الاعلام النبلاء میں لکھ دیا ہے

.وَقَالَ ابْنُ عَسَاكِرَ: وَفَدَ الْحُسَيْنُ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَغَزَا الْقُسْطَنْطِينِيَّةَ مَعَ يَزِيدَ

یہ قول امام الذھبی کے بقول ابْنُ عَسَاكِرَ کا تاریخ دمشق میں ہے- لیکن تحقیق پر واضح ہوتا ہے کہ یہ الذھبی کا تسامح ہے - تاریخ دمشق میں یہ بات حسین کے لئے نہیں بلکہ المنذر بن زبیر کے لئے لکھی ہوئی ہے

المنذر بن الزبير بن العوام بن خويلد ن أسد بن عبد العزى ابن قصي بن كلاب أبو عثمان القرشي الأسدي (4) وأمه أسماء بنت أبي بكروفد على معاوية وغزا القسطنطينية مع يزيد بن معاوية ووفد أيضا على يزيد بن معاوية قبل الحرة

بغية الطلب في تاريخ حلب از عمر بن أحمد بن هبة الله بن أبي جرادة العقيلي، كمال الدين ابن العديم (المتوفى: 660هـ) میں الحسين بن علي بن عبد مناف ابي طالب کے ترجمہ میں ہے

وغزا القسطنطينية في الجيش الذي كان يزيد بن معاوية أميره،

یہاں بھی سند نہیں ہے

فَعَلِمْتُ أَنَّ أَمْرَ اللَّهِ تَعَالَى وَاقِعٌ، وَخِفْتُ أَنْ تَجْرِيَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ الدِّمَاءُ، وَاللَّهِ مَا يَسُرُّنِي بَعْدَ إِذْ سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ أَنَّ لِيَ الدُّنْيَا وَمَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ، وَأَنِّي لَقِيتُ اللَّهَ تَعَالَى بِمِحْجَمَةِ دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ ظُلْمًا

(الفتن لنعیم بن حماد)

سفیان بن اللَّیْلِ سے روایت ہے کہ حسن کے کوفہ سے مدینہ منورہ واپس آنے کے بعد، میں ان کے پاس گیااور کہااے اہل ایمان کو رسوا کرنے والے! (حسن نے جواباً کہا) تو نے میرے خلاف جو دلیل لی ہے وہ یہ تھی کہ کہا: میں نے علی سے سناوہ کہہ کرتے رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرمایا: دن اور رات ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ اس امت کا امر (خلافت) ایک ایسے شخص پر متفق ہو جائے گا جس کی آنت لمبی چوڑی اور حلق بھاری بھر کم ہو گا، وہ کھائے گا لیکن پیٹ نہ بھرے گا! (میں حسن کہتا ہوں) اور یہ معاویہ ہے۔ لہٰذا میں جان گیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہو کر رہے گا۔ نیز مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان خون بہہ جائے۔ اللہ کی قسم! اس حدیث کو سننے کے بعد مجھے اس سے کوئی خوشی نہیں ہو سکتی تھی کہ مجھے ساری دنیا اور وہ سب کچھ مل جائے جس پر سورج اور چاند طلوع ہوتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ کسی مسلمان کے ناحق خون کا کوئی بوجھ میرے اوپر ہو۔

راوی سفیان بن اللیل الکوفی کوفی کے متعلق عقیلی نے کہا کہ ان میں سے ہے جو رافضیت میں غلو کرتے ہیں اسکی حدیث صحیح نہیں ہوتی۔

(میزان الاعتدال)

راوی السری بن إسماعيل کے متعلق یحییٰ القطان نے کہا کہ ایک ہی محفل میں اس کا جھوٹ مجھ پر کھل گیا

نسائی نے متروک کہا، احمد نے کہا کہ لوگوں نے اسکی حدیثیں چھوڑ دیں، یحییٰ بن معین نے کہا کہ یہ کچھ نہیں

(میزان الاعتدال)

راوی محمد بن فضیل کے متعلق احمد نے کہا حسن الحدیث ہے ، شیعہ ہے - ابن داؤد نے کہا کہ جلا بھنا شیعہ ہے

(میزان الاعتدال)

روافض نے طرح کی روایات گھڑی تا کہ حسن کی معاویہ سے ہونے والی بیعت کو منفی پس منظر میں دکھا سکیں

رافضیوں کو حسن کی صلح معاویہ سے ہضم نہ ہوئی اور انہوں نے اپنے الفاظ حسین کے منہ میں ڈالنے کی کوشش کی -

تاریخ طبری کی روایت ہے

قال زياد بن عبد الله، عن عوانة؛ وذكر نحو حديث المسروقي، عن عثمان بن عبد الرحمن هذا، وزاد فيه:

حسن نے حسین اور عبداللہ بن جعفر (رضی اللہ عنہم) سے ذکر کیا کہ میں معاویہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ لکھ چکا ہوں اور ان کی دی گئی امان کو تسلیم کر لیا ہے۔ یہ سن کر حسین کہنے لگے : میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ معاویہ کی بات کی تصدیق اور علی کی بات کی تکذیب نہ کیجیے - حسن نے جواب دیا : چپ کرو میں تم سے بہتر اس بات کو جانتا ہوں

سند میں زیاد بن عبداللہ ضعیف ہے

بہت سے لوگ معاویہ و حسن کی صلح کے خلاف تھے مثلا حجر بن عدی ، عبداللہ بن إبي الجوشن اخی شمر وغیرہ

قال خليفة بن خياط: لما سلم الأمر الحسن إلى معاوية، خرج عليه عبد الله بن أبي الجوشن بالنحلة، فبعث إليه معاوية خالد بن عرفطة العذريّ . حليف بنى زهرة . فى جمع من أهل الكوفة، فقتل ابن أبي الجوشن، ويقال ابن أبي الحمساء.

خلیفہ بن خیاط نے کہا جب حسن نے معاویہ کی طرف خلافت بھیج دی تو عبد اللہ بن اِبی الجوشن مقابلے پر نکلا - اس کے لئے معاویہ نے خالد بن عرفطہ کو بھیجا جنھوں نے عبداللہ کا قتل کیا

معاویہ نے حتی مقدور دونوں بھائیوں کی مدد کی - تاریخ دمشق ابن عساکر میں ہے

حسن بن علی ایک مرتبہ معاویہ رضی اللہ عنہم کے پاس آئے تو انہوں نے فرمایا: میں آپ کو ایسا عطیہ دوں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہ دیا ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے حسن کو چالیس لاکھ درہم دیے۔ ایک مرتبہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں ان کے پاس آئے تو انہیں بیس بیس لاکھ درہم دیے - نہج البلاغہ کے شارح ابن ابی الحدید لکھتے ہیں: معاویہ دنیا میں پہلے شخص تھے جنہوں نے دس دس لاکھ درہم بطور عطیہ دیے۔ ابو مخنف کا قول ہے: معاویہ ہر سال حسین رضی اللہ عنہما کو ہر قسم کے تحفوں کے علاوہ دس لاکھ دینار بھیجا کرتے تھے - یہ سب اس پر مزید تھا جو معائدہ کی شقوں میں لکھا تھا

راقم کہتا ہے کہ معائدہ اس گمان غالب پر لکھا گیا ہے کہ معاویہ کا انتقال حسن سے پہلے ہو گا - اللہ کو منظور ہوا کہ حسن انتقال کر جائیں اور معاویہ ہی خلیفہ رہیں - اب چونکہ حسن بن ابی طالب کی وفات ہوئی تو معائدہ کالعدم ہو گیا کیونکہ فریق میں ایک زندہ نہیں رہا[8] - اب نئے خلیفہ کا تقرر کرنا خلیفہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری ہے اور ال حسن یا حسین یا ابن حنفیہّ کو اس میں دخل کا اختیار نہیں رہا —

---

8 افسوس کہ حسن کی معصوم بیوی جعدہ پر راویوں کی جانب جھوٹا الزام لگایا گیا کہ یہ یزید سے مل گئیں اور حسن کو زہر دیا – اس خبر کو سنی سنائی آگے کرنے والے سنیوں نے بھی پھیلایا - حقیقت یہ ہے کہ وفات حسن کے بعد جعدہ حیات رہیں ان کی ابن عباس کے بیٹے العباس بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن هاشم سے شادی ہوئی اور ان

سے محمد بن عباس اور قریبه بن عباس پیدا ہوئے - ماشاء اللہ - **محمد بن العباس وقريبة بنت العباس وأمهما جعدة بنت الأشعث بن قيس بن معدي كرب بن معاوية بن جبلة الكندي** - اگر جعدہ نے زہر دیا ہوتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ کبھی بہو نہیں بن سکتی تھیں-ظاہر ہے کہ بنو عباس کے دور میں رافضیوں نے ان قصوں کو مشہور کیا کہ ابن عباس کی بہو سازشی تھیں

معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت سنن ابی داود ٤١٣٢ میں ہے کہ
حدَّثنا عَمرو بنُ عُثمانَ، حدَّثنا بقيةُ، عن بَحِيرٍ، عن خالد، قال: وفد المقدام بن مَعدي كَرِب وعمرو بنُ الأسود، ورَجُلٌ من بني أسد من أهل قِنَّسرِينَ إلى معاويَة بن أبي سفيانَ، فقال معاوَيةُ للمقدام: أعَلمْتَ أن الحسنَ بنَ علي تُوفِّي؟ فرجَّعَ المِقدَامُ، فقال له رجل: أتَراها مُصيبةً؟ قال له: ولِمَ لا أراها مُصَيبةً وقد وضعه رسولُ الله - صلَّى الله عليه وسلم - في حَجرِه، فقال: "هذا منّي وحُسينٌ منْ علي"؟! فقال الأسَديّ: جمرةٌ أطفأها اللهُ عزَّ وجلَّ، قال: فقال المقدامُ: أما أنا، فلاَ أبرح اليومَ حتى أُغيّظَكَ وأُسمعَكَ ما تكره، ثم قال: يا معاويةُ، إن أنا صدقْتُ فصدّقني، وإن أنا كذبتُ فكذّبْني، قال: أفْعَلُ: قال: فَأنشُدُكَ بالله، هلْ سمعتَ رسولَ الله - صلَّى الله علَيه وسلم - ينهى عن لبسِ الذَّهَبِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فأنشُدكَ بالله، هل تَعْلَمُ أن رسولَ الله - صلَّى الله عليه وسلم - نهى عن لبس الحريرِ؟ قال: نَعَمْ. قال: فأنشُدُكَ بالله، هل تَعْلَمُ أن رسولَ الله - صلَّى الله عليه وسلم - نهى عن لبسِ جلود السِّباع والرّكوب عليها؟ قال: نَعَمْ. قال: فوالله لقد رأيتُ هذا كُلَّه في بيتك يا معاويةُ، فقال معاويةُ: قد علمتُ أني لن أنجوَ منْكَ يا مقدامُ، قال خالدٌ: فأمر له معاويةُ بما لم يأمُرْ لصاحبيه، وفَرَضَ لابنه في المئتينِ، ففرقّها المقدامُ علَى أصحابه قال: ولم يُعطِ الأسديَّ أحداً شيئاً مما أخذَ، فبلغ ذلك معاويةَ، فقال أما المقدامُ فرجلٌ كريمٌ بَسَطَ يدَه، وأما الأَسَديُّ فرجلٌ حسنُ الأمساكِ لشيئه
بقية ابن الوليد الحمصي کہتے ہیں ہم سے بَحِيرٍ بن سعد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے خالد ابن معدان نے بیان کیا کہا ایک وفد جس میں المقدام بن مَعدي كَرِب اور عمرو بنُ الأسود اور ایک شخص بني أسد کا قِنَّسرِينَ والوں میں سے تھے معاويَة بن أبي سفيانَ کے پاس گئے پس معاويَة بن أبي سفيانَ نے المقدام سے کہا آپ کو پتا چلا حسن بن علی کی وفات ہو گئی؟ پس مقدام نے انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اس پر ایک شخص نے کہا تو کیا تم اس[الحسن ابن علی]کے مرنے کو ایک مصیبت تصور کرتے ہیں ؟ اس پر مقدام نے جواب دیا: میں اسے مصیبت کیسے نہ سمجھوں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، حسن کو اپنی گود میں لیتے تھے اور کہتے تھے کہ حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہیں- اس ہر بنی اسد کے شخص نے کہا: وہ [حسن] ایک جلتا ہوا انگارہ تھا جسے اللہ نے بجھا دیا۔
مقدام نے کہا آج میں آپ کو ناپسندیدہ بات سنائے، اور ناراض کئے بغیر نہیں رہ سکتا، پھر انہوں نے کہا معاویہ اگر میں سچ کہوں تو میری تصدیق کریں، اور اگر میں جھوٹ کہوں تو جھٹلا دیں، معاویہ بولے میں ایسا ہی کروں گا۔ مقدام نے کہا میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا

ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ معاویہ نے کہا ہاں۔ پھر کہا میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے؟ کہا ہاں معلوم ہے، پھر کہا میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے؟ کہا ہاں معلوم ہے۔ تو انہوں نے کہا معاویہ قسم اللہ کی میں یہ ساری چیزیں آپ کے گھر میں دیکھ رہا ہوں؟ تو معاویہ نے کہا مقدام مجھے معلوم تھا کہ میں تمہاری نکتہ چینیوں سے بچ نہ سکوں گا۔ خالد کہتے ہیں پھر معاویہ نے مقدام کو اتنا مال دینے کا حکم دیا جتنا ان کے اور دونوں ساتھیوں کو نہیں دیا تھا اور ان کے بیٹے کا حصہ دو سو والوں میں مقرر کیا، مقدام نے وہ سارا مال اپنے ساتھیوں میں بانٹ دیا، اسدی نے اپنے مال میں سے کسی کو کچھ نہ دیا، یہ خبر معاویہ کو پہنچی تو انہوں نے کہا مقدام سخی آدمی ہیں جو اپنا ہاتھ کھلا رکھتے ہیں، اور اسدی اپنی چیزیں اچھی طرح روکنے والے آدمی ہیں۔

اس روایت کو شعَيب الأرنؤوط - محَمَّد كامِل قره بللي نے سنن ابو داود کی تحقیق میں ضعیف قرار دیا ہے

دوسری طرف اس روایت کو اہل حدیث مولویوں مثلا زبیر علی زئی اور البانی نے صحیح قرار دیا ہے جبکہ یہ منکر ہے

اس کی سند میں بقية ابن الوليد الحمصي المتوفی ١١٠ ھ ہے ان سے بخاری نے تعلیق میں روایت لی ہے اور صحیح روایت نہیں لی مسلم نے بھی شواہد میں حدیث لکھی ہے

نسائی کہتے ہیں قال النسائی : إذا قال : حدثنا و أخبرنا فهو ثقة

اگر یہ اخبرنا یا حدثنا کہے تو ثقہ ہے

لیکن اس کی سند میں نہ اس نے اخبرنا کہا ہے نہ حدثنا لہذا یہ روایت تدلیس کی وجہ سے قابل رد ہے

سیر الاعلام از الذھبی کے مطابق

.ابْنِ عُيَيْنَةَ: لاَ تَسْمَعُوا مِنْ بَقِيَّةَ مَا كَانَ فِي سُنَّة، وَاسْمَعُوا مِنْهُ مَا كَانَ فِي ثَوَابٍ وَغَيْرِهِ

سفیان ابْنِ عُيَيْنَةَ کہتے ہیں بَقِيَّةَ سے سنت پر کچھ نہ سنو البتہ ثواب کی روایت سنو

تدلیس پر لکھی جانے والی کتابوں کے حساب سے ان کی تدلیس مجھولین اور ضعیف راویوں سے ہوتی ہے

کتاب ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق از الذھبی کے مطابق

مختلف في الحتجاج به

ان سے دلیل لینا مختلف فیہ مسئلہ رہا ہے

روایت امام احمد کے اصول پر قابل قبول ہے

«وقال عبد الله: قال أبي: بقية إذا حدث عن المعروفين مثل بحير بن سعد وغيره (قُبل) . «العلل (3141) .
جب بقیہ معروفین مثلا بحیر بن سعد سے روایت کرے تو قبول کر لو
لیکن یہ بھی علم رجال میں موجود ہے
وقال أحمد بن الحسن الترمذي: سمعت أحمد بن حنبل، رحمه الله، يقول: توهمت أن بقية لا يحدث المناكر إلا عن المجاهيل فإذا هو يحدث المناكير عن المشاهير، فعلمت من أين أتي.
.«المجروحون لابن حبان» 191/1
احمد بن حسن نے کہا میں نے احمد کو کہتے سنا مجھ کو وہم ہوا کہ بقیہ صرف مجھول راویوں سے مناکیر روایت کرتا ہے پس جب یہ ثقات سے بھی منکر روایت کرے تو جان لو کہ کہاں سے یہ آئی ہے
یعنی بقیہ نے ثقات سے بھی منکر روایت بیان کی ہیں اور ایسا ہی اس روایت میں ہے کہ اس نے ایک منکر بات پیش کی ہے اس کا تفرد بھی ہے
یہ روایت امام ابن ابی حاتم کے نزدیک بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی
كتاب الكامل في ضعفاء الرجال از ابن عدی کے مطابق
حَدَّثني عَبد المؤمن بن أحمد بن حوثرة، حَدَّثنا أَبُو حاتم الرازي، قالَ: سَألتُ أبا مسهر عَن حديث لبقية فَقَالَ احذر أحاديث بَقِيّة وكن منها عَلَى تقية فإنها غير نقية.
أَبُو حاتم الرازي نے کہا میں نے أبا مسهر سے بقیہ کی روایات کے بارے میں پوچھا کہا ان سے دور رہو ہو سکتا ہے اس میں تقیہ ہو کیونکہ یہ صاف (دل) نہ تھا
ابن ابی حاتم نے علل الحديث میں بقیہ بن الولید کی بحیر بن سعد سے ایک روایت کو منکر بھی قرار دیا ہے
وسألتُ (2) أَبِي عَنْ حديثٍ رَوَاهُ بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ بَحِير (3) بْنِ سَعْدٍ (4) ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مرة، عن
عائِشَة، عن النبيِّ (ص) أنه قال لها النبيُّ (ص) : أَطْعِمينا يَا عَائِشَةُ. قَالَتْ: مَا عِنْدَنَا شيءٌ، فَقَالَ أَبُو بكرٍ: إنَّ المرأةَ المؤمنةَ لا تحلفُ (1) أَنَّهُ لَيسَ عِنْدَهَا شيءٌ وَهيَ عندها، فقال النَبيُّ (ص) : وَمَا يُدْرِيكَ أَمُؤْمِنَةٌ هِيَ أَمْ لاَ؛ إنَّ (2) المَرْأَةَ المُؤْمِنَةَ فِي النِّسَاءِ كَالْغُرابِ الأَبْقَعِ (3) فِي الغِرْبَانِ ؟
قَالَ أَبِي: لَيسَ هَذَا بشيءٍ
اس روایت پر ابی حاتمؔ نے کہا کوئی چیز نہیں
روایت میں بقیہ نے حدثنا کہا ہے
كتاب الكامل في ضعفاء الرجال از ابن عدی کے مطابق
أَبَا التَّقيّ هِشَامُ بْنُ عَبد الْمَلِكِ يقول: مَن، قَال: إِنَّ بَقِيَّة، قَال: حَدَّثَنا فَقَدْ كَذَبَ مَا قَالَ بَقِيَّةُ قَطُّ إلا، حدَّثَني فلاَن
أَبَا التَّقيّ هِشَامُ بْنُ عَبد الْمَلِكِ کہتے جو یہ کہے کہ بقیہ نے کہا حدثنا وہ جھوٹ ہے بقیہ نے کبھی بھی یہ نہیں بولا بلکہ کہتا حدثنی فلاں

حسن رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے اگلے سال ۴۱ ھجری میں ساتِ ماہ کے بعد خلافت سے دست برداری کا اعلان کر دیا۔ چونکہ وہ حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے اس لئے خاندان علی کے اک نمائندہ تھے۔ حسین رضی اللہ عنہ کو یہ بات پسند نہ آئی لیکن انہوں نے اپنی مخالفت کا اظہار بھی نہیں کیا یہاں تک کہ کوفہ کے ان کے حامیوں نے ان کو خط لکھ کر کوفہ بلوایا اور جب بات ظاہر کی اس وقت تک دیر ہو چکی تھی

مودودی خلافت و ملوکیت میں حسن کی صلح کو جس تناظر میں دیکھتے ہیں اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ سے کیا

یعنی بقیہ اپنے اپ کو محدث کا خاص شاگرد باور کراتا کہ اس نے مجمع میں نہیں بلکہ خاص شیخ نے اس کو سنائی
بقیہ کو ثقہ بھی کہا گیا اور بے کار شخص بھی کہا گیا ہے- عقیلی کہتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں بیہقی کہتے ہیں وقد أجمعوا على أن بقية ليس بحجة وفيه نظر اس پر اجماع ہے کہ اس کی روایت حجت نہیں اور اس پر نظر ہے- ابن حزم: ضعیف کہا ہے- بہر حال اس راوی کی عدالت میں نقص ہے اور راقم اس پر مطمئن نہیں ہے کہ اس کو صحیح قرار دے-

الجورقاني (المتوفى: 543هـ) الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير میں کہتے ہیں
بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ هُوَ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ.
وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي حَاتِمٍ الرَّازِيُّ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُولُ: يُكْتَبُ حَدِيثُ بَقِيَّةَ، وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ
علل ابو حاتم میں بقیہ کی ایک روایت پر ہے
وكان بَقِيَّةُ يدلّس؛ فظنُّوا هؤلاء (4) أنَّهُ يقولُ في كلِّ حديث: حدَّثنا، ولا يَفْتَقِدُونَ الخبَرَ منه
بقیہ نے ان تمام شاگردوں نے گمان کیا کہ وہ ہر حدیث پر حدثنا کہتا ہے اور انہوں نے سماع کی تحقیق نہیں کی
ابن رجب نے "فتح الباري" (479/5) میں لکھا ہے
وقد ذكر أبو حاتم نحو هذا في أصحاب بقية بن الوليد؛ أنهم يروون عنه عن شيوخه ويصرحون بتحديثه عنهم، من غير سماع له منهم
اصحاب بقیہ اپنے شیوخ سے روایت کرتے تھے اور اس میں تحدیث کی تصریح کرتے لیکن انہوں نے اس سے سنا بھی نہیں ہوتا تھا

ملوکیت کا آغاز اسی قاعدے کی تبدیلی سے ہوا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت
اس نوعیت کی خلافت نہ تھی کہ مسلمانوں کے بنانے سے وہ خلیفہ بنے ہوں اور اگر مسلمان
ایسا کرنے پر راضی نہ ہوتے تو وہ نہ بنتے۔ وہ بہر حال خلیفہ ہونا چاہتے تھے، انہوں نے لڑ
کر خلافت حاصل کی، مسلمانوں کے راضی ہونے پر اُن کی خلافت کا انحصار نہ تھا۔ لوگوں نے
اُن کو خلیفہ نہیں بنایا، وہ خود اپنے زور سے خلیفہ بنے، اور جب وہ خلیفہ بن گئے تو لوگوں
کے لیے بیعت کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ اُس وقت اگر اُن سے بیعت نہ کی جاتی تو اس

مودودی کے الفاظ کا مطلب ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی وجہ سے خلیفہ نہ ہوئے بلکہ سیاسی دنگل میں حسن کو پچھاڑ کر خلیفہ ہوئے۔ دوسری طرف اصحاب رسول اس کو عام الجماعت کہتے تھے

بیعت یزید بن معاویہ کی دعوت

طبری میں ولایت یزید سے متعلق قصہ

حَدَّثَنِي الْحَارِثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ الهمداني وعلي بن مُجَاهِدٍ، قَالا: قَالَ الشَّعْبِيّ

کی سند سے ہے

قدم الْمُغِيرَة عَلَى مُعَاوِيَة واستعفاه وشكا إِلَيْهِ الضعف، فأعفاه، وأراد أن يولي سَعِيد بن الْعَاصِ، وبلغ كاتب الْمُغِيرَة ذَلِكَ، فأتى سَعِيد بن الْعَاصِ فأخبره وعنده رجل من أهل الْكُوفَة يقال لَهُ رَبِيعَة- أو الربيع- من خزاعة، فأتى الْمُغِيرَة فَقَالَ: يَا مغيرة، مَا أَرَى أَمِير الْمُؤْمِنِينَ إلا قَدْ قلاك، رأيت ابن خنيس كاتبك عند :سعيد ابن الْعَاصِ يخبره أن أَمِير الْمُؤْمِنِينَ يوليه الْكُوفَة، قَالَ الْمُغِيرَة: أفلا يقول كما قَالَ الأعشى

أم غاب ربك فاعترتك خصاصة ... ولعل ربك أن يعود مؤيدا

رويدا! أدخل عَلَى يَزِيد، فدخل عَلَيْهِ فعرض لَهُ بالبيعة، فأدى ذَلِكَ يَزِيد إِلَى أَبِيهِ، فرد مُعَاوِيَة الْمُغِيرَة إِلَى الْكُوفَةِ، فأمره أن يعمل فِي بيعة يَزِيد.

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ، معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اپنی معزولی و استعفی کا اور بڑھاپے کا ذکر کیا، پس معاویہ نے ان کو اس عہدے سے معاف کیا اور ارادہ کیا کہ سعید بن العاص کو والی مقرر کریں- مغیرہ کا کاتب (افسر) اس حکم

کو لے کر سعید کے پاس پہنچا اور سعید کو خبر دی کہ امیر المومنین نے تم کو کوفہ کا والی کر دیا ہے، اس وقت ان کے پاس خزاعہ کا ایک آدمی رَبِيعَة- یا الربیع تھا- (اسی دوران) مغیرہ بذات خود سعید کے پاس پہنچے –سعید نے کہا: اے مغیرہ، امیر المومنین تو وہی چاہتے ہیں جو تم ان کو کہتے ہو (پٹی پڑھاتے ہو)، ابن خنيس نے خبر دی ہے کہ (مجھ کو) کوفہ کا والی کر دیا گیا ہے! مغیرہ نے کہا: میں تو بس وہی کہتا ہوں جو الأعشى نے کہا

أم غاب ربك فاعترتك خصاصة … ولعل ربك أن يعود مؤيدا

کیا تمہارا رب چھپ گیا تم کو غربت میں چھوڑ کر

اور ہو سکتا ہے کہ تمہارا رب واپس تم کو دے

نرمی کے ساتھ، اب یزید کے پاس جاو اس سے بیعت لو -یزید نے (خبر پانے پر) اپنے باپ معاویہ سے ضد کی (کہ اس کو کوفہ کا والی مقرر کیا جائے) پس معاویہ نے مغیرہ کو واپس طلب کیا اور ان کو واپس کوفہ پر مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ اب یزید کی بیعت (خلافت) کے مشن پر کام کریں

اس قصہ میں اشارتا ذکر ہے مغیرہ نے جب امارت چھوڑی تو مغیرہ، سعید بن العاص کے لئے گورنر کوفہ بننے کی رہ ہموار کر رہے تھے (جو الأعشى کا شعر پڑھ کر انہوں نے واضح کیا) لیکن مغیرہ اور سعید دونوں کو معلوم تھا کہ یزید اس میں روڑے اٹکائے گا لہذا سعید نرمی کے ساتھ یزید کے پاس گئے کہ وہ ان کو گورنر مان جائے -یزید اغلباً متمنی تھا کہ اس کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا جائے گا لیکن سعید کو مقرر کر دیا گیا -جب یزید کو سعید کی تعیناتی کا علم ہوا اس نے جا کر باپ سے ضد کی اور معاملہ اس پر رفع دفع ہوا کہ یزید کو امیر المومنین بنا دیا جائے گا اور مغیرہ کو کوفہ کا گورنر ہی رہنے دیا

جائے گا یعنی باپ نے بیٹے کو منانے کے لئے ایک شہر کی بجائے پوری خلافت دینے کا ارادہ کیا- یہ قصہ مجہول کی سند سے ہے-تاریخ طبری کے محقق محمد بن طاہر البرزنجی کہتے ہیں

علي بن مجاهد متروك إن كان الكابلي وإلا فمجهول وأبو إسماعيل هذا لم نجد له ترجمة.

علی بن مجاہد متروک ہے اگر یہ کابلی ہے، ورنہ یہ کوئی مجہول ہے اور ابو اسمٰعیل ہمدانی کا ترجمہ مجھ کو نہیں ملا

پھر طبری میں آگے کا قصہ

حدّثني الحارث، قال: حدّثنا عليّ عن مَسلَمة

کی سند سے ہے کہ معاویہ نے زیاد کو یزید کے حوالے سے لکھا کہ اس کی بیعت پر کام کرو تو زیاد نے معاویہ سے ذکر کیا

ويزيد صاحبُ رَسْلَة وتهاون، مع ما قد أولِع به من الصيد، فالقَ أمير المؤمنين مؤدّيًا عني، فأخبره عن فَعَلات يزيد

یزید تو ڈاکیہ (خبر ادھر ادھر کرنے والا) یا لاابالی قسم کا بندہ ہے اس کو تو شکار کا شوق ہے پس امیر المومنین کو میری ان گزارشات پر غور کرنا چاہیے ان کو یزید کی ان حرکات کا علم دو

محقق محمد بن طاہر البرزنجی کی تحقیق میں سند ضعیف ہے- راقم کہتا ہے سند میں مسلمۃ بن محارب بن سلم بن زیاد مجہول ہے اس کو ابن حبان نے ثقہ کہہ دیا ہے- افسوس اسی قصہ کو ابن کثیر نے بلا تحقیق لے لیا ہے اور اس میں اضافے کر کے کچھ سے کچھ بنا دیا ہے—ابن کثیر نے البدایہ میں ان دو قصوں کا مخلص اپنے الفاظ میں اسطرح پیش کیا

فَرَوَى ابْنُ جَرِيرٍ مِنْ طَرِيقِ الشَّعْبِيِّ أَنَّ الْمُغِيرَةَ كَانَ قَدْ قَدِمَ عَلَى مُعَاوِيَةَ وأعفاه مِنْ إِمْرَةِ الْكُوفَةِ فَأَعْفَاهُ لِكِبَرِهِ وَضَعْفِهِ، وَعَزَمَ عَلَى تَوْلِيَتِهَا سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ، فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الْمُغِيرَةَ كَأَنَّهُ نَدِمَ، فَجَاءَ إِلَى يَزِيدَ ابن مُعَاوِيَةَ فَأَشَارَ عَلَيْهِ بِأَنْ يَسْأَلَ مِنْ أَبِيهِ أن يكون ولى العهد، فسأل ذلك مِنْ أَبِيهِ فَقَالَ: مَنْ أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: الْمُغِيرَةُ، فَأَعْجَبَ ذَلِكَ مُعَاوِيَةَ مِنَ الْمُغِيرَةِ وَرَدَّهُ إِلَى عَمَلِ الْكُوفَةِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَسْعَى فِي ذَلِكَ، فَعِنْدَ ذَلِكَ سَعَى الْمُغِيرَةُ فِي تَوْطِيدِ ذَلِكَ، وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى زِيَادٍ يَسْتَشِيرُهُ فِي ذَلِكَ، فَكَرِهَ زِيَادٌ ذَلِكَ لِمَا يَعْلَمُ مِنْ لَعِبِ يَزِيدَ وَإِقْبَالِهِ عَلَى اللَّعِبِ وَالصَّيْدِ

ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے شعبی کی سند سے کہ مغیرہ بن شعبہ (المتوفی ۵۰ ہجری)، معاویہ کے پاس پہنچے اور معاویہ نے مغیرہ کو بوجہ کبر سنی امارتِ کوفہ سے معزول کر دیا اور ارادہ کیا کہ سعید بن العاص کو اس کی جگہ گورنر بنایا جائے تو مغیرہؓ اس سے شرمندہ ہوئے اور انہوں نے (آگ لگانے کے لئے جا) کر یزید کو اشارہ دیا (یعنی شہہ دی) کہ تم اپنے باپ سے مطالبہ کرو کہ وہ تمہیں ولی عہد بنادے۔یزید نے باپ سے اس کا ذکر کیا۔ معاویہؓ نے پوچھا: تم کو اس مطالبہ کا مشورہ کس نے دیا ہے؟ یزید نے کہا: مغیرہ بن شعبہؓ نے۔ معاویہؓ کو مغیرہ کا یہ مشورہ بہت پسند آیا اور اس کو امارتِ کوفہ پر برقرار رکھا اور اسے حکم دیا کہ یزید کی ولی عہدی کے لئے کوشش کرو۔ مغیرہ نے یہ کوشش شروع کر دی اور معاویہؓ نے بصرہ کے گورنر زیاد کو بھی اس بارے میں لکھا۔ زیاد نے اس کو ناپسند کیا کیونکہ وہ یزید کے لعب و صید سے واقف تھا

افسوس یہ جو ابن کثیر نے اضافے اور حاشیہ آرائی کی ہے اس سے طبری کا سند اذکر کردہ قصہ کا بھی حلیہ بگڑ گیا ہے۔ باوجود عرب ہونے کے کیا ابن کثیر روایت کا مطلب ہی نہیں سمجھ پائے یا محض کسی رافضی ذاکر کی تقریر انہوں نے البدایہ میں نقل کر دی؟ حیرت ہے ان کی سمجھ دانی پر

عتیق الرحمان واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر میں ملبہ ابن اثیر پر گراتے لکھتے ہیں

گی۔ تاریخ کی جو کتابیں اس وقت ہمارے سامنے ہیں، ان میں سب سے زیادہ غضب ابن اثیر کی کتاب "الکامل فی التاریخ" میں ڈھایا گیا ہے۔ اور یہ بیان دیا گیا ہے کہ:-

اور اس سنہ (۵۶) میں لوگوں نے یزید بن معاویہ سے ولی عہدی کی بیعت کی۔ اور اس معاملے کی ابتدا مغیرہ بن شعبہ سے ہوئی تھی۔ ہوا یوں کہ معاویہ نے کوفے کی امارت سے مغیرہ کو معزول کر کے سعید بن عاص کو مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ مغیرہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے طے کیا کہ مجھے معاویہ کے پاس جا کر خود ہی اپنا استعفیٰ پیش کر دینا چاہئے تاکہ لوگوں کو یہ ظاہر ہو کہ مجھے اس عہدہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ پس یہ طے کر کے وہ معاویہ کے پاس گئے اور وہاں (دمشق) پہنچ کر اپنے دوستوں سے کہا کہ میں نے آج ولایت اور امارت حاصل نہیں کر لی تو پھر کبھی بھی نہیں کر سکوں گا۔ یہ کہہ کر سیدھے یزید کے پاس پہنچے اور اس سے بولے کہ میاں، بڑے بڑے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور بزرگان قریش گزر چکے اب صرف ان کی اولاد رہ گئی ہے اور تم ان میں سے سمجھ بوجھ کے اعتبار سے بھی اور سنت وسیاست کے، علم کے اعتبار سے بھی افضل لوگوں میں ہو، میں نہیں جانتا کہ آخر امیر المومنین کو کیا چیز مانع ہے کہ وہ تمہارے لیے (ولی عہدی کی) بیعت لے لیں! یزید یہ سن کر بولے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بیل منڈھے چڑھے گی؟ مغیرہ نے کہا کیوں نہیں؟ پس یزید اپنے باپ کے پاس پہنچے اور یہ گفتگو بتائی۔ معاویہ نے بات سنکر مغیرہ کو بلایا اور پوچھا کہ یہ یزید کیا کہہ رہا ہے؟

۷۹

انہوں نے کہا کہ ہاں امیر المؤمنین! ٹھیک کہہ رہا ہے ــــ میرے سامنے اس اختلاف اور خونریزی کا منظر ہے جو عثمانؓ کے قتل کے بعد رونما ہوا (میں نہیں چاہتا کہ یہ دوبارہ ہو) یزید کی شکل میں آپ کے بعد ذمّہ داریوں کو سنبھالنے والا ایک فرد موجود ہے۔ پس اس کا تقرر کر دیجئے، تاکہ آپ کو کچھ ہو تو لوگوں کے لیے ایک جائے پناہ اور آپ کا خلف موجود ہو اور کوئی فتنہ وفساد رونما نہ ہونے پائے۔ معاویہ نے یہ سن کر کہا کہ اس کام کی صورت کیا ہوگی؟ مغیرہ نے جواب دیا کہ کوفے والوں کو (متفق کرنے کے لیے) میں کافی ہوں، بصرے کے لیے زیاد موجود ہے، اور ان دو بڑے شہروں کے بعد کوئی نہیں رہ جاتا جو آپ کی مخالفت کرے۔ معاویہ نے یہ سن کر کہا کہ اچھا تم اپنے منصب پر واپس جاؤ اور اپنے بھروسے کے لوگوں سے بات چیت کرو، پھر دیکھیں گے۔ یہ کہہ کر معاویہ نے ان کو رخصت کیا اور یہ لوٹ کر اپنے دوستوں میں پہنچے اور بولے کہ میں نے معاویہ کا پاؤں ایسی رکاب میں پھنسایا ہے کہ اب نکلنے والا نہیں ہے اور امّت محمدیہ میں پھوٹ کا وہ سامان کیا ہے کہ اب ابد تک اس میں جوڑ کی صورت نہ ہو سکے۔

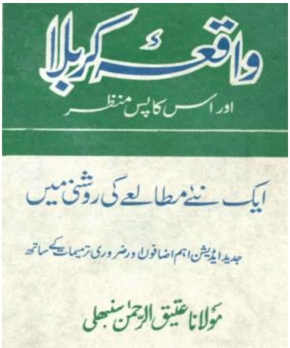

ہیں کیا؟ خدا کی پناہ اور ہزار بار پناہ۔ ہم یہ لغویات (بلکہ کفریات) مان کر قرآن اور اس کے اعلان کو جھٹلانے کا کام کیسے کر سکتے ہیں؟

راقم کہتا ہے ابن اثیر کے پیش کردہ چربہ کو ابن کثیر نے بوہی درج کیا ہے- عتیق الرحمان بھی جھنجھلا کر کتاب میں لکھتے ہیں کہ طبری کی روایت کو ابن کثیر اور ابن اثیر دونوں نے بدلا ہے

اور چونکہ ابن اثیر نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں صراحۃً لکھا ہے کہ انھوں نے اپنی کتاب کی بنیاد اصلاً طبری کی روایات پر رکھی ہے اور بعد میں وہ دوسری کی روایات سے مناسب اضافے کرتے ہیں اس لیے یہ سمجھنا غلط نہ ہوگا کہ اصل روایت تو ان کے سامنے بھی طبری ہی کی ہے مگر ابن کثیر کی طرح انہوں نے بھی اس کو اصل صورت سے پیش کرنے میں دقت محسوس کی تو اس کی اصلاح انہوں نے ابن کثیر سے بھی زیادہ کر دی۔ اور خود ہی استعفٰے دیکر خود ہی نادم ہونے کو بھی حضرت مغیرہ جیسے ہوشمند اور پختہ کار سے بعید دیکھ کر واقعہ کو یوں بیان کیا کہ اصل ارادہ معاویہ کی طرف سے ہوا تھا کہ مغیرہ کو معزول کر کے سعید کا تقرر کر دیا جائے۔ مغیرہ کو اس کی بھنک پڑی تو وہ اس کی کاٹ کے لیے اپنا استعفٰے لے کر پہنچ گئے۔ اور استعفٰے کے ساتھ ساتھ یزید کے کان میں ولی عہدی کا افسوں بھی پھونک دیا جس کے نتیجے میں معاویہؓ کو خود ہی ضرورت محسوس ہوئی کہ مغیرہ کو ان کے عہدے پر باقی رکھا جائے۔[۲]

سوال یہ ہے کہ ایسی روایت کی وقعت کیا ہے جو اتنی ناقابل فہم ہو کہ طبری کا نام لیکر بیان کرنے والے بھی اس کو کافی ردّ و بدل کے بغیر بیان کے قابل نہ سمجھتے ہوں ؟

سن ۵۱ ھجری میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور اس وقت عائشہ رضی اللہ عنہا حیات تھیں جن کی وفات معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے تین یا سات سال پہلے ہوئی ہے گویا کم از کم یزید کی بیعت کی دعوت تین سال تک دی جاتی رہی

عبد الرحمان بن ابی بکر نے اعتراض کیا

سنن الکبری نسائی کی روایت 11427 ہے

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِهِ، قَالَ مَرْوَانُ: سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: سُنَّةُ هِرَقْلَ وَقَيْصَرَ، فَقَالَ مَرْوَانُ: هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللهُ فِيهِ {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا} [الأحقاف: 17] الْآيَةَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: «كَذَبَ وَاللهِ، مَا هُوَ بِهِ، وَإِنْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ لَسَمَّيْتُهُ، وَلَكِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَبَا مَرْوَانَ، وَمَرْوَانُ فِي صُلْبِهِ، فَمَرْوَانُ فَضَضٌ مِنْ لَعْنَةِ اللهِ»

محمد بن زیاد نے کہا جب معاویہ نے اپنے بیٹے کے لئے بیعت لی مروان نے کہا ابو بکر اور عمر کی سنت پر – پس عبد الرحمان بن ابی بکر نے کہا سنت ہرقل و قیصر پر – پس مروان نے کہا یہی ہے وہ جس پر ہے اللہ نے نازل کیا ہے اور جس نے اپنے والدین سے کہا اف ہے تم پر – پس جب عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ پہنچا آپ نے فرمایا یہ اللہ پر جھوٹ ہے اگر تم چاہو تو میں نام بنا دوں کس کے لئے نازل ہوئی ہے – رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے ابو مروان (الحکم) پر اور مروان تو صلب میں تھا پس اس کو یہ لعنت لگ گئی

اسی سند سے مستدرک الحاکم میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ الشَّيْبَانِيُّ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ الْحَافِظُ، ثَنَا عَلِيُّ بْنُ – الْحُسَيْنِ الدِّرْهَمِيُّ، ثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِهِ يَزِيدَ، قَالَ مَرْوَانُ: سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ، وَعُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: سُنَّةُ هِرَقْلَ، وَقَيْصَرَ، فَقَالَ: أَنْزَلَ اللَّهُ فِيكَ: {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا} [الأحقاف: 17] الْآيَةَ، قَالَ: فَبَلَغَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ: كَذَبَ وَاللَّهِ مَا هُوَ بِهِ، وَلَكِنْ «رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَبَا مَرْوَانَ وَمَرْوَانُ فِي صُلْبِهِ» فَمَرْوَانُ قَصَصٌ مِنْ

«لَعْنَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجلَّ» «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ

[التعليق – من تلخيص الذہبی] 8483 – فيه انقطاع

الذھبی نے تلخیص میں کہا ہے کہ یہ منقطع سند ہے

یعنی وہ روایات جن میں لعنت کا ذکر ہے ان کی سند منقطع ہے

البانی صاحب کتاب سلسلہ احادیث الصحیحہ میں ایک روایت کے شاہد پر دلیل دیتے ہیں

كما في "تفسير ابن كثير" (159/4) – عن عبد الله البهي قال

إني لفي المسجد حين خطب مروان فقال: إن الله تعالى قد أرى أمير المؤمنين

في (يزيد) رأياً حسناً وأن يستخلفه، فقد استخلف أبو بكر عمر – رضي الله عنهما –. فقال عبد الرحمن بن

أبي بكر – رضي الله عنهما –: أهرقلية؟! إن أبا بكر – رضي

الله عنه – ما جعلها في أحد من ولده، وأحد من أهل بيته، ولا جعلها معاوية

إلا رحمة وكرامة لولده! فقال مروان: ألست الذي قال لوالديه: (أفٍّ لكما) ؟ فقال

عبد الرحمن: ألست يا مروان! ابن اللعين الذي لعن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أباك؟! قال:

وسمعتهما عائشة – رضي الله عنها –، فقالت: يا مروان! أنت القائل لعبد الرحمنكذا وكذا؟! كذبت! ما فيه

نزلت، ولكن نزلت في فلان بن فلان. ثم انتحب

مروان (!) ثم نزل عن المنبر حتى أتى باب حجرتها، فجعل يكلمها حتى انصرف. قلت: سكت عنه ابن

كثير، وهو إسناد صحيح.

جیسا کہ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ

عبد اللہ بہی نے کہا کہ ہم مسجد میں تھے جب مروان نے خطبہ دیا کہ اللہ نے معاویہ کو یزید کے بارے میں اچھی رائے دی ہے، کہ وہ انہیں اپنا خلیفہ بنائے جیسے ابو بکر نے عمر کو خلیفہ بنایا۔ عبد الرحمٰن بن ابو بکر نے کہا کہ کیا ہر قل کے مطابق؟ ابو بکر نے اپنی اولاد میں کسی کو نہیں بنایا نہ اپنے گھر والوں میں، معاویہ اپنی اولاد پر رحمت و کرامت کر رہا ہے۔ مروان نے کہا کہ تمہارے لیے یہ آیت آئی ہے۔ اس پر عبد الرحمٰن نے کہا یہ اے مروان! کیا تم لعنتی کے بیٹے نہیں جس کے باپ پر اللہ کے رسول نے لعنت کی؟ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سنا تو انہوں نے کہا کہ اے مروان! تم عبد الرحمٰن کے لیے فلاں فلاں چیز کے قائل ہو؟ تم نے جھوٹ بولا، یہ فلاں فلاں کے لیے نازل ہوئی۔ مروان نیچے اترا جلدی سے، اور آپ کے حجرے پر آیا، کچھ بولا اور پھر چلا گیا۔
میں البانی یہ کہتا ہوں کہ ابن کثیر اس پر چپ رہے ہیں، مگر یہ سند صحیح ہے

راقم کہتا ہے عبد اللہ البھی کا عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع ثابت نہیں ہے کتاب جامع التحصیل کے مطابق امام احمد کے نزدیک ان کا سماع نہیں ہے - عبد الله البهي سئل أحمد بن حنبل هل سمع من عائشة رضي الله عنها قال ما أرى في هذا شيئا إنما يروي عن عروة
صحیح واقعہ امام بخاری نے بیان کیا ہے

بخاری نے سورہ الاحقاف کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ

باب {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ (17)} [الأحقاف: 17]

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ، فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ، لِكَىْ يُبَايَعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ خُذُوهُ. فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هَذَا الَّذِى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي} . فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلاَّ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عُذْرِى.

مروان جو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ کی جانب سے حجاز پر (گورنر) مقرر تھے انہوں نے معاویہ کے بعد یَزِید بن مُعَاوِیَۃَ کی بیعت کے لئے خطبہ دیا۔پس عَبدُ الرَّحمٰنِ بن اِبی بَکرٍ نے کچھ بولا۔جس پر مروان بولے اس کو پکڑو اور عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ اِبی بَکرٍ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ کے گھر میں داخل ہو گئے۔اس پر مروان بولے کہ یہی وہ شخص ہے جس کے لئے نازل ہوا ہے {وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي، جس نے والدین کو اف بولا } ۔اس پر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ نے پردے کے پیچھے سے فرمایا کہ ھمارے لئے قرآن میں سوائے برات کی آیات کے کچھ نازل نہ ہوا

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی وفات ۵۷ ھجری کی ہے لہٰذا یہ واقعہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کم از کم تین سال پہلے کا ہے

عبد الله بن عمر کو خلافت کی خواہش

صحيح البخاري: كِتَابُ المَغَازِي (بَابُ غَزْوَةِ الخَنْدَقِ وَهِيَ الأَحْزَابُ) صحیح بخاری: کتاب: غزوات کے بیان میں (باب: غزوۂ خندق کا بیان جس کا دوسرا نام غزوۂ احزاب ہے ۔ موسی بن عقبہ نے کہا کہ غزوۂ خندق شوال 4 ھ میں ہوا تھا۔)

4108 . حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَأَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنْ الْأَمْرِ شَيْءٌ فَقَالَتْ الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ وَأَخْشَى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ فَلَمْ تَدَعْهُ حَتَّى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَهَلَّا أَجَبْتَهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ أَحَقُّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللَّهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيبٌ حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ قَالَ مَحْمُودٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنَوْسَاتُهَا

مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا' کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہیں معمر بن راشد نے' انہیں زہری نے' انہیں سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور معمر بن راشد نے بیان کیا کہ مجھے عبد اللہ بن طاوس نے خبر دی' ان سے عکرمہ بن خالد نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گیا تو ان کے سر کے بالوں سے پانی کے قطرات ٹپک رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دیکھتی ہو لوگوں نے کیا کیا اور مجھے تو کچھ بھی حکومت نہیں ملی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مسلمانوں کے مجمع میں جاؤ' لوگ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ کہیں ایسا نہ کہ تمہارا موقع پر نہ پہنچنا مزید پھوٹ کا سبب بن جائے۔ آخر حفصہ رضی اللہ عنہا کے اصرار پر عبد اللہ رضی اللہ عنہ گئے۔ پھر جب لوگ وہاں سے چلے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ خلافت کے مسئلہ پر جسے گفتگو کرنی ہو وہ ذرا اپنا سر تو اٹھائے۔ یقیناً ہم اس سے (اشارہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف تھا) زیادہ خلافت کے حقدار ہیں اور اس کے باپ سے بھی زیادہ۔ حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس پر کہا کہ آپ نے وہیں اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟ <u>عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے اسی وقت اپنے لنگی کھولی (جواب دینے کو تیار ہوا) اور ارادہ کر چکا تھا کہ ان سے کہوں کہ تم سے زیادہ خلافت کا حقدار وہ ہے جس نے تم سے اور تمہارے باپ سے اسلام کے لیے جنگ کی تھی۔</u> لیکن پھر میں ڈرا کہ کہیں میری اس بات سے مسلمانوں میں

اختلاف بڑھ نہ جائے اور خونریزی نہ ہو جائے اور میری بات کا مطلب میری منشا کے خلاف نہ لیا جانے لگے۔ اس کے بجائے مجھے جنت کی وہ نعمتیں یاد آگئیں جو اللہ تعالیٰ نے (صبر کرنے والوں کے لیے) جنتوں میں تیار کر رکھی ہیں۔ حبیب ابن ابی مسلم نے کہا کہ اچھا ہوا آپ محفوظ رہے اور بچا لئے گئے آفت میں نہیں پڑے۔ محمود نے عبد الرزاق سے (نسواتھا کے بجائے لفظ) ونوساتھا بیان کیا (جس کے معنی چوٹی کے ہیں جو عورتیں سر پر بال گوندھتے وقت نکالتی ہیں)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے چیلنج دیا لیکن کسی نے کلام نہ کیا اور ابن عمر نے صبر کیا— معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک عمومی جملہ بولا ہے ان کا اشارہ خاص ابن عمر کے لئے نہیں ہے کیونکہ ابن عمر نے مجمع میں کوئی کلام نہیں کیا- جب یہ بات پیش کی گئی ہے یزید بن معاویہ مستقبل کے خلیفہ ہوں گے تو اس وقت اس پر بعض نے اعتراض کیا اور بعض نے صبر کیا- عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو قیصر کی سنت قرار دیا- ابن عمر رضی اللہ عنہ کو خواہش تھی کہ شاید ان کو خلافت مل جائے لیکن اس کا برملا اظہار نہ کیا- حسین رضی اللہ عنہ کو بھی خواہش تھی کہ یہ ان کو مل جائے لیکن اس کا برملا اظہار نہ کیا- عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی خواہش تھی لیکن اس کا برملا اظہار نہ کیا- عبد الرحمان بن ابی بکر، ابن عمر اور حسین سابقہ خلفاء کے بیٹے تھے لیکن عبد الرحمان بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ صحیح نہیں تھا کہ ان دونوں کو خلافت ملے — لہذا اس میں اختلاف ہوا نہ صرف معاویہ رضی اللہ عنہ سے بلکہ ان سب کا آپس میں بھی — حسین رضی اللہ عنہ اس وقت مکہ میں تھے۔ الغرض اس بیعت کو عامہ صحابہ کی جانب سے قبول کر لیا گیا اور تمام بلاد و امصار میں اس کے خلاف کسی نے کوئی کلام معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں نہ کیا

عبد الرحمٰن بن ابی بکر نے اعتراض کیا کہ خلفاء کے بعد ان کے بیٹے ہی خلفاء نہ بنیں انہوں نے اس کو ہرقل کی سنت کہا جبکہ یہ علی کی سنت تھی گویا علی کی جانب سے حسن کو خلیفہ کیا جانا بعض اصحاب رسول کے نزدیک مناسب نہ تھا [9]

9

کہا جاتا ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ سے حسن رضی کی خلافت کے بارے میں پوچھا گیا تو علی رضی نے فرمایا نہ میں تم کو اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے منع کرتا ہوں تم جسے چاہو امر خلافت کے لئے بہتر سمجھو اُسے مقرر کر لینا – یہ قول البداية والنهاية میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ علی نے کہا

قَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ عَلِيًّا، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَمَّا ضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجِمٍ قَالُوا لَهُ: اسْتَخْلِفْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ: لَا، وَلَكِنْ أَدَعُكُمْ كَمَا تَرَكَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَنْهُ وَسَلَّمَ – يَعْنِي بِغَيْرِ اسْتِخْلَافٍ

میں تم کو کسی کی طرف نہیں بلاتا اور ایسے ہی چھوڑ رہا ہوں جیسے رسول اللہ نے بغیر خلیفہ کیے چھوڑا

یہ قول بلا سند لکھا گیا ہے اور ابن کثیر تاریخ میں بے پر کی بھی اڑا دیتے ہیں اور وثوق سے بیان کرتے ہیں کہ گویا یہ سچ ہو- علی رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ کو ہی خلیفہ کر کے گئے کیونکہ علی شروع سے خلافت کے متمنی تھے (اس پر بخاری کی روایت بھی ہے) اور بڑی مشکل سے وہ خلیفہ ہوئے تھے

اہل تشیع کے مطابق حسن کی خلافت کا علی نے مرنے سے قبل حکم دیا

شرح ابن ابی الحدید، ج 4، ص 8 ; الاغانی، ج 6، ص 121.

شرح ابن ابی الحدید، ج 16، ص 30 ; الفصول المهمة، ص 46 .2

شرح ابن ابی الحدید، ج 1، ص 57 .3

عقد الفرید، ج 4، ص 474 و 475 .4

مناقب خوارزمی، ص 278 .5

الأغانی، ج 6، ص 121 .6

اثبات الوصية، ص 152 .7

مجمع الزوائد میں عبد اللہ بن سبیع کی سند سے ہے کہ علی سے کہا گیا کہ وہ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں تو علی نے کہا

وَعَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُبَيْعٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا - عَلَيْهِ السَّلَامُ - يَقُولُ: لَتُخْضَبَنَّ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ، فَمَا يَنْتَظِرُ بِي الْأَشْقَى؟ قَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَأَخْبِرْنَا بِهِ نُبِيرُ عِتْرَتَهُ قَالَ: إِذًا تَقْتُلُونَ بِي غَيْرَ قَاتِلِي. قَالُوا: فَاسْتَخْلِفْ عَلَيْنَا قَالَ: لَا وَلَكِنْ أَتْرُكُكُمْ إِلَى مَا تَرَكَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - قَالُوا: فَمَاذَا تَقُولُ لِرَبِّكَ إِذَا أَتَيْتَهُ؟ قَالَ: أَقُولُ: اللَّهُمَّ تَرَكْتَنِي فِيهِمْ مَا بَدَا لَكَ، ثُمَّ قَبَضْتَنِي إِلَيْكَ وَأَنْتَ فِيهِمْ؛ فَإِنْ شِئْتَ أَصْلَحْتَهُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْسَدْتَهُمْ.

میں تم کو اسی طرح چھوڑ رہا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو چھوڑا

اس کی سند میں عبد اللہ بن سبیع مجهول الحال ہے اور یہ متن صرف اس کی سند سے اتا ہے

حسین کے دل میں بھی خلیفہ بننے کی خواہش تھی- ابن زبیر بھی خلیفہ ہونا چاہتے تھے کیونکہ ان کے والد کو ملنے والی خلافت پر علی نے قبضہ کیا

آپ دیکھ سکتے ہیں خلفاء کے یہ بیٹے ہی اگلے خلیفہ بننے کے متمنی ہیں ابن عمر اور عبد الرحمان صبر کرتے ہیں حسین خروج کرتے ہیں- حقیقت میں خلافت اس کو ہی ملتی ہے جس کے پاس عصبیت ہو یہ امام ابن خلدون کہتے ہیں اور صحیح کہتے ہیں خلافت کوئی وہبی چیز نہیں اس کو حاصل کرنے میں تمام مسلمان برابر ہیں کوئی بھی اس کا دعوی کر سکتا ہے اگر وہ عصبیت رکھتا ہو تو حاصل کر لے گا دور نبوی میں بھی یہی تھا خلافت اسی کے لئے تھی جس پر لوگ جمع ہوں شرط

مسند البزار ٨٧١ میں ہے
حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْجُنَيْدِ، قَالَا: نا أَبُو الْجَوَابِ، قَالَ: نا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ يَزِيدَ الْحِمَّانِيِّ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَتُخْضَبَنَّ هَذِهِ مِنْ هَذِهِ لِلِحْيَتِهِ مِنْ رَأْسِهِ فَمَا يُحْبَسُ أَشْقَاهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سُبَيْعٍ: وَاللَّهِ يَا أَمِيرَ [ص:93] الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ أَبَرْنَا عِتْرَتَهُ قَالَ: قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ أَنْ تَقْتُلَ بِي غَيْرَ قَاتِلِي قَالُوا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: أَلَا تَسْتَخْلِفُ عَلَيْنَا قَالَ: لَا وَلَكِنِّي أَتْرُكُكُمْ كَمَا تَرَكَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَمَاذَا تَقُولُ لِرَبِّكَ إِذَا أَتَيْتَهُ وَقَدْ تَرَكْتَنَا هَمَلًا قَالَ: أَقُولُ لَهُمُ اسْتَخْلَفْتَنِي فِيهِمْ مَا بَدَا لَكَ ثُمَّ قَبَضْتَنِي وَتَرَكْتُكَ فِيهِمْ

سند میں ثعلبة بْن يزيد الحماني. ہے - الكامل از ابن عدی میں امام بخاری کہتے ہیں اس کی روایت کی متابعت نہیں ہے اور پھر وہ اس پر اپنی شدید جرح فيه نظر کرتے ہیں
سمعتُ ابْن حَمَّاد يَقُولُ: قَالَ البُخارِيّ ثعلبة بْن يزيد الحماني سمع عليا روى عَنْهُ حبيب بْن أَبِي ثابت فيه نظر لا يتابع فِي حديثه

اور میزان از الذہبی میں اس کا ترجمہ قائم کرتے وقت امام الذہبی لکھتے ہیں شيعي غال ، غالی شیعہ ہے

صرف قریشی ہونا تھالہذا زمانہ کے ساتھ یہ شرط بھی ختم ہو گئی کیونکہ اب اہل بیت کا پتا ہی نہیں کون ہیں اور کون بنو امیہ ہیں

لہذا سن ۶۰ میں بہت سے قریشی خلیفہ ہو سکتے تھے جن کے نام اوپر دیے گئے ہیں- معاویہ کی جانب سے یزید کا نام پیش کیا جانا کوئی برائی نہیں تھا—در حقیقت لوگ حسین پر جمع نہ تھے نہ ان کو خلیفہ چاہتے تھے—لوگ یزید پر جمع تھے اور اس میں کوئی برائی نہ جانتے تھے

کتاب العلل از امام احمد میں ہے

قال عبد الله: حدثني أبي قال: حدثنا أبو بكر قال: لم يبايع ابن الزبير، ولا حسين، ولا ابن عمر يزيد بن معاوية في حياة معاوية، قال: فتركهم معاوية.

ابن زبیر اور حسین اور ابن عمر نے معاویہ کی زندگی میں یزید کی بیعت نہیں کی تھی- احمد نے کہا معاویہ نے ان کو چھوڑ دیا

احمد کے قول سے معلوم ہوا کہ مطابق معاویہ نے ان لوگوں کو زبردستی بیعت یزید پر مجبور نہ کیا- لیکن فتح الباری از ابن حجر میں ہے

وَوَقَعَ عِنْدَ الْإِسْمَاعِيلِيِّ مِنْ طَرِيقِ مُؤَمِّلِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ فِي أَوَّلِهِ مِنَ الزِّيَادَة عَن نَافِع ان مُعَاوِيَة أَرَادَ بن عُمَرَ عَلَى أَنْ يُبَايِعَ لِيَزِيدَ فَأَبَى وَقَالَ لَا أُبَايِعُ لِأَمِيرَيْنِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ بِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَأَخَذَهَا

فَدَسَّ إِلَيْهِ رَجُلًا فَقَالَ لَهُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُبَايِعَ فَقَالَ إِنَّ ذَاكَ لِذَاكَ يَعْنِي عَطَاءَ ذَلِكَ الْمَالِ لِأَجْلِ وُقُوعِ الْمُبَايَعَةِ إِنَّ دِينِي عِنْدِي إِذًا لَرَخِيصٌ

مُؤَمِّلِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ نے حماد بن زید کی سند سے روایت میں زیادت کی کہ نافع نے اضافہ کیا کہ معاویہ نے ارادہ کیا کہ ابن عمر یزید کی بیعت کر لیں انہوں نے انکار کیا اور کہا میں دو امیروں کی بیعت نہیں کرتا پس معاویہ نے ان کی طرف ایک لاکھ درہم بھیجے انہوں نے اس کو لے لیا اور معاویہ نے ایک کھوجی کو ابن عمر کے پیچھے لگایا اس نے ابن عمر سے پوچھا آپ یزید کی بیعت کیوں نہیں کر لیتے ؟ ابن عمر نے کہا اچھا یہ رقم اس مقصد سے بھیجی گئی ہے میرا دین اس قدر سستا ہے

اس حکایت کی سند میں مؤمل بن إسماعيل پر ابن حجر نے خود جرح کر رکھی ہے - امام بخاری کا قول ہے یہ منکر الحدیث ہے

حسین کا خروج کو خفیہ رکھنا

حسین رضی اللہ عنہ نے معاویہ کی خلافت یزید کی بات پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا کیونکہ معاویہ کسی معائدہ کی خلاف ورزی نہیں کر رہے تھے۔ معائدہ جن دو کے درمیان ہوا تھا ان میں سے ایک یعنی حسن کی وفات ہو چکی تھی لہذا امر خلافت اہل بیت کو نہیں لوٹ سکتا تھا۔ معاویہ فیصلہ کرنے میں آزاد تھے اور انہوں نے امت کو اس پر سوچنے کا پورا موقعہ دیا کہ کسی کو اختلاف ہو تو پیش کرے۔ اصولا دیکھا جائے تو ال حسن خلافت کے حسین سے زیادہ حق دار تھے۔ حسن کے بیٹے عبد اللہ اس وقت موجود تھے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے کو خلیفہ مقرر کرنے کا عمل بھی قابل جرح نہیں کیونکہ اسلام میں خلیفہ مقرر کرنے کا حق خلیفہ کا ہی ہے جیسے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے ایک کمیٹی مقرر کی۔ علی رضی اللہ عنہ نے شہادت سے پہلے اپنے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی علی رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے بیٹے یزید کو مقرر کیا۔ اسلام میں موروثی خلافت کا نظریہ علی رضی اللہ عنہ نے ہی پیش کیا

حسین کے نزدیک خلافت خاندان علی کو واپس منتقل ہوئی چاہیے تھی جیسا کہ حسن اور معاویہ میں معاہدہ ہوا تھا لیکن وہ خاموش رہے یہاں تک کہ یزید کی خلافت کا علان ہوا جو ٦١ ہجری سے سات سال پہلے یا تین سال پہلے سے ہوا لیکن حسین خاموش رہے یہاں تک کہ سب سے چڑ کر خروج کیا۔ انہوں نے اصحاب رسول اور اہل بیت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ تک کی نہ سنی

احادیث اور منطق کے مطابق ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ ممکن ہے- لیکن اب اگر اس کے کئی متمنی ہو جائیں تو یہ کس کو مسند خلافت پر بٹھایا جائے؟ اکابر صحابہ کی رائے میں جس پر لوگ پہلے جمع ہو جائیں اور اس کی بیعت لے لی جائے اس کے بعد چاہے کوئی بھی ہو خلیفہ کی خلافت سے خروج نہیں کیا جائے گا[10]- خروج کرنا ایک بہت ہی معیوب بات سمجھی جاتی تھی

10

روایت جب دو خلفاء ہوں تو ایک کو قتل کر دو میں بصریوں کا تفرد ہے - اس کے تمام طرق ضعیف ہیں - صحیح بخاری میں موجود ہے کہ امت میں دو خلفاء مقرر ہوں سب سے پہلے انصار نے امت میں اس رائے کو پیش کیا - صحیح بخاری ٦٨٣٠ میں بیعت ابو بکر کا قصہ ہے اس میں یہ بھی ہے

حباب بن منذر نے کہا سنو سنو میں ایک لکڑی ہوں کہ جس سے اونٹ اپنا بدن رگڑ کر کھجلی کی تکلیف رفع کرتے ہیں اور میں وہ باڑ ہوں جو درختوں کے اردگرد حفاظت کے لیے لگائی جاتی ہے۔ میں ایک عمدہ تدبیر بتاتا ہوں ایسا کرو دو خلیفہ رہیں (دونوں مل کر کام کریں) ایک ہماری قوم کا اور ایک قریش والوں کا۔

بہت بعد میں جا کر اس قسم کی ایک روایت بصرہ میں چل رہی تھی جو صحیح مسلم میں بھی ہے -

صحیح مسلم: كِتَابُ الْإِمَارَةِ (بَابُ إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ) صحیح مسلم: کتاب: امور حکومت کا بیان (باب: دب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے)

4799

وحَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا بُويِعَ لِخَلِيفَتَيْنِ، فَاقْتُلُوا الْآخَرَ مِنْهُمَا

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: “جب دو خلیفوں کے لیے بیعت لی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کر دو

راقم کہتا ہے اس سند میں اختلاط کا معاملہ ہے

سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ کی سند

سندا یہ روایت سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ کی سند سے نقل ہوئی ہے

سَعِيدُ بْنُ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيَّ البصری المتوفی ١٤٤ ھ سے اس روایت کو (صحیح مسلم میں) خالد بن عبد اللہ نے سنا ہے
العلل از عبد اللہ بن احمد میں ہے
وقال عبد الله: حدثني أبي. قال: سألت ابن علية عن الجريري. فقلت: له: يا أبا بشر، أكان الجريري اختلط؟ قال: لا، كبر الشيخ فرق
عبد اللہ نے کہا میرے باپ احمد نے بیان کیا کہ میں نے ابن علیہ سے پوچھا الجریری کے بارے میں
ابن علیہ سے میں نے کہا اے ابا بشر کیا الجریری مختلط تھے انہوں نے کہا نہیں بوڑھے عمر رسیدہ تھے لہذا فرق آ گیا تھا
اس دور میں بصرہ میں سن ١٣٢ ھ میں الطاعون آیا (الکامل از ابن عدی) اور اسکے بعد الجريري میں یہ اختلاط کی کیفیت پیدا ہوئی اور بہت سے محدثین نے کہا کہ اس میں ہم نے ان سے سنا اور وہ واقعی مختلط تھے
اسی کتاب میں ہے قبل موته بسبع سنين یہ اختلاط یا کیفیت الجريري پر مرنے سے قبل سات سال رہی
ابن علیہ کے برعکس امام یحیی بن سعید القطان سختی سے الجریری کی عالم اختلاط والی روایات کا انکار کرتے
یہ روایت خالد بن عبد اللہ الواسطی کی سند سے ہے لیکن خالد بن عبد اللہ الواسطی کا واضح نہیں کہ انہوں نے الجریری سے کب سنا محققین کے مطابق بخاری نے ان سے متابعت میں روایت لی ہے

مسند البزار میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے ہے
حَدَّثنا مُحَمد بن رزق الله الكلواذاني، قَال: حَدَّثنا عَبد الصمد، قَال: حَدَّثنا أَبُو هلال، عَن قَتادة، عَن سَعيد، عَن أَبي هُرَيرة، عَن النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم قال: إذا بويع لخليفتين فاقتلوا الآخر منهما
راقم کہتا ہے یہ سند ضعیف ہے - اس میں قتادہ مدلس ہیں اور أبي هلال الراسبي محمد بن سليم ہے- کتاب ذكر أسماء من تكلم فيه وهو موثق از الذہبی کے مطابق صالح الحديث قال النسائي ليس بالقوي وتركه القطان
یہ امام القطان کے نزدیک متروک ہے
امام احمد کا قول ہے
. (1484) /وهو مضطرب الحديث عن قتادة. «الجرح والتعديل» 7
ابو ہلال قتادہ سے روایت کرنے میں مضطرب ہے
یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی روایت تو ضعیف ہے ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ میں واضح نہیں کہ اس میں اختلاط کا عمل دخل ہے یا نہیں

معاویہ و حسین کی ملاقات

مرآة الزمان في تواريخ الأعيان از سبط ابن الجوزی المتوفی ٦٥٤ھ اور طبقات ابن سعد میں ہے

قال: أخبرنا علي بن محمد. عن جويرية بن أسماء. عن مسافع ابن شيبة. قال: لقي الحسين معاوية بمكة عند الردم . فأخذ بخطام راحلته فأناخ به. ثم سارة حسين طويلا وانصرف. فزجر معاوية راحلته فقال له يزيد: لا يزال رجل قد عرض لك فأناخ بك. قال: دعه فلعله يطلبها من غيري فلا يسوغه فيقتله

یہ متن منفرد ہے اور اس قسم کی روایت بہت سے اصحاب رسول کو بیان کرنی چاہیے تھی لیکن ایسا نہیں ملتا - دوم اس متن میں بصریوں کا تفرد ہے جو حسین رضی اللہ عنہ کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں مثلا الجریری اور قتادہ وغیرہ

صحیح مسلم- مسند احمد - سنن نسائی - سنن ابو داود میں ہے
عرفجہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
إِنَّهُ سَتَكُونُ هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ، فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَهِيَ جَمِيعٌ، فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ كَائِنًا مَنْ كَانَ
مستقبل میں فتنے اور فسادات ہوں گے، پس جو شخص اُمت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنا چاہے تو اسے تہ تیغ کر دو چاہے کوئی بھی ہو
سند میں زیاد بن علاقة بن مالك الثعلبي، أبو مالك الكوفي کا تفرد ہے
قال الأزدي في كتابه: «المخزون»: إثر حديث رواه عن عيسى بن عقيل، وهذا حديث لا يحفظ إلا عن زياد بن علاقة على سوء مذهبه وبراءتي من مذهبه كان منحرفا عن أهل بيت نبيه صلى الله عليه وسلم زائغا عن الحق.
الأزدي نے اپنی کتاب المخزون میں کہا وہ حدیث جو .... زیاد بن علاقہ نے روایت کی ہے وہ بد مذہب ہے اور میں اس کے مذہب سے برات کرتا ہوں یہ اہل بیت سے منحرف تھا حق سے دور
راقم کے نزدیک یہ روایت حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف ہے- راوی کی بدعت کی موید روایت نہیں لی جا سکتی

مسافع بن عبد الله بن شيبة بن عثمان العبدري أبو سليمان الحجبي المتوفی ۹۹ھ نے روایت کیا کہ حسین کی معاویہ سے الردم (مکہ کے پاس ایک مقام) میں ملاقات ہوئی۔ حسین نے ان کی سواری کی لگام پکڑی اور بہت لمبی بات کی پھر حسین چلے گئے۔ معاویہ نے اپنی سواری کو ڈانٹا اور یزید نے کہا یہ آدمی نہیں رکے گا پھر آئے گا آپ کو لگام دینے - معاویہ نے کہا اس کو چھوڑے رکھو، میرے سوا کسی اور کو (بطور خلیفہ) طلب کرنے دو، پھر ہوشیار نہیں کرنا، قتل کر دینا

ولما حضر معاوية. دعا يزيد بن معاوية فأوصاه بما أوصاه به وقال «4» : انظر حسين بن علي بن فاطمة بنت رسول الله ص. فإنه أحب الناس إلى الناس فصل رحمه. وارفق به يصلح لك أمره. فإن يك منه شيء فإني أرجو أن يكفيكه الله بمن قتل أباه وخذل أخاه.

پس جب معاویہ کی وفات کا وقت آیا تو یزید کو بلایا اور وصیت کی جو کی اور کہا حسین کو دیکھنا کیونکہ لوگ اس سے محبت کرتے ہیں (نبی سے) رشتہ داری کی بنا پر، اور اس کو رفیق کرنا کہ تمہارا کام ٹھیک رہے، پھر اگر تم کو اس میں کوئی چیز ملے تو مجھ کو امید ہے کہ اللہ نے تمھارے لئے کافی کر دیا ہے (مثال میں) اس کو جس نے اس کے باپ کا قتل کیا اور بھائی کو ذلیل کیا

مسافع بن عبد الله بن شيبة بن عثمان العبدري أبو سليمان الحجبي المتوفی ۹۹ھ حاجب الكعبة ہیں یعنی کعبہ کے چوکیدار تھے - عَلِيّ بن مُحَمَّد شیخ ابن سعد سے مراد عليّ بْن مُحَمَّد بْن عَبْد اللَّه بْن أَبِي سيف، أَبُو الحسن المعروف بالمدائني المتوفی ۲۲۵ھ ہیں - روایت کے متن میں کافی ابہام موجود ہیں۔ معاویہ کی وفات شام میں ہوئی اور اس میں قصہ مکہ کا بھی ہے اور شام کا بھی ہے - کعبہ کا چوکیدار شام تک گیا ہو، تاریخ سے معلوم نہیں ہے - مسافع کو الردم کے پاس کا قصہ کس نے بتایا معلوم نہیں ہے - اسی طرح شام کی خبر کس نے دی معلوم نہیں ہے۔ اس

طرح سند روایت میں انقطاع ظاہر ہے البتہ اس کو معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنے والوں نے بلا فہم اعتراضات میں لکھ دیا ہے - پھر قابل غور ہے کہ خبر معاویہ اور یزید کے خفیہ منصوبے کی ہے لیکن مسافع کو معلوم ہے ؟ یہ کیسی حکومت ہے جس کی خفیہ منصوبہ بندی یا انٹلیجنس کی خبریں تک عوام کو معلوم ہیں

سن ٦٠ کا ذکر

کتاب المحبر از محمد بن حبيب بن أمية بن عمرو الهاشمي، بالولاء، أبو جعفر البغدادي (المتوفى: 245ھ) میں ہے مات معاوية لهلال رجب من سنة ستين معاویہ کی موت ہوئی رجب کے ہلال پر سن ٦٠ ہجری میں- ہلال یعنی مہینے کے شروع میں- تاریخ خلیفہ بن خیاط کے مطابق

مَاتَ مُعَاوِيَة بِدِمَشْق يَوْم الْخَمِيس لثمان بَقِينَ من رَجَب

معاویہ دمشق میں وفات پائے جمعرات کے دن جب رجب میں آٹھ دن رہ گئے

تاریخ ابن خلدون میں ہے معاویہ وتوفي في منتصف رجب، رجب کے بیچ میں وفات پائے

کتاب المنتظم از ابن الجوزی میں ہے توفي معاوية فِي رجب لأربع ليال خلت من سنة ستين، معاویہ کی وفات رجب میں چار رات گزرنے پر ہوئی سن ٦٠ ھ میں

کتاب الکامل فی التاریخ از ابن الأثير (المتوفى: 630ھ- کے مطابق

ثُمَّ مَاتَ بِدِمَشْقَ لِهِلَالِ رَجَبٍ، وَقِيلَ لِلنِّصْفِ مِنْهُ، وَقِيلَ لِثَمَانٍ بَقِينَ مِنْهُ، پھر دمشق میں معاویہ کی رجب کے ہلال پر وفات ہوئی اور کہا جاتا ہے رجب کے بیچ میں ہوئی اور کہا جاتا ہے جب اس میں آٹھ راتیں رہیں

معاویہ نے یزید کو وقت وفات وصیت کی

البدایہ والنہایہ از ابن کثیر میں ہے

قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَقَدْ رُوِيَتْ قِصَّةُ الْحَرَّةِ عَلَى غَيْرِ مَا رَوَاهُ أَبُو مِخْنَفٍ، فَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ ثَنَا أَبِي سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ جَرِيرٍ

ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ أَشْيَاخَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ يُحَدِّثُونَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا ابْنَهُ يَزِيدَ فَقَالَ لَهُ: إِنَّ لَكَ مِنْ أَهْلِ المدينة يوما، فان فعلوا فارمهم بمسلم ابن عقبة فإنه رجل قد عرفت نصيحته لنا،

طبری نے ابو مخنف کی سند سے حرہ کا قصہ نقل کیا کہ ... جویریہ نے مدینہ کے بوڑھوں سے سنا کہ وہ کہا کرتے کہ معاویہ نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے یزید کو کہا کہ مدینہ کا صرف ایک دن ہے تمھارے پاس اگر ضرورت ہو تو مسلم بن عقبہ کو ان پر بھیجنا

سند میں ابو مخنف متروک ہے جو خبر دیتا ہے کہ مدینہ کے بڈھوں کی خبر ہے- سند میں مجہولین اور متروک ہے-

کتاب مرآۃ الزمان فی تواریخ الأعیان از سبط ابن جوزی میں ہے وقت وفات معاویہ ویزید کی کوئی ملاقات نہ ہوئی

ومات معاوية ويزيدُ غائبٌ عن دمشق– معاویہ کی وفات ہوئی اور یزید دمشق سے غائب تھا

اہل سنت کے بہت سے مورخین مثلا ابن کثیر وغیرہ کو خلافت معاویہ پسند نہیں آئی– مودودی کتاب خلافت و ملوکیت میں ان کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

حضرت معاویہؓ خود بھی اس پوزیشن کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ اپنے زمانۂ خلافت کے آغاز میں انہوں نے مدینہ طیبہ میں تقریر کرتے ہوئے خود فرمادیا:

اما بعد، فانی واللہ ماولیت امرکم حین ولیتہ وانا اعلم انکم لا تسرون بولایتی ولا تحبونھا وانی لعالم بما فی نفوسکم من ذالک ولکنی خالستکم بسیفی ھذا مخالسۃ ...... وان لم تجدونی اقوم بحقکم کلہ فارضوا منی ببعضہ۔

"بخدا میں تمہاری حکومت کی زمام کار اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے اس بات سے ناواقف نہ تھا کہ تم میرے برسرِ اقتدار آنے سے خوش نہیں ہو اور اسے پسند نہیں کرتے۔ اس معاملہ میں جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے میں خوب جانتا ہوں، مگر میں نے اپنی اِس تلوار کے زور سے تم کو مغلوب کر کے اسے لیا ہے ......۔ اب اگر تم یہ دیکھو کہ میں تمہارا حق پورا پورا ادا نہیں کر رہا ہوں تو تھوڑے پر مجھ سے راضی رہو۔"

اِس طرح جس تغیّر کی ابتدا ہوئی تھی، یزید کی ولی عہدی کے بعد سے وہ ایسا مستحکم ہوا

معلوم ہوا کہ ابن کثیر اور مودودی کے نزدیک عام الجماعہ (اجماع امت کا سال) میں ہی معاویہ کی سینہ زوری کی وجہ سے اس کا مزہ کر کرا ہو چکا تھا- اس واقعہ کی سند البدایہ والنہایہ از ابن کثیر میں ہے قَالَ الْأَصْمَعِيُّ عَنِ الْهُذَلِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ - محدثین کے مطابق عامر بن شراحیل الشعبی کا سماع معاویہ سے نہیں ہے -اِن کا سماع نہ عائشہ سے ہے جن کی وفات بھی وفات معاویہ سے قریب ہے- صحیح ابن حبان میں ایک روایت ہے

حماد بن زید، عن عاصم، عن الشعبی، اِن معاویۃ کتب إلی المغیرۃ: [اِن] اکتب إلیّ بحدیث سمعتہ، فدعا غلامہ ورادا، فقال: اکتب... فذکرہ. قال ابن حبان: سمع الشعبی ہذا من وراد

الشعبی نے کہا معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ کوئی حدیث سنی ہو تو لکھو... ابن حبان نے کہا نے اس کو الشعبی نے وراد سے سنا ہے

پھر اس کی سند میں ابو بکر الہذلی البصری، قیل اسمہ سلمی بن عبد اللہ بن سلمی ہے جو ابن حجر کہتے ہیں کہ متروک ہے-ابن معین ونسائی کہتے ہیں ثقہ نہیں ہے

رَأْسِ السِّتِّينَ کی معلول روایت

مستدرک الحاکم ۸۴۸۹ میں ہے

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ الصَّنْعَانِيُّ، بِمَكَّةَ حَرَسَهَا اللَّهُ تَعَالَى، ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنْبَأَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَ مَعْمَرٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَرْوِيهِ، قَالَ: «وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ عَلَى رَأْسِ السِّتِّينَ تَصِيرُ الْأَمَانَةُ غَنِيمَةً، وَالصَّدَقَةُ غَرَامَةً، وَالشَّهَادَةُ بِالْمَعْرِفَةِ وَالْحُكْمُ بِالْهَوَى» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ الزِّيَادَاتِ (التعليق من تلخيص الذہبی علی شرط البخاری ومسلم)

ابو ہریرہ نے روایت کیا کہ عرب کی بربادی ہے اس شر سے جو ساٹھویں سال کے شروع میں قریب آ گیا ہے — امانت کو غنیمت سے بدلا جائے گا، صدقہ کو تاوان سے اور گواہی کو جان پہچان سے، فیصلہ کو خواہش سے بدلا جائے گا

ابو ہریرہ سے منسوب اس روایت کی سند منقطع ہے کیونکہ جامع معمر بن راشد میں ہے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ رَجُلٍ – قَالَ مَعْمَرٌ: – أُرَاهُ سَعِيدًا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْوِيهِ قَالَ: «وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ عَلَى رَأْسِ السِّتِّينَ، تَصِيرُ الْأَمَانَةُ غَنِيمَةً، وَالصَّدَقَةُ غَرِيمَةً، وَالشَّهَادَةُ بِالْمَعْرِفَةِ، وَالْحُكْمُ بِالْهَوَى«

إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ نے اس کو کسی مجہول سے لیا ہے اس میں معمر کا کہنا ہے ان کا گمان ہے یہ کسی سعید نے روایت کیا

علل دارقطنی میں ہے

فَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبِ بْنِ صَدَقَةَ الْقَرْقَسَانِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ النبي صلى الله عليه وسلم وخالفه جَعْفَرُ بْنُ الْحَارِثِ أَبُو الْأَشْهَبِ، رَوَاهُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هريرة موقوفا، وهو أشبه بالصواب

دارقطنی کا کہنا ہے یہ موقوف ٹھیک ہے۔ راقم کہتا ہے البتہ دارقطنی کی دی گئی پہلی مرفوع سند میں محمد بن مصعب بن صدقة القرقساني **سخت ضعیف ہے** ذكره الساجي، وابن شاهين، وابن الجارود، والعقيلي، والبلخي، والدولابي، وأبو العرب في " جملة الضعفاء –**لہذا یہ سند لائق التفات نہیں رہی**

معجم الاوسط از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ: نا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ: نا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ: نا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: فِي كِيسِي هَذَا حَدِيثٌ، لَوْ حَدَّثْتُكُمُوهُ لَرَجَمْتُمُونِي، ثُمَّ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَا أَبْلُغَنَّ رَأْسَ السِّتِّينَ» . قَالُوا: وَمَا رَأْسُ السِّتِّينَ؟ قَالَ: «إِمَارَةُ الصِّبْيَانِ، [ص:106] وَبَيْعُ الْحُكْمِ،

وَكَثْرَةُ الشُّرَطِ، وَالشَّهَادَةُ بِالْمَعْرِفَةِ، وَيَتَّخِذُونَ الْأَمَانَةَ غَنِيمَةً، وَالصَّدَقَةَ مَغْرَمًا، وَنَشْوٌ يَتَّخِذُونَ الْقُرْآنَ مَزَامِيرَ»
«قَالَ حَمَّادٌ: «وَأَظُنُّهُ قَالَ: وَالتَّهَاوُنُ بِالدَّمِ

لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ إِلَّا حَمَّادٌ، تَفَرَّدَ بِهِ: رَوْحٌ

أَبِي هُرَيْرَةَ نے کہا... اگر یہ حدیث بیان کرو تو رجم کر دیا جاؤں پھر کہا اے اللہ مجھ کو ساٹھ سال کے شروع تک مت ... پہنچانا- ہم نے کہا یہ ساٹھ سال کیا ہیں؟ کہا کم سن لڑکوں (لونڈوں) کی امارت اور فیصلوں کا بکنا

سند میں علی بن زید بن جدعان القرشی التیمی ضعیف ہے –طبقات ابن سعد میں ہے، وفِيهِ ضَعْفٌ، وَلَا يُحْتَجُّ به ضعیف ہے نا قابل دلیل ہے- ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ میں البانی نے سن ٦٠ ہجری والی اس حدیث کے اس طرق کو ضعیف قرار دیا ہے لیکن اہل حدیث عالم زبیر علی زئی اس کی تصحیح کرتے تھے- شمس محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی (المتوفی: 902ھ-) اس روایت کو صحیح مانتے ہوئے تبصرہ کرتے ہیں

والصحيح رأس الستين كما صرحت به غيرها فقد كانت إمارة يزيد فيها وكان غالبًا ينزع الشيوخ من إمارة البلدان الكبار ويوليها الأصاغر من أقاربه، ولذا كان أبو هريرة رضي الله عنه

صحیح ہے کہ یہ ساٹھ کے شروع میں ہے جیسا کہ صراحت کی دوسروں نے کہ یہ دور امارت یزید ہے جس میں اس کا جھگڑا ہوا بزرگوں سے شہروں کی امارت پر اور اس نے الأصاغر چھوٹوں کو والی کر دیا جو اس کے رشتہ دار تھے اور اسی لئے ابو ہریرہ نے ایسا کہا

راقم کہتا ہے سخاوی نے جرح کرتے ہوئے متن میں تحریف کر دی ہے – متن روایت میں الصِّبْيَانِ ہے نہ کہ الأصاغر کا ذکر ہے- الصِّبْيَانِ سے مراد کم سن لڑکے ہیں اور الأصاغر کا لفظ اکابر کے مقابلے پر بولا جاتا ہے یعنی جو بعد میں ایمان لائے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا كَامِلٌ يَعْنِي أَبَا الْعَلَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ – مُؤَذِّنًا كَانَ يُؤَذِّنُ لَهُمْ – قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِينَ، وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ "

ابو صالح موذن نے کہا میں ابو ہریرہ کو کہتے سنا انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ مانگو ستر سال کے شروع سے اور الصِّبْيَانِ کم عمر لڑکوں (لونڈوں) کی امارت سے

شعیب الأرنؤوط - عادل مرشد مسند احمد کی تعلیق میں لکھتے ہیں

إسناده ضعيف لجهالة أبي صالح –وهو مولى ضباعة، وقيل: اسمه ميناء

یہ سند ضعیف ہے ابو صالح کے مجهول ہونے کی وجہ سے جو مولی ضباعة ہے اور اس کا نام میناء ہے

اس کے بر عکس البانی بغض معاویہ میں الصحیحہ ۳۱۹۱ میں اس کو صحیح کہتے ہیں-احمد شاکر إسناده صحيح کہتے ہیں- لیکن تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی سند میں راوی کو خود شک ہے جس کی دلیل مسند احمد میں ہی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا كَامِلٌ أَبُو الْعَلَاءِ، قَالَ: زَعَمَ أَبُو صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ رَأْسِ السَّبْعِينَ، وَإِمَارَةِ الصِّبْيَانِ - كَامِلٌ أَبُو الْعَلَاءِ، قَالَ: زَعَمَ أَبُو صَالِحٍ،

كَامِلٌ أَبُو الْعَلَاءِ، نے دعوی کیا کہ اس میں أَبُو صَالِحٍ ہے اور ابو ہریرہ نے رسول اللہ سے روایت کیا کہ پناہ مانگو ستر کے شروع ہونے کی اور الصِّبْيَانِ کم عمر لڑکوں (لونڈوں) کی حکومت کی -

البزاز کہتے ہیں

وَهَذَا الحديثُ لاَ نَعْلَمُ رَوَاهُ عَنْ أَبِي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ , إلاَّ أبو صالح هذا وأبو صالح هذا لا نعلم روى عنه إلا كامل

اور یہ حدیث صرف إبو صالح نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور اس إبو صالح سے کوئی روایت نہیں کرتا سوائے کامل کے

یعنی یہ أبي صالح مولى ضباعة مجہول ہے-البتہ متاخرین مثلا الذھبی وغیرہ نے اس کو کوئی اور ابو صالح سمجھا ہے جو غیر مجہول ہے اور میزان میں کامل بن العلاء إبو العلاء السعدی الكوفی کے ترجمہ میں لکھا ہے حدث عن أبي صالح السمان یہ إبي صالح السمان سے روایت کرتا ہے —معلوم ہوا کہ الذہبی غلطی کا شکار ہوئے-اسی سند سے جامع ترمذی 2331 میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الجَوْهَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ، عَنْ كَامِلٍ أَبِي العَلَاءِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عُمْرُ أُمَّتِي مِنْ سِتِّينَ سَنَةً إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً

ابو ہریرہ نے کہا رَسُولُ اللَّہِ صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا : میری امت کی عمر ۶۰ سے ۷۰ سال ہے

راوی کو مغالطہ ہوا کہ وفات النبی کے ٦٠ یا ستر سال میں امت محمد کا ہی اختتام ہو جائے گا نعوذ باللہ - یعنی یہ راوی سمجھ نہیں پاتا تھا کہ حدیث وروایت کیا ہے اور غلطیاں کرتا تھا—اس بناپر اس کی حدیث یا روایت سے دلیل نہیں لی جا سکتی

الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي سفيان بقيسارية، حَدَّثَنا أبي، حَدَّثَنا الفريابي، حَدَّثنا كَامِلُ بْنُ الْعَلاءِ، عَن أَبِي صَالِحٍ، عَن أَبِي هُرَيْرَةَ قَال رَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ رَأْسِ السبعين وإمارة الصبيان وَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَال رَسُول اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسلَّمَ: لاَ تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَغْلِبَ عَلَيْهَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ

إبي صالح مولی ضباعۃ نے کہا ابو ہریرہ نے روایت کیا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ستر سال کے شروع ہونے پر اللہ کی پناہ مانگو اور لڑکوں کی امارت سے پناہ مانگو میں نے ابو ہریرہ کو کہتے سنا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ختم نہ ہو گی یہاں تک کہ اس پر لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ کا غلبہ ہو جائے گا

لکع بن لکع کا مطلب بیان کیا جاتا ہے ردیء النسب والحسب وہ جس کا حسب و نسب ردی ہو -

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ یہ روایت یزید بن معاویہ بن ابی سفیان قریشی النسب کے لئے نہیں ہے جن کی والدہ بھی بنو کلب کے ایک اشرف خاندان کی تھیں - عربی میں مرد پر صبی یعنی لڑکے کا اطلاق نہیں ہوتا—یزید بن معاویہ خلیفہ بننے کے وقت صبی کی تعریف میں نہیں آتے لیکن غلو پسند علمائے اہل سنت نے یزید کو صبی بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی

سن ۲۰۱۳ ع میں شائع شدہ کتاب اربعین حسین از عبداللہ دانش، مرکز الحرمین فیصل آباد میں امیر المومنین معاویہ کی زوجہ میسون بنت بحدل بن أُنيف بن دلجة کے حوالے سے انکشاف کیا گیا ہے وہ ایک نصرانی جاسوس تھیں۔ نعوذ باللہ۔

رومی عیسائی سازش

☐ (قیصر روم اپنی چال چلتا رہا۔ بڑی اسکیم کے تحت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر عیسائی عورت میسون کو مسلمان بنا کے داخل کیا اسی سے یزید پیدا ہوا جس کی پرورش عیسائی قبیلے کے ننھیال میں ہوئی۔ اس نو مسلم بیوی کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے طلاق بھی دے دی تھی۔ عیسائیوں کی گہری سازش تھی کہ مرکزی مسلم حکومت میں اپنے مشنری لوگ داخل کرے۔ انہی میں سے یہ خصوصی مشیر "سرجون" بھی تھا۔

جس نے یزید کو ابن زیاد کا مشورہ دیکر گورنر کوفہ بنوایا۔ اور میدان کربلا میں خاندان نبوت کو کچل دیا۔ اور عیسائی دنیا اپنے مباہلہ کی ہزیمت کا انتقام لینے میں کامیاب ہوئی۔

راقم کہتا ہے ان لوگوں کا حال یہ ہو گیا ہے کہ گویا

عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ

غصے میں اپنی انگلیاں چبا لیں گے (ال عمران)

شرم و حیا سے عاری یہ جھوٹے لوگ اس درجہ نیچے گر جائیں گے، سوچا بھی نہیں تھا۔ کس ظالم نے یہ خبر دی کہ معاویہ کی بیوی ایک نصرانی جاسوس تھیں؟ الإكمال في رفع الارتياب عن المؤتلف والمختلف في الأسماء والكنى از ابن ماكولا (المتوفى: 475ھ) میں ہے

فميسون بنت بحدل بن أنيف بن دلجة بن قنافة بن عدي، بن زهير بن حارثة بن جناب بن هبل الكلبية أم يزيد بن معاوية، روت عن معاوية بن أبي سفيان زوجها عن النبي صلى الله عليه وسلم،

میسون یہ یزید کی ماں ہیں یہ اپنے شوہر معاویہ سے روایت کرتیں اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

سن ٦٠ کے حوالے سے ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں

وَأَنَّ أَوَّلَهُمْ يَزِيدُ كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَأْسُ السِّتِّينَ وَإِمَارَةُ الصِّبْيَانِ فَإِنَّ يَزِيدَ كَانَ غَالِبًا يَنْتَزِعُ الشُّيُوخَ مِنْ إِمَارَةِ الْبُلْدَانِ الْكِبَارِ وَيُوَلِّيهَا الْأَصَاغِرَ مِنْ أَقَارِبِهِ

اس میں سب سے اول یزید تھا جس پر ابو ہریرہ کا قول دلالت کرتا ہے ساٹھ کے شروع کی اور صبی کی امارت والی روایت کیونکہ یزید یہ بوڑھوں سے لڑا شہروں کی حکومت پر اور ان پر اصاغر کو والی کیا اپنے رشتہ داروں میں سے

بہت سے بہت کہا جا سکتا ہے کہ یہ قول ابو ہریرہ کا ایک گمان ہے۔ لیکن اس قول میں واضح نہیں کہ ساٹھواں سال سے کیا مراد ہے کیونکہ دور نبوی میں اسلامی کلینڈر کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اسلامی کیلنڈر کی ایجاد عمر اور ان کی شوری رضی اللہ عنہما کی ہے۔ اگر ساٹھواں سال سے مراد وفات النبی کے بعد کا دور ہے تو یہ سن ۷۰ ہجری کا آغاز بنتا ہے جو ابن زبیر کی خلافت کا دور ہے۔ اگر ہجرت النبوی سے لگایا جائے تو سن ٦٠ ہجری کا دور معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور ہے جو جمہور اصحاب رسول کے نزدیک عام الجماعہ کا نتیجہ تھا یعنی مسلمانوں کا اجماع ہوا کہ خلافت معاویہ برحق تھی۔

یزید بن معاویہ کی پیدائش سن ۲۳ ھ ہے بعض کے بقول ۲۶ھ ہے اور امارت کے وقت ان کی عمر ۳۷ یا ۳۴ سال بنتی ہے۔ صبی کا لفظ ۱۲ سال تک کے لڑکے کے لئے ہے اس کے بعد ۱۴ سال کا مرد رجل ہے اور بنو قریظہ کے فیصلے سے یہ معلوم ہے کہ صبی کم سن لڑکوں کو چھوڑ دیا گیا اور مرد کو قتل کیا گیا جن کی عمر ۱۴ یا زائد تھیں –لہذا یزید بن معاویہ اور ان کے مقرر کردہ گورنر "رجل" تھے یعنی مرد نہ کہ صبی یا لونڈے۔ قابل غور ہے کہ اہل تشیع کے نزدیک حسین کے بعد سن ۶۱ ہجری میں زین العابدین علی بن الحسین ان کے امام و امیر تھے جو ۲۳ سال کے تھے۔ لہذا یہ یزید سے بھی کم عمر تھے اور امام وقت بن چکے تھے۔ علی بن حسین کم عمر نہیں تھے جیسا لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ ان کو بچہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا اور وہ بیمار تھے۔ طبقات ابن سعد کے مطابق قافلہ حسینی میں اِم محمد بنت حسن بن علی بھی تھیں جو علی بن حسین کی بیوی تھیں ، یعنی زین العابدین واقعہ کربلاء کے وقت شادی شدہ تھے

عبید اللہ بن زیاد سن ۳۲ ہجری میں پیدا ہوا۔ سن ۶۱ میں یہ ۲۹ سال کا جوان مرد تھا۔ لیکن ہمارے علماء نے اس روایت کی شرح میں زیاد کو شامل کر کے زیاد کو بچہ قرار دے دیا ہے۔ ابن حجر نے فتح الباری میں طبرانی کی ایک روایت کے حوالے سے حسن بصری کا قول لکھا ہے

وَقَدْ أَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ الْحَسَنِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ أَمِيرًا أَمَّرَهُ عَلَيْنَا مُعَاوِيَةُ غُلَامًا سَفِيهًا يَسْفِكُ الدِّمَاءَ سَفْكًا شَدِيدًا

عبید اللہ بن زیاد کو بھیجا جو احمق (غلام) لڑکا تھا

راقم کو یہ الفاظ طبرانی میں نہیں ملے

خروج کی سزا قرآن و حدیث میں

حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت یزید بن معاویہ کے دور میں ہوئی جو خلافت کا قضیہ تھا۔ حسین اپنی خلافت کوفہ میں قائم کرنا چاہتے تھے لیکن وہ سپورٹ حاصل نہ کر پائے جو ان کی خلافت کو برقرار بھی رکھ سکے۔ اغلبًا انہوں نے آخری لمحات میں خلافت کے ارادے کو ترک کیا اور اپنے قافلے کا رخ کوفہ کی بجائے شمال کی طرف موڑ دیا۔ یہاں تک کہ کوفہ سے ۴۰ میل دور کربلا پہنچ گئے اور یہیں شہید ہوئے جس پر امت ابھی تک غمگین ہے

اہل سنت و اہل تشیع کہتے ہیں خلیفہ کے خلاف خروج کرنا حرام ہے۔ ہر خروج کا مطلب قتال بالسیف ہے۔ خروج و فساد کی حد قرآن سورہ المائدہ میں موجود ہے

اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْا اَوْ يُصَلَّبُوْا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِـمْ وَاَرْجُلُهُـمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ۚ ذٰلِكَ لَـهُـمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا ۖ وَلَهُـمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْـمٌ

ان کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے ہیں یہ کہ انہیں قتل کیا جائے یا وہ سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے جائیں یا وہ جلا وطن کر دیے جائیں، یہ ذلت ان کے لیے دنیا میں ہے، اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

یہ فساد برپا کرنے کی سزا ہے - جو خروج کرے اس کے اوپر اسی حکم کو لگایا گیا ہے - بنو امیہ اور بنو عباس نے اسی حد کو جاری کیا ہے ہر خروج کرنے والے کا قتل ہوا ہے ان کو قتل یا سولی دی گئی ہے مثلا حسین رضی اللہ عنہ یا ابن زبیر یا زید بن علی بن حسین - معاویہ رضی اللہ عنہ نے حجر بن عدی پر خارجی کی حد جاری کی ہے اس کو قتل کیا ہے - اسی آیت کے تحت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت میں ایک شخص کو سولی دی اور ائمہ اہل تشیع کے مطابق خلیفہ اس کے تحت الگ الگ حکم کر سکتا ہے - الکافی از کلینی باب حد المحارب میں موجود ہے[11]

---

[11] کتاب خلافت و ملوکیت میں مولانا مودودی ، معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید میں لکھتے ہیں

اُن کے زمانہ میں حق بات کہنے والے ڈانٹ اور دھمکی سے نہیں، تعریف و تحسین سے نوازے جاتے تھے، اور تنقید کرنے والوں کو دبایا نہیں جاتا تھا بلکہ ان کو معقول جواب دے کر مطمئن کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ لیکن دورِ ملوکیت میں ضمیروں پر قفل چڑھا دیے گئے اور زبانیں بند کر دی گئیں۔ اب قاعدہ یہ ہو گیا کہ منہ کھولو تو تعریف کے لیے کھولو، ورنہ چُپ رہو، اور اگر تمہارا ضمیر ایسا ہی زوردار ہے کہ تم حق گوئی سے باز نہیں رہ سکتے تو قید اور قتل اور کوڑوں کی مار کے لیے تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جو لوگ بھی

اس نئی پالیسی کی ابتدا حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں حضرت حُجر بن عَدِی کے قتل (۵۱ھ) سے ہوئی جو ایک زاہد و عابد صحابی اور صلحائے امّت میں ایک اونچے مرتبے کے شخص تھے۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب منبروں پر خطبوں میں علانیہ حضرت علیؓ پر لعنت اور سبّ و شتم کا سلسلہ شروع ہوا تو عام مسلمانوں کے دل ہر جگہ ہی اس سے زخمی ہو رہے تھے مگر لوگ خون کا گھونٹ پی کر خاموش ہو جاتے تھے۔ کوفہ میں حُجر بن عَدِی سے صبر نہ ہو سکا اور انہوں نے جواب میں حضرت علیؓ کی تعریف اور حضرت معاویہؓ کی مذمت شروع کر دی۔ حضرت مُغیرہؓ جب تک کوفہ کے گورنر رہے، وہ ان کے ساتھ رعایت برتتے رہے۔

جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ حجر کی گورنر مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی وجہ سے اس کو قتل کیا گیا تھا- باغی حجر کا ذکر امام احمد نے بھی کیا ہے - معلوم نہیں کہ مودودی

قال: ذلك إلى الامام إن شاء قطع وإن شاء صلب وإن شاء نفى وإن شاء قتل، قلت: النفي إلى أين؟ قال: ينفى من مصر إلى مصر آخر، وقال: إن عليا عليه السلام نفى رجلين من الكوفة إلى البصرة

یہ امام پر ہے کہ چاہے تو اعضا کاٹے یا صلیب دے اور یا جلا وطن کرے – میں نے پوچھا کہاں جلا وطن کرے گا؟ فرمایا ایک شہر سے دوسرے شہر – علی نے کوفہ سے دو لوگوں کو بصرہ جلا وطن کر دیا

علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی (صحیح بخاری) – اسامہ بن زید، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے علی کی بیعت نہیں کی تھی (مصنف ابن ابی شیبہ)[12] – اصحاب رسول میں خلیفہ کی بیعت کو موخر کرنا بھی

کو کس نے خبر دی کہ حجر کا قتل علی پر سب و شتم سے منسلک تھا – تاریخ میں موجود ہے کہ مغیرہ نے ہی خطبہ دیا تھا جس میں حجر مسجد سے نکلا اور اس کو بغاوت پر محمول کیا گیا

طبری نے ابو مخنف کی سند سے طویل روایت لکھی ہے اور ایک مقام پر ذکر کیا کہ عبد الرحمن بن حسان العنزي کو طبری کے مطابق جرم بغاوت میں زندہ دفن کیا گیا- اس متروک کی روایت کو بھی مودودی نے قبول کیا ہے

12

طبرانی نے متعدد طرق سے نقل کرتے ہوئے کہا
حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي ثنا علي بن حكيم الأودي . وحدثنا الحسين بن جعفر القتات الكوفي ثنا منجاب بن الحارث .وحدثنا أحمد بن عمرو القطراني ثنا محمد بن الطفيل ثنا شريك عن فطر بن خليفة عن حبيب بن أبي ثابت عن ابن عمر قال ما أجدني آسى على شيء إلا أني لم أقاتل الفئة الباغية مع علي
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا مجھے اس سے زیادہ کسی پر افسوس نہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ باغی گروہ سے قتال نہیں کرسکا [المعجم الكبير للطبراني 13/ 145]
الذہبی کا قول ہے فهذا منقطع [سير أعلام النبلاء للذهبي: 3/ 231]

أبو زيد عمر بن شبة (المتوفى 262) نے کہا
حدثنا أبو أحمد، حدثنا عبد الجبار بن العباس، عن أبي العنبس، عن أبي بكر بن أبي الجهم، قال: سمعت ابن عمر يقول: ما آسى على شيء إلا تركي قتال الفئة الباغية مع علي

معلوم تھا - جب خلیفہ کی بیعت لی جا چکی ہو اور اس پر ایک عرصہ بھی گزر جائے تو خروج پھر وہ خروج ہے جس میں حد لگ جائے گی- حسین نے ۵ یا ٦ ماہ کے بعد خروج کیا ہے

ابوبکر بن ابی الجھم نے کہا کہ میں نے ابن عمررضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ : مجھے اس سے زیادہ کسی پرافسوس نہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ باغی گروہ سے قتال کرنے سےاجتناب کیا
[الإستیعاب لابن عبد البر: 3/ 953]
عبد الجبار بن العباس اس کی سند میں سخت مجروح ہے
صحیح قول یہ ہے کہ ابن عمر نے حرہ کے باغیوں سے قتال نہ کرنے پر افسوس کیا - اس کا ذکر اگے آئے گا

سلیمان بن صرد کا حسین کو خطوط لکھنا

سُلَيْمَانُ بنُ صُرَدٍ أَبُو مُطَرِّفٍ الخُزَاعِيُّ الكُوْفِيُّ المتوفی ۶۵ ہجری صحابی ہیں- طبقات الکبری از ابن سعد میں ان کا ذکر ہے

.وكان فيمن كتب إِلَى الْحُسَيْن بْن عليّ أن يقدم الكوفة فَلَمَّا قدمها أمسك عَنْهُ ولم يقاتل معه

یہ وہ ہیں جنہوں نے حسین کو خط لکھ کر کوفہ بلوایا اور جب وہ آئے تو سلیمان نے ان کے ساتھ قتال نہ کیا

ابن حبان اور ابن سعد کی کتب سے معلوم ہوا کہ ان صاحب نے حسین کو خروج پر اکسایا تھا

ابن حبان نے مشاہیر علماء الأمصار وإعلام فقهاء الأقطار میں لکھا ہے

سليمان بن صرد الخزاعي أبو مطرف له صحبة وكان مع الحسين بن على فلما

قتل الحسين انفرد من عسكره تسعة آلاف نفس فيهم سليمان بن صرد فلما خرج المختار لحق سليمان به فقتل مع المختار بن أبي عبيد بعين الوردة في رمضان سنة سبع وستين

یہ حسین بن علی کے ساتھ تھے جب حسین کا قتل ہوا نادم ہوئے ... پھر یہ مختار سے مل گئے اور اس کے ساتھ مل کر قتال کیا

راقم کہتا ہے مختار ثقفی کا قتل ابن زبیر نے مصعب بن زبیر سے کرایا اور مصعب کے لشکر میں عبید بن علی بھی شہید ہوئے جو حسن و حسین کے سوتیلے بھائی تھے۔

امام احمد کے بیٹے علل میں کہتے ہیں

قال عبد الله بن أحمد: كتب إلي ابن خلاد. قال: سمعت يحيي يقول: خرج سليمان بن صرد في جيش «التوابين، قبل أن يظهر المختار، حين قتل حسين عليه السلام، يريد الشام. «العلل .

میری طرف ابن خلاد نے خط لکھا کہ میں نے یحییٰ کو سنا فرمایا سلیمان بن صرد یہ توابین کے لشکر کا ہے جو مختار سے قبل ظاہر ہوا تھا جب حسین کا قتل ہوا

محدثین میں سلیمان بن صرد توابین کے لشکر کے ایک مشہور و معروف فرد ہیں

ابن الجوزی حنبلی (المتوفی 597) نے کہا

أخبرنا ابن ناصر، قال: أنبأ أبو محمد بن السراج، قال: أنبأ أبو طاهر محمد بن علي العلاف، قال: أنبأ أبو الحسين ابن أخي ميمي، قال: ثنا أبو علي بن صفوان، قال: ثنا أبو بكر بن أبي الدنيا، قال: ثنا محمد بن صالح القرشي، قال: ثنا علي بن محمد القرشي، عن يونس بن أبي إسحاق، قال: لما بلغ أهل الكوفة نزول الحسين بمكة وأنه لم يبايع ليزيد بن معاوية خرج منهم وفد إليه، وكتب إليه سليمان بن صرد ، والمسيب بن نجبة ، ووجوه أهل المدينة يدعونه إلى بيعته وخلع يزيد، وقالوا: إنا تركنا الناس متطلعة أنفسهم إليك وقد رجونا أن يجمعنا الله بك على الحق، وأن ينفي عنهم (بك) ما هم فيه (من الجور) ، فأنتم (أولى بالأمر من) يزيد الذي غصب الأمة فيها وقتل خيارها) فدعا مسلم بن عقيل، وقال: (اشخص إلى الكوفة، قال: (فإن) رأيتَ منهم (اجتماعاً فاكتب إليّ

[الرد على المتعصب العنيد المانع من ذم يزيد لابن الجوزی ص: 49]

يونس بن أبي إسحاق نے کہا جب اہل کوفہ کو حسین کے مکہ پہنچنے کی خبر ملی اور اسکی خبر ہوئی کہ انہوں نے یزید کی بیعت نہیں کی تو انہوں نے ایک وفد ان تک بھیجا اور سلیمان بن صرد اور المسيب بن نجبة نے حسین کو خط لکھے اور اہل مدینہ کے بہت سے ان کو بیعت کی دعوت دینے اور یزید کی خلافت سے نکلنے کا کہنے لگے

اس کی سند منقطع ہے- یونس بن إبي إسحاق : عمرو بن عبد الله الهمدانی السبیعی، إبو إسرائيل الكوفي المتوفی ۱۵۲ ہجری کہا جاتا ہے یعنی اس نے سن ٦١ کا دور شعور میں نہیں دیکھا ہے- اس کا سماع صرف انس بن مالک سے کہا گیا ہے وہ بھی تحقیق طلب ہے بہر حال اس بناپر اس کو تابعی کہا گیا ہے- باقی دیگر اصحاب سے اس کا سماع ممکن نہیں ہے

یونس بن إبي إسحاق کا زید بن إرقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا منقطع ہے[13]

13

مسند احمد میں یونس اور زید بن ارقم کے درمیان ان کا باپ أَبِي إِسْحَاقَ موجود ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، وَأَبِي، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: " تِسْعَ عَشْرَةَ، وَغَزَوْتُ مَعَهُ سَبْعَ عَشْرَةَ، وَسَبَقَنِي بِغَزَاتَيْنِ

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: أَصَابَنِي رَمَدٌ فَعَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَلَمَّا بَرَأْتُ خَرَجْتُ، قَالَ: فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَتْ عَيْنَاكَ لِمَا بِهِمَا مَا كُنْتَ صَانِعًا؟

سنن ابو داود میں بھی باپ کا واسطہ ہے

امیر حسین کا اقدام خروج

معاویہ نے اعلان کروایا تھا کہ ان کے بعد یزید خلیفہ ہوں گے کسی کو اعتراض ہو تو ظاہر ہو سامنے آ کر کلام کرے- حسین چپ بیٹھے رہے –معاویہ کی وفات رجب میں ہوئی پھر بیعت ہوئی اور یہ حسب روایت یزید کے گورنروں نے لی یزید سن ٦٠ میں خلیفہ ہوئے اور حسین نے سن ٦١ میں خروج کیا پانچ ماہ تک چپ رہنے کے بعد- معاویہ کی وفات سے کم از کم تین سال پہلے سے یزید کی تعیناتی کی بات ہو رہی تھی حسین نے اس پر کوئی کلام نہیں کیا جس کو ان کی رضا مندی سمجھا گیا- المعجم الکبیر از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا إِسْحَاقُ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اسْتَأْذَنَنِي حُسَيْنٌ فِي الْخُرُوجِ، فَقُلْتُ: لَوْلَا أَنْ يُزْرِيَ ذَلِكَ بِي أَوْ بِكَ لَشَبَكْتُ بِيَدِي فِي رَأْسِكَ. قَالَ: فَكَانَ الَّذِي رَدَّ عَلَيَّ أَنْ قَالَ: «لَأَنْ أُقْتَلَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُسْتَحَلَّ بِي حَرَمُ اللهِ وَرَسُولِهِ» . قَالَ: فَذَلِكَ الَّذِي سَلَى بِنَفْسِي عَنْهُ

حدَّثنا عبدُ الله بن محمد النُّفَيليّ، حدَّثنا حجّاجُ بن محمد، عن يونسَ بن أبي إسحاقَ، عن أبيه عن زيد بن أرقمَ، قال: عادَني رسولُ الله -صلَّى الله عليه وسلم- من وجعٍ كان بعينَي

یونس کا سماع براہراست زید بن ارقم سے نہیں ہے

(الطبرانی کبیر رقم2859)
طَاوُسٍ، ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حسین نے مجھ سے خروج پر اجازت مانگی میں نے کہا اگر یہ نہ ہوتا کہ میں تمہارا استہزاء کر رہا ہوں میں اپنے ہاتھ سے تمہارے سر (کے بالوں) کو پکڑتا (یعنی زبردستی روکتا)۔ حسین نے کہا تو (گویا) اپ نے اس (امر خلافت) سے مجھ کو دور کیا۔ اگر میں اس اور اس جگہ قتل ہو جاؤں تو یہ مجھے محبوب ہے کہ میں اس کو حلال کروں جس کو اللہ اور رسول نے حرام کیا ہے۔ ابن عباس نے کہا تو یہ تو پھر تم نے خود ہی ان کو پیچھے لگوایا

تاریخ الاسلام از الذھبی کے محقق عمر عبد السلام التدمری کہتے ہیں إخرجه الطبرانی (2782) رقم (2859) ورجاله ثقات، وہم رجال الصحیح.

اسی جیسی روایت اخبار مکہ الفاکھی کی ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: ثنا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: اسْتَشَارَنِي حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْعِرَاقِ، فَقُلْتُ لَهُ: لَوْلَا أَنْ يُزْرِيَ ذَلِكَ بِي وَبِكَ لَنَشَبْتُ بِيَدِي فِي رَأْسِكَ، قَالَ: فَكَانَ الَّذِي رَدَّ عَلَيَّ بِأَنْ قَالَ: " لَأَنْ أُقْتَلَ بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يُسْتَحَلَّ بِي مَكَّةُ "، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: فَذَاكَ الَّذِي سَلَّى بِنَفْسِي عَنْهُ ثُمَّ حَلَفَ طَاوُسٌ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ تَعْظِيمًا لِلْمَحَارِمِ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَلَوْ أَشَاءُ أَنْ أَبْكِيَ لَبَكَيْتُ
ابن عبّاس رضی اللہ عنہ نے کہا حسین نے مجھے عراق کی طرف اپنے خروج پر اشارہ دیا۔ میں نے کہا اگر ایسا نہ ہو کہ میں کم تر کر رہا ہوں میں اپنے ہاتھ سے تمہارا سر پکڑتا۔ حسین نے جواب میں کہا: اگر میں وہاں یا وہاں قتل ہو جاؤں تو یہ مجھ کو اس سے محبوب ہے کہ میں مکہ کو حلال کر دوں۔ ابن عباس نے کہا تم نے پھر تم نے خود ہی ان کو پیچھے لگوایا۔

طاوس نے کہا میں نے نہیں دیکھا کہ ابن عباس سے بڑھ کر رشتہ داروں کی تعظیم کوئی کرتا ہو اور اگر میں چاہوں تو اس پر ہی رووں

ان روایات میں سلی ہے جو عربی میں کھال اتارنے یا غلاف اتارنے پر بولا جاتا ہے – لسان عرب ج ۱۴ ص ۳۶۹ میں ہے السَّلَى سَلى الشاةِ – بکری کی کھال اتاری جائے۔ سلّی نفسہ کا مطلب اپنے اپ کو مشغول کرنا بھی ہو سکتا ہے۔ اس طرح سَلِّي بِنَفْسِي عَنْهُ کا مطلب ہو گا ان کو اپنے آپ میں مشغول کروایا یہ اردو میں کہہ لیں ان کو اپنے پیچھے لگوایا[14]۔ یعنی اہل بیت کے بڑوں نے بھی حسین رضی اللہ عنہ کو سمجھایا

طبقات ابن سعد میں الفاظ بدل دیے گئے ہیں اور ابن عباس کے ان الفاظ کو ابن زبیر کے کھاتے میں ڈال دیا گیا ہے[15]

---

[14] سلَّى نفسَه بالقراءة : شغلها بها
https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/سلى/

[15] طبقات میں اس کی سند میں عَبد اللهِ بْن مُسافِع بْن شَيبة بْن عُثمان یا مُسافِع بْن شَيبة مجھول ہے- اس کو ابن حبان و عجلی نے ثقہ قرار دیا ہے - لگتا ہے محدثین متاخرین نے دو افراد کو ملا دیا ہے یعنی عَبد اللهِ بْن مُسافِع بْن شَيبة بْن عُثمان کو مُسافِع بْن شَيبة قرار دے کر ثقہ کہہ دیا ہے اور اس پر کوئی دلیل نہیں کہ یہ ایک ہی ہیں

پھر راقم نے مزید دیکھا کہ ان الفاظ کو بدل کر منفی سمت سے مثبت کرنے کی کوشش کی گئی جو تحریف ہے- المعرفه و التاریخ از فسوی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ ميسرة قال:سمعت طاووسا يقول: سمعت ابن عباس يقول: استشارني حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍ فِي الْخُرُوجِ. فَقُلْتُ: لَوْلَا أَنْ يَزْرِيَ ذَلِكَ بِي أَوْ بِكَ لَنَشَبْتُ يَدِي فِي رَأْسِكَ، فَكَانَ الَّذِي رَدَّ عَلَيَّ أن قال: لَئِنْ أُقْتَلُ

قال: فبكى ابن عباس وقال: أقررت عين ابن الزبير فذلك الذي سلى بنفسي عنه

ابن عباس روئے اور کہا ابن زبیر نے تو یہی اقرار کیا ہے (ارادہ کیا ہے) تو اس طرح اس نے ان کو اپنے آپ میں مشغول کروایا

البدایہ والنہایہ از ابن کثیر اور تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ایک روایت ہے جس میں ہے حسین نے ابن عباس سے اس کلام کے بعد کہا[16]

إنّك شيخ قد كبُرتَ (مختصر تاريخ دمشق ، لابن منظور . (7 /142).)

بے شک ابن عباس تم اب بوڑھے ہو چکے ہو

بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَنْجِدَنِي- يَعْنِي مَكَّةَ- قَالَ ابْنُ عَبّاسٍ: فَذَلِكَ الَّذِي سَلَا بِنَفْسِي عَنْهُ. ثُمّ يقول طاووس: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشَدَّ تَعْظِيمًا لِلْمَحَارِمِ مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، لَوْ شَاءَ أَنِّي أَبْكِي لَبَكَيْتُ.

اس میں الفاظ کر دیے گئے ہیں

قَالَ ابْنُ عَبّاسٍ: فَذَلِكَ الَّذِي سَلَا بِنَفْسِي عَنْهُ. اس نے مجھ کو ان پر تسلی دی

راقم کہتا ہے ان الفاظ کا کوئی مطلب نہیں جو سمجھا جا سکے – یقینا یہ تحریف لفظی ہے جو دیگر اسناد و متن کو دیکھ کر واضح ہو جاتا ہے – مزید براں کلام میں تضاد رونما ہوتا ہے کیونکہ ابن عباس منع کر رہے ہیں اجازت نہیں دے رہے – حسین کے خروج سے پہلے ابن زبیر نے ایسا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا کہ وہ بھی خروج کر رہے ہوں نہ انہوں نے اس کا ارادہ کیا تھا کہ مکہ کو قتل کے لئے حلال کر دیں گے – یہ سب انہوں نے خروج حسین کے بعد کیا ہے - لہذا یہ ممکن نہیں کہ وہ کلام ہوا ہو جو طبقات ابن سعد کی روایت میں ہے بلکہ تمام قرائن اشارہ کرتے ہیں کہ صحیح متن وہ ہے جو اخبار مکہ الفاکھی اور المعجم الکبیر طبرانی میں ہے

16 تاریخ دمشق کی یہ روایت ایک مکسچر ہے جس میں بہت سے متروک و مجہول اور معروف راویوں کو ملا کر ایک مکمل قصہ نما بیان کیا گیا ہے – اس کی تحقیق ممکن نہیں کہ کیا صحیح ہے کیا غلط ہے – البتہ اس روایت کو تاریخ اسلام میں الذہبی نے البدایہ میں ابن کثیر نے نقل کیا ہے

اس پر

ثم خرج ابن عَبَّاسٍ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَابْنُ الزُّبَيْرِ عَلَى الْبَابِ، فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: يا ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ أَتَى مَا أَحْبَبْتَ، قَرَّتْ عَيْنُكَ، هَذَا أبو عبد الله خارج وَيَتْرُكُكَ وَالْحِجَازَ

ابن عباس غصے میں نکلے اور ابن زبیر دروازے پر تھے جب ان کو دیکھا تو کہا اے ابن زبیر وہ ہو گیا جو تو چاہتا تھا- تیری آنکھ ٹھنڈی ہو—یہ ابو عبد اللہ (حسین) یہاں سے جا رہا ہے اور حجاز کو چھوڑ رہا ہے

الغرض ابن عباس اور حسین میں مکالمہ کا انجام اچھا نہ ہوا اور ابن عباس اپنی حتی المقدور کوشش کے باوجود حسین کو اس اقدام سے نہ روک سکے

دوسری طرف یزید کی بیعت ۶۱ ہجری سے لے کر ۹۲ ہجری میں وفات پانے والے تمام اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی جن میں مشہور ہیں عبداللہ بن عباس، ابو سعید الخدری، عبد اللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ، عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہم - اہل سنت کے نزدیک اہل بیت کا مقام یزید سے بہت بلند ہے لیکن معاملہ خلافت میں باقی قریشی اصحاب رسول ان سے فروتر نہیں ہیں- اللہ تعالی نے اہل بیت النبی کو عزت دی ہے لیکن یہ نہیں فرمایا کہ حق خلافت صرف اہل بیت کو حاصل ہے- قرن اول میں خلافت کو حاصل کرنے میں تمام قریشی مسلمان برابر تھے یہی وجہ ہے کہ ابو بکر پہلے خلیفہ ہیں، عمر دوسرے، عثمان تیسرے اور معاویہ چھٹے جو غیر اہل بیت میں سے ہیں—

عیون الأخبار از ابن قتیبہ میں ہے

حدّثنا خالد بن محمد الأزدي قال: حدّثنا شبابة بن سوّار عن يحيى بن إسماعيل بن سالم عن الشعبيّ قال: قيل لابن عمر: إن الحسين قد توجّه إلى العراق، فلحقه على ثلاث ليال من المدينة وكان عند

خروج الحسين غائبا في مال له فقال: أين تريد؟ قال: العراق. وأخرج إليه كتبا وطوامير «1» قال: هذه كتبهم وبيعتهم. فناشده الله أن يرجع فأبى فقال: أما إني سأحدثك حديثا: إنّ جبريل، عليه السلام، أتى النبيّ صلى الله عليه وسلم فخيّره بين الدنيا والآخرة فاختار الآخرة، وإنكم بضعة من النبي صلى الله عليه وسلم، والله لا تليها أنت ولا أحد من أهل بيتك وما صرفها الله عنكم إلا لما هو خير لكم فارجع. فأبى فاعتنقه وبكى وقال: أستودعك الله من قتيل

يَحْيَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ الأَسَدِيُّ نے امام الشَّعْبِيِّ سے روایت کیا کہ ابن عمر سے کہا گیا حسین نے عراق کی طرف توجہ کی ہے پس مدینہ میں تین رات رہے اور خروج حسین کے وقت ابن عمر نے ان سے کہا آپ کہاں کا ارادہ کر رہے ہیں؟ حسین نے کہا عراق کا اور وہاں کی طرف سے خط و تحریر نکالیں- کہا یہ ان کی تحریر و بیعت ہے- پس ابن عمر نے ان کو نصیحت کی کہ وہ لوٹ جائیں ایسا نہ کریں-ابن عمر نے کہا میں ایک حدیث سناتا ہوں کہ جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے ان کو دنیا و آخرت کا اختیار دینے اور آپ نبی کے ہی ایک ٹکڑے ہیں

سند میں یحییٰ بن إسماعيل بن سالم مجہول ہے

الذہبی نے سیر میں روایت لکھی ہے کہ عبد اللہ بن جعفر نے روکنا چاہا تو حسین نے کہا میں نے خواب میں رسول اللہ کو دیکھا ہے

إِنِّيْ رَأَيْتُ رُؤْيَا، رَأَيْتُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللهِ –صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – وَأَمَرَنِي بِأَمْرٍ أَنَا مَاضٍ لَهُ

اور عراق جانے کا حکم رسول اللہ نے دیا ہے لہذا میں اس پر عمل کر رہا ہوں

اس کی سند طبری میں ہے اور سند میں ابو مخنف کذاب ہے متن ہے

وكان عمرو بن سعيد عاملَ يزيدَ بن معاوية على مكة، قال: فلحقه يحيى، وعبد الله بن جعفر، ثم انصرفا بعد أن أقرأه يحيى الكتاب، فقالا: أقرأناه الكتاب، وجهدْنا به، وكان مما اعتذَر به إلينا أن قال: إني رأيتُ رؤيا فيها رسول الله – صلى الله عليه وسلم –، وأمِرت فيها بأمر أنا ماضٍ له، عليّ كان أوْ لي؛ فقالا له: فما تلك الرؤيا؟ قال: ما حدّثت أحدًا بها، وما أنا محدّث بها حتى ألقَى ربِّي.

یہ تمام اقوال متروک کی سند سے ہے یعنی جس کو محدثین ترک کر چکے ہوں کہ اس کی روایت کو دلیل سمجھا جائے

کربلاء العطش پیاس

معجم البلدان از شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ الرومی الحموی (المتوفی: 626ھ-) میں ہے

الطف: طف الفرات أي الشاطئ، والطف: أرض من ضاحية الكوفة في طريق البرية فيها كان مقتل الحسين ابن علي، رضي الله عنه، وهي أرض بادية قريبة من الريف فيها عدة عيون ماء جارية،

الطف فرات کا ساحل ہے – یہ کوفہ کی جانب کا بری علاقہ ہے جو مقتل حسین ہے اور یہ آبادی کا مقام ہے جہاں بہت سے چشمے ہیں

حسین کا قتل الطف کربلاء میں ہوا اور یہاں سے قریبی مغربی جھیل ملح تک کافی فاصلہ ہے – شہر کربلاء میں بھی چشموں کی اتنی کثرت نہیں ہے کہ حسین پانی حاصل کر پاتے

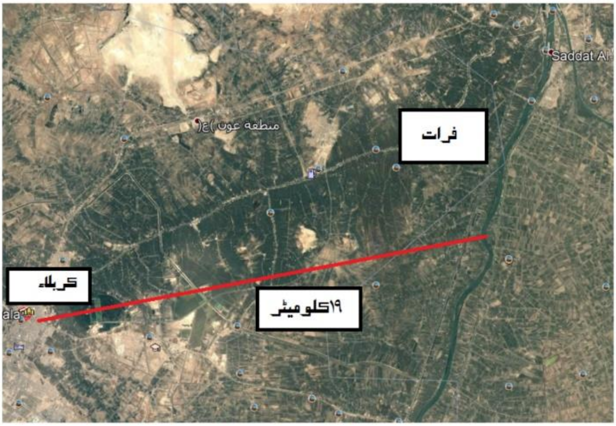

فرات کا ساحل الطف کے مشرق میں ہے جو کربلاء سے ۱۹ کلومیٹر دور ہے ۔جو ظاہر ہے بہت دور ہے ۔الطف کربلاء میں ہے

جغرافیہ بتا رہا ہے کہ حسین کے پاس پانی تک رسائی نہیں تھی

اثنائے سفر میں

خروج حسین اصل میں حسین کا فہم تھا اس معاہدہ پر جو حسن اور معاویہ میں ہوا تھا — معاہدہ یہ ہوا کہ معاویہ کی موت کے بعد خلافت حسن کو مل جائے گی — لیکن حسن کا انتقال معاویہ سے پہلے ہوا اس طرح معاہدہ کلعدم ہو گیا کیونکہ عربوں میں یہ معروف میں سے تھا کہ اگر ایک فریق کا انتقال ہو جائے تو معائدہ ختم ہو جاتا ہے — معاویہ نے اپنی موت سے سات سال قبل یہ اعلان کروایا کہ میرے بعد یزید خلیفہ ہو گا کسی کو اعتراض ہو تو سامنے آئے[17]- بہت سے اصحاب رسول کے بیٹوں کو خواہش تھی کہ وہ خلیفہ ہوں مثلا ابن زبیر اور حسین کو اس کی خواہش تھی

ابن زبیر اس لئے کہ جو خلافت ان کے والد کو ملتی اس کو علی نے حاصل کیا اور حسین کو یہ سمجھ آیا کہ خاندان علی کا خاندان معاویہ سے معاہدہ ہوا، لہذا اب خلافت واپس مجھ کو ملنی چاہیے کیونکہ میں علی کے ورثاء میں سب سے بڑا ہوں — البتہ وہ معاویہ کی وفات تک چپ رہے جس کی بنا پر ان کا اقدام ابن عباس کو اور دیگر اصحاب رسول کو پسند نہیں آیا

یہ فہم کا فرق تھا جس کی بنا پر اہل کوفہ کے ورغلانے میں کام آئے - حسین کو کسی نے منتخب نہیں کیا تھا نہ وہ خلیفہ ہوئے — انہوں نے سفر کیا جس کا مقصد کوفہ یا عراق میں ان کے ہمدردوں کی دعوت پر جانا تھا — ان کا گمان تھا کہ عراقی شیعہ ان کی مدد کریں گے ان کے ساتھ مل کر یزید کی عراقی فوج سے لڑیں گے اور حسین کی خلافت قائم کر دیں گے — عراقی شیعہ عین وقت پر دغا دے گئے - مکہ سے کوفہ تک کا فاصلہ 1,718.7 کلو میٹر ہے کوئی بھی قافلہ جو یہ سفر کرے اس کا کھانا پینا ختم ہو جائے گا لہذا کوفہ سے واپس مکہ حسین نہیں جا سکتے تھے اور شمال میں اس لئے گئے کہ

---

[17] ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۵۳ ہجری ہے جس سے اس بات کا پتا چلا کہ یزید کی بیعت کی دعوت سات سال تک چلی

وہاں فرات کے پاس کسی نخلستان میں بسیرا کر لیں گے پھر آگے کا پلان سوچیں گے -
حسین نے مسلم بن عقیل کو اپنے کوفہ پہنچنے سے پہلے بھیجا کہ وہاں کی صورت حال پتا کریں کہ عصبیت ہے یا نہیں وہاں اس کمزور عصبیت کا مظاہرہ ان بلوائیوں نے بیت المال لوٹ کر کیا اور مسلم بن عقیل کو اس میں پھنسا دیا گیا- جس میں مسلم کو دھر لیا گیا اور مسلم بن عقیل کو ایک ڈاکو کی طرح باغی کی طرح قتل کر دیا گیا شاید شیعان علی ہر صورت چاہتے تھے کہ حسین کسی نہ کسی طرح اس مسئلہ میں اب پیچھے نہ ہٹیں
مسلم بن عقیل اس کو بھانپ چکے تھے کہ یہ کم بخت لوگ بھگوڑے ہیں لہٰذا مرنے سے قبل ایک خفیہ خط حسین تک بھیجا کہ رخ بدل لو- اس کی خبر حسین کو رستے میں ہوئی اور سارا خلافت کا خواب بکھر گیا انہوں نے کوفہ سے رخ بدلا اور ۴۰ میل دور غیر آباد میدان کا رخ کیا—اغلباً وہ فرار کر رہے تھے لیکن کہاں جائیں ان کو خود پتا نہ تھا-

حسین نے کوفہ کا سفر کیا بالاخر ناکام ہوئے - ان کے بیٹے زین العابدین نے یزید بن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر شام سے یہ مدینہ پہنچے - بلا بیعت زین العابدین دمشق میں ہی قید کر دیے جاتے لہٰذا شیعہ کہتے ہیں کہ ائمہ نے ساری ساری زندگی تقیہ میں گزار دی- قرآن میں تقیہ کا حکم دیا گیا تھا جب سفر میں حربی کفار سے سابقہ پیش آئے، مسلمانوں کے ساتھ تقیہ کا فتویٰ نہیں چل سکتا، لہٰذا شیعہ کا عقیدہ یہ بنا کہ یزید کو کافر قرار دے دیا -

حسین کا خروج ان اصحاب رسول کی نگاہ میں غیر شرعی تھا اہل بیت میں ابن عباس بھی حسین کے مخالف تھے وہ مکہ میں ہی رہے

المعجم الکبیر از الطبرانی (المتوفى: 360ھ) میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ الْحِزَامِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: " خَرَجَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِلَى الْكُوفَةِ سَاخِطًا لِوِلَايَةِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَكَتَبَ يَزِيدُ بْنُ

مُعاوِيَةَ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ وَهُوَ وَالِيهِ عَلَى الْعِرَاقِ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ حُسَيْنًا قَدْ سَارَ إِلَى الْكُوفَةِ، وَقَدِ ابْتُلِيَ بِهِ زَمَانُكَ مِنْ بَيْنِ الْأَزْمانِ، وَبَلَدُكَ مِنْ بَيْنِ الْبُلْدَانِ، وابْتُلِيت بِهِ مِنْ بَيْنِ الْعُمَّالِ، وَعِنْدَهَا يُعْتَقُ أَوْ يَعُودُ عَبْدًا كَمَا يُعْتَبَدُ الْعَبِيدُ ". فَقَتَلَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ، وَبَعَثَ بِرَأْسِهِ إِلَيْهِ

الضَّحَّاکِ بْنِ عُثْمَانَ الْحِزَامِیّ نے کہا حسین کوفہ کے لئے نکلے یزید بن معاویہ کی ولایت پر طیش میں آ کر پس یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو لکھا جو والی عراق تھا کہ مجھ تک پہنچا ہے کہ حسین کوفہ کے لئے نکلا ہے اور اس کو وقت و زمانے نے آزمائش میں ڈالا ہے اور شہروں میں سے ایک شہر نے اور عمال (گورنروں) نے- اور اس حسین کے لئے ہے کہ یا تو آزادی یا غلام کی طرح آنا- جیسا ایک غلام واپس اپنے مالک کے پاس آتا ہے -- پس عبید اللہ بن زیاد نے قتل کر دیا اور سر یزید کو بھیج دیا

سند میں الضَّحَّاکِ بْنِ عُثْمَانَ الْحِزَامِیّ مختلف فیہ ہے- میزان میں ہے

قال يعقوب بن شيبة: صدوق، في حديثه ضعف. اس کی حدیث میں کمزوری ہے

لينه يحيىٰ القطان، مع إنه قد روى عنه. یحییٰ القطان نے اس کو کمزور کیا ہے

وقال إبو حاتم: لا يحتج به. نا قابل دلیل

وقال إبو زرعة: ليس بقوى. قوی نہیں ہے

سند میں مُحَمَّدُ بْنُ الضَّحَّاکِ بْنِ عُثْمَانَ الْحِزَامِیّ بھی مجہول الحال ہے

کربلا میں حسین کی تقریر

تاریخ طبری میں ہے

قَالَ أَبُو مِخْنَفٍ: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي الْعَيْزَارِ.....قام حسين ع بذي حسم، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إنه قَدْ نزل من الأمر مَا قَدْ ترون، وإن الدُّنْيَا قَدْ تغيرت وتنكرت، وأدبر معروفها واستمرت جدا، فلم يبق منها الا صبابه كصبابة الإناء، وخسيس عيش كالمرعى الوبيل أَلا ترون أن الحق لا يعمل بِهِ، وأن الباطل لا يتناهى عنه! ليرغب المؤمن فِي لقاء اللَّه محقا، [فإني لا أَرَى الموت إلا شهادة، وَلا الحياة مع الظالمين إلا برما

یقینا مجھ پر وہ معاملہ اُتر پڑا ہے جس کو تم لوگ دیکھ رہے ہو، بلاشبہ دنیا بدل گئی اور اجنبی ہو گئی۔ دنیا کی باتوں نے پیٹھ پھیر لی۔ اور دنیا کپڑے سمیٹ کر بھاگ نکلی اور دنیا نہیں باقی رہ گئی مگر اتنی ہی جیسے کہ برتن میں تھوڑا سا بچا ہوا پانی، بس میری زندگی کا ساز و سامان مضر چراگاہ جیسا رہ گیا ہے کیا تم لوگ دیکھ نہیں رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے باز نہیں آ رہے ہیں لہٰذا اب ہر مومن کو خدا عز و جل سے ملاقات کی رغبت ہونی چاہیے اور میں تو موت کو بہت بڑی سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو بہت بڑا جرم سمجھتا ہوں

سند بے کار ہے

.قال النسائي يَحْيى بن عقبة بن أبي العيزار ليس بثقة

.قال أبو حاتم: يفتعل الحديث

.وقال أبو زكريا بن معين: ليس بشئ

.وقال البخاري: منكر الحديث

.ابن معين: كذاب خبيث عدو الله، كان يسخر به

ابو مخنف بھی متروک ہے

تاریخ زبیر بن بکار میں بھی ہے

الزُّبَيْرُ: حَدَّثَنا مُحَمَّدُ بنُ حَسَنٍ: لَمَّا نَزلَ عُمَرُ بنُ سَعْدٍ بِالحُسَيْنِ خَطبَ أَصْحَابَهُ، وَقَالَ: قَدْ نَزلَ بِنَا مَا تَرَوْنَ، وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَغَيَّرتْ وَتنكَّرَتْ، وَأَدْبرَ مَعْرُوفُهَا، واسْتُمْرِئَتْ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا كَصُبَابَةِ الإِنَاءِ، وَإِلاَّ خَسِيسُ عَيْشٍ كَالمرْعَى الوَبِيْلِ, أَلَا تَرَوْنَ الحَقَّ لاَ يُعْمَلُ بِهِ، وَالبَاطِلَ لاَ يُتنَاهَى عَنْهُ؟ لِيَرْغَبَ المؤْمِنُ فِي لِقَاءِ .اللهِ. إِنِّي لاَ أَرَى الموْتَ إِلَّا سَعَادَةً، وَالحيَاةَ مَعَ الظَّالِمِينَ إِلَّا نَدَماً

اس کی سند بھی بے کار ہے

سند میں محمد بن الحسن بن زَبَالَة المخزوميُّ ہے جو بقول ابو داود : کذاب ہے ـ بقول النَّسائیّ: متروک ہے

تاریخ طبری میں ہے

قَالَ أَبُو مِخْنَفٍ: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ أَبِي الْعَيْزَارِ، إِنَّ الْحُسَيْنَ خَطَبَ أَصْحَابَهُ وَأَصْحَابَ الْحُرِّ بِالْبَيْضَةِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، ان رسول الله ص قَالَ: [مَنْ رَأَى سُلْطَانًا جَائِرًا مُسْتَحِلا لِحَرَمِ اللَّهِ، نَاكِثًا لِعَهْدِ اللَّهِ، مُخَالِفًا لِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، يَعْمَلُ فِي عِبَادِ اللَّهِ بِالإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ، فَلَمْ يُغَيِّرْ عَلَيْهِ بِفِعْلٍ وَلا قَوْلٍ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ مُدْخَلَهُ] أَلا وَإِنَّ هَؤُلاءِ قَدْ لَزِمُوا طَاعَةَ الشَّيْطَانِ، وَتَرَكُوا طَاعَةَ الرَّحْمَنِ، وَأَظْهَرُوا الْفَسَادَ، وَعَطَّلُوا الْحُدُودَ، وَاسْتَأْثَرُوا بِالْفَيْءِ، وَأَحَلُّوا حَرَامَ اللَّهِ، وَحَرَّمُوا حَلالَهُ، وَأَنَا أَحَقُّ من غير، قَدْ أَتَتْنِي كُتُبُكُمْ، وَقَدِمَتْ عَلَيَّ رُسُلُكُمْ بِبَيْعَتِكُمْ، أَنَّكُمْ لا تُسْلِمُونِي وَلا تَخْذُلُونِي، فَإِنْ تَمَمْتُمْ عَلَى بَيْعَتِكُمْ تُصِيبُوا رُشْدَكُمْ، فَأَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ على، وابن فاطمه بنت رسول الله ص، نَفْسِي مَعَ أَنْفُسِكُمْ، وَأَهْلِي مَعَ أَهْلِيكُمْ، فَلَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَنَقَضْتُمْ عَهْدَكُمْ، وَخَلَعْتُمْ بَيْعَتِي مِنْ أَعْنَاقِكُمْ، فَلَعَمْرِي مَا هِيَ لَكُمْ بِنُكْرٍ، لَقَدْ فَعَلْتُمُوهَا بِأَبِي وَأَخِي وَابْنِ عَمِّي مُسْلِمٍ، وَالْمَغْرُورُ مَنِ اغْتَرَّ بِكُمْ، فَحَظَّكُمْ أَخْطَأْتُمْ، وَنَصِيبَكُمْ ضَيَّعْتُمْ، وَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ، وَسَيُغْنِي اللَّهُ عَنْكُمْ، وَالسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی ایسے ظالم بادشاہ کو دیکھے جو اللہ کے حرام کو حلال سمجھے اور اللہ کے عہد کو توڑدے، سنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے، اللہ کے بندوں کے ساتھ گناہ اور ظلم کا معاملہ کرے، اور یہ شخص اس بادشاہ کے ایسے اعمال دیکھنے کے باوجود کسی قول یا فعل سے اس کی مخالفت نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اس کو بھی اس ظالم بادشاہ کے ساتھ ساتھ اس کے ٹھکانے (یعنی دوزخ)میں پہنچادے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یزید اور اس کے حکام نے شیطان کی پیروی کو اختیار کر رکھا ہے، اور ہم ان کی اطاعت کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور زمین میں فساد پھیلادیا، اللہ کی حدود کو معطل کردیا، اسلامی بیت المال کو اپنی ملکیت سمجھ لیا، اللہ کے حرام کو حلال کر ڈالا اور حرام کو حلال ٹھہرا دیا، اور میں دوسروں سے زیادہ حقدار ہوں، اور میرے پاس تمہارے خطوط اور وفود تمہاری بیعت کا پیغام لیکر پہنچے ہیں، کہ تم میرا ساتھ نہ چھوڑو گے، اور میری جان کو اپنی جان کے برابر سمجھو گے، اب اگر تم اپنی بات پر قائم ہوں تو ہدایت پاؤ گے، میں رسول اللہ کی لخت جگر فاطمہ کا بیٹا ہوں، میری جان آپ لوگوں کی جانوں کے ساتھ اور میرے اہل و عیال آپ لوگوں کے اہل وعیال کے ساتھ، تم لوگوں کو میرا اعتبار کرنا چاہیے۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرتے بلکہ میری بیعت کو توڑتے ہو اور میرے عہد سے پھر جاتے ہو تو وہ تم لوگوں سے کچھ بعید نہیں،کیونکہ یہی کام تم میرے باپ علی اور بھائی حسن اور چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کے ساتھ کرچکے ہو۔ اور وہ آدمی بڑا فریب میں ہے جو تمہارے عہد و پیمان سے دھوکہ کھائے،سو تم نے خود اپنا آخرت کا حصہ ضائع کر دیا، اور اپنے حق میں ظلم کیا، اور

جو شخص بیعت کرکے توڑتا ہے، وہ اپنا نقصان کرتا ہے اور قریب ہے کہ اللہ تعالی مجھے تم سے مستغنی فرما دیں۔ اور سلامتی ہو تم سب پر اور رحمتیں اللہ کی اور برکتیں بھی۔

سند میں ابو مخنف متروک ہے اور سند منقطع بھی ہے۔ عُقْبَة بْنِ أَبِي الْعَيْزَارِ کا لشکر حسین میں شامل ہونا معلوم نہیں ہے

الکامل از ابن اثیر اور البدایہ از ابن کثیر میں بلا سند درج اور تاریخ طبری میں متروک ابو مخنف کی سند سے ہے کہ حسین نے کہا

اتَّقِي اللَّهَ (واصبري) وَتَعَزَّيْ بِعَزَاءِ اللَّهِ وَاعْلَمِي أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ يَمُوتُونَ وَأَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَبْقَوْنَ، وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَ اللَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ بقدرته، ويميتهم بقهره وعزته، ويعيدهم فيعبدونه وحده، وَهُوَ فَرْدٌ وَحْدَهُ وَاعْلَمِي أَنَّ أَبِي خَيْرٌ مِنِّي، وَأُمِّي خَيْرٌ مِنِّي، وَأَخِي خَيْرٌ مِنِّي، ولي ولهم ولكل مسلم برسول اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ، ثم حرج عليها أن لا تَفْعَلَ شَيْئًا مِنْ هَذَا بَعْدَ مَهْلِكِهِ۔

اے میری بہن! اللہ سے ڈرو (اور صبر کرو) اور اللہ کی راحت(بدلہ)کے ساتھ راحت پاؤ، اور یاد رکھنا کہ زمین میں بسنے والی ہر مخلوق کو مرنا ہے اور آسمان والوں کو بھی بقا نہیں، اور بےشک ہر شيء ہلاک ہونے والی ہے سوائے اللہ کی ذات کے، جس نے اپنی قدرت سے مخلوقات بنائی، اور وہ انہیں موت دےگا اپنے قھر وغلبہ سے، اور وہ انہیں دوبارہ زندہ کرے گا، تو وہ اسی اکیلے کی(ہمیشہ)عبادت کریں گے، اور وہی تنہا باقی رہے گا اور یاد رکھنا کہ میرا باپ مجھ سے بہتر ہے اور میری ماں بھی مجھ سے بہتر ہے اور میرا بھائی بھی مجھ سے بہتر ہے، اور میرے لئے اور ان کیلئے اور سارے مسلمانوں کیلئے اسوۃ(زندگی گذارنے کا نمونہ) رسول اللہ ﷺ ہیں۔پھر فرمایا:ان کی وفات کے بعد ان باتوں میں سے کوئی کام نہ کرنا۔

صحیح سند سے حسین کی کوئی تقریر معلوم نہیں ہے

گورنروں سے مذاکرات کے قصے

قتل حسین پر آجکل چند آراء اہل سنت میں چل رہی ہیں

اول ان کو شیعان حسین نے قتل کیا جو خطوط تلف کرنا چاہتے تھے
دوم ابن زیاد نے قتل کیا جس میں یزید کا عمل دخل نہ تھا
سوم ابن زیاد نے یزید کے حکم پر قتل کیا

اہل سنت میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حسین دمشق جا رہے تھے – یہ ایک تھیوری ہے – اس پر کچھ شواہد ہیں کہ کوفہ سے آگے دمشق گئے ہوں گے ایسا ابن کثیر نے لکھا ہے اور آج کل اہل سنت میں یہ قول چل رہا ہے- محمود احمد عباسی نے بھی اس قول کو لیا ہے-

تاریخ طبری ج ۵ ص ۳۹۲ میں ہے

وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ علی ع كَتَبَ إِلَيْهِ أَهْلُ الْكُوفَةِ.... قَالَ حصين: فَحَدَّثَنِي هلال بن يساف أن ابن زياد أمر بأخذ مَا بين واقصة إِلَى طريق الشام إِلَى طريق الْبَصْرَة، فلا يدعون أحدا يلج وَلا أحدا يخرج، فأقبل الْحُسَيْن وَلا يشعر بشيء حَتَّى لقي الأعراب، فسألهم، فَقَالُوا: لا وَاللَّهِ مَا ندري، غير أنا لا نستطيع أن نلج وَلا نخرج، قَالَ: فانطلق يسير نحو طريق الشام نحو يَزِيد، فلقيته الخيول بكربلاء، فنزل يناشدهم اللَّه والإسلام، قَالَ: وَكَانَ بعث إِلَيْهِ عُمَر بن سَعْدٍ وشمر بن ذي

الجوشن وحصين ابن نميم، فناشدهم الْحُسَيْنَ اللَّهَ والإسلام أن يسيروه إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فيضع يده فِي يده، فَقَالُوا: لا إلا عَلَى حكم ابن زياد

حصين بن عبد الرحمٰن السلمی ،ابو الہذیل الکوفی المتوفی ۱۳۶ھ نے اِبَو الْحَسَنِ ہلال بن یساف الاشجعی سے روایت کیا کہا ابن زیاد نے حکم کیا کہ واقصۃ جو شام کے راستہ پر ہے اور پھر بصرہ کا رستہ ہے اس پر پہرہ رکھا جائے نہ کسی کو گزرنے دیا جائے نہ نکلنے – حسین آگے بڑھے ، ان کو اس چیز کا پتا نہیں تھا یہاں کہ بدوؤں سے ملے - ان سے پوچھا - بدوؤں نے کہا ہم کو پتا نہیں اللہ کی قسم آگے نہیں جا سکتے نہ نکل سکتے ہیں – پس حسین نے شام کا راستہ لیا یزید کی طرف – ان کی کربلاء پر گھڑ سواروں سے ملاقات ہوئی پس حسین ان گھڑ سواروں کو اسلام اور اللہ کی نصیحت کرنے لگے - حسین کے پاس عُمَر بن سَعْدٍ اور شمر بن ذی الجوشن اور حصین ابن نمیم کو بھیجا گیا - حسین ان کو اسلام اور اللہ کی نصیحت کرنے لگے کہ اگر وہ امیر المومنین تک لے حسین کو لے جائیں تو اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیں گے - عُمَر بن سَعْدٍ اور شمر بن ذی الجوشن اور حصین ابن نمیم نے کہا نہیں الا یہ کہ عبید اللہ بن زیاد ایسا حکم کرے

اس کی سند میں ثقات ہیں البتہ سند میں انقطاع معلوم ہوتا ہے – سند میں هلال بن يساف يا هلال بن اساف ہے - جامع التحصیل فی إحكام المراسيل از صلاح الدين إبو سعيد خليل بن كيكلدی بن عبد الله الدمشقی العلائی (المتوفی : 761ھ) کے مطابق اِبَو الْحَسَنِ هلال بن يساف الأشجعي مرسل روایت کرتا ہے اور بعض محدثین کے مطابق اس نے علی کو صرف دیکھا ہے سنا نہیں ہے - راقم کہتا ہے کہ ھلال اور علی کے درمیان راوی وہبِ بْنِ الأجدَع یا أبي عبدِ الرحمنِ السُّلَمِيّ ہے - علی کے بہت بعد وفات پانے والے اصحاب رسول سے بھی اس کا سماع نہیں ہے مثلا ہلال کا سماع ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا تک سے نہیں جن کی وفات سن ۵۷ یا ۵۳ ھ کی ہے - ادب المفرد از امام بخاری میں ہے

حُصَيْنٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

یہاں زاذان بیچ میں راوی ہے

اسی ادب المفرد میں ہے کہ اس کا سماع ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی براہراست نہیں ہے
هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاس
سنن الکبری بیہقی میں سند ہے
هِلالِ بنِ يِسافٍ، عن الرَّبيعِ بنِ عُمَيلَةَ، عن سَمُرَةَ بنِ جُندُبٍ
اس کا سماع سمرہ رضی اللہ عنہ المتوفی ۵۸ ھ سے بھی نہیں ہے
یعنی سن ۶۰ ہجری اور اس کے آس پاس فوت شدہ کسی صحابی یا صحابیہ سے اس کا سماع ثابت نہیں ہے – طبری کی اس روایت میں بھی واضح نہیں کہ یہ تمام خبر هلال کو کس نے دی - أبو الْحَسَنِ هلال بن يساف الأشجعي کا لشکر حسین میں شامل ہونا معلوم نہیں ہے نہ حسین سے اس کے سماع کا معلوم ہے - اہل تشیع کی کتب احادیث میں بھی هلال بن يساف سے کوئی روایت معلوم نہیں ہے نہ ہی اس کا لشکر حسین میں شامل ہونے کا کسی نے ذکر کیا ہے – لہذا تاریخ طبری کی یہ روایت منقطع ہے

حسین کے قاتل صحیح سند سے معلوم نہیں ہیں اگر ہم وقتی تسلیم کریں کہ حکومت نے قتل کیا تو اس پر ایک اور روایت ہے جو تاریخ طبری کی ہے - حسین کو کہا جاتا ہے کہ آپشن دیا گیا کہ وہ عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھ پر آ کر بیعت کریں انہوں نے انکار کیا اس میں بلوا ہوا اور وہ قتل ہوئے - سند ہے

حديث عمار الدهني عن أبي جَعْفَر فَحَدَّثَنِي زكرياء بن يَحْيَى الضرير، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَد بن جناب المصيصي قَالَ حَدَّثَنَا خَالِد بن يَزِيدَ بن عَبْدِ اللَّهِ الْقَسْرِيّ قَالَ: [حَدَّثَنَا عمار الدهني قَالَ قلت لأبي جَعْفَر: حَدَّثَنِي عن مقتل الْحُسَيْن حَتَّى كأني حضرته،

راقم کہتا ہے اس سند میں زکریا بن یحییٰ بن ایوب الضریر ہے جس کو ہیثمی نے کہا ہے لم إعرفه نہیں جانتا اور خطیب بغدادی نے اس کا ذکر کیا ہے جرح تعدیل نہیں کی ہے لہذا یہ مجہول الحال ہے - یہ روایت ضعیف ہے لیکن اہل سنت

کے مورخین کے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے اس لئے آٹھویں صدی کے الذھبی نے اس کو محلّہ صدق کہہ دیا ہے جبکہ متقدمین محدثین کے نزدیک یہ مجہول تھا - بہر حال اس کا متن ہے

قَالَ لَهُ الْحُسَيْن: اختر واحدة من ثلاث: إما أن تدعوني فأنصرف من حَيْثُ جئت، وإما أن تدعوني فأذهب إِلَى يَزِيد، وإما أن تدعوني فألحق بالثغور، فقبل ذَلِكَ عمر، فكتب إِلَيْهِ عُبَيْد اللَّهِ: لا وَلا كرامة حَتَّى يضع يده فِي يدي! [فَقَالَ لَهُ الْحُسَيْن: لا وَاللَّهِ لا يكون ذَلِكَ أبدا] ، فقاتله فقتل أَصْحَاب الْحُسَيْن كلهم، وفيهم بضعة عشر شابا من أهل بيته

حسین نے کہا ان تین میں سے کوئی ایک چیز لو یا تو مجھے چھوڑ و میں جہاں جا رہا ہوں جانے دو یا مجھے یزید کے پاس جانے دو، یا سرحد پر جانے دو- اس کو عمر بن سعد نے تسلیم کر لیا اور ابن زیاد کو خط لکھا- اس نے جواب دیا ہر گز نہیں اس کی کوئی عزت نہیں اس کو میرے ہاتھ پر بیعت کرنی ہو گی- حسین نے جواب دیا اللہ کی قسم کبھی بھی نہیں

یعنی حسین رضی اللہ عنہ اس کے لیے تیار نہ ہوئے اور بیعت کو مسترد کر دیا جس پر لڑائی چھڑ گئی-

حسین یزید تک کیوں جانا چاہتے تھے یہ بھی واضح نہیں جب وہ بیعت کے لئے تیار ہی نہیں — راقم سمجھتا ہے کہ حسین سرحد پر اس لئے جانا چاہتے تھے کہ وہ ملک بدری اختیار کریں اور شمال میں جانا ظاہر کرتا ہے کہ وہ آرمینا کی طرف جا رہے تھے تا کہ اغلبًا وہاں کسی اور حکومت کی مدد حاصل کر سکیں - بیعت ہمیشہ گورنر کے ہاتھ پر ہوتی ہے الا یہ کہ خلیفہ سامنے ہو لہٰذا حسین کا ابن زیاد کے ہاتھ پر بیعت سے انکار اصل میں بیعت یزید سے مسلسل انکار ہے- ابن عباس نے حسین سے یہی کہا تھا خواہ مخواہ اُولِی الْاَمْرِ کو اپنا مخالف مت بناو

تاریخ طبری میں تضاد بہت ہے مثلا ایک اور روایت ہے

حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَبِيعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: بَلَغَنَا ع وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمَّارٍ الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ

ان دو سندوں سے طبری نے قتل حسین پر کلام شروع کیا ہے پھر ایک مقام پر تاریخ میں لکھا

قَالَ الحصين – قَالَ: وَحَدَّثَنِي سعد بن عبيدة، قَالَ: إنا لمستنقعون فِي الماء مع عُمَر بن سَعْد، إذ أتاه رجل فساره وَقَالَ لَهُ: قَدْ بعث إليك ابن زياد جويرية بن بدر التميمي، وأمره إن لم تقاتل القوم أن يضرب عنقك، قَالَ: فوثب إِلَى فرسه فركبه، ثُمَّ دعا سلاحه فلبسه، وإنه عَلَى فرسه، فنهض بِالنَّاسِ إِلَيْهِم فقاتلوهم، فجيء برأس الْحُسَيْن إِلَى ابن زياد، فوضع بين يديه، فجعل ينكت بقضيبه، ويقول: إن أبا عَبْد اللَّهِ قَدْ كَانَ شمط، قَالَ: وجيء بنسائه وبناته وأهله، وَكَانَ أحسن شَيْء صنعه أن أمر لهن بمنزل فِي مكان معتزل، وأجرى عليهن رزقا، وأمر لهن بنفقة وكسوة قَالَ: فانطلق غلامان مِنْهُمْ لعبد اللَّه بن جَعْفَر – أو ابن ابن جَعْفَر – فأتيا رجلا من طيئ فلجأ إِلَيْهِ، فضرب أعناقهما، وجاء برءوسهما حَتَّى وضعهما بين يدي ابن زياد، قَالَ: فهم بضرب عنقه، وأمر بداره فهدمت.

حصین نے بیان کیا کہ ابو حمزۃ، سعد بن عبیدۃ، السلمی، الکوفی نے بیان کیا

ہم عمر بن سعد کے ساتھ پانی میں نہا رہے تھے کہ اچانک اس کے پاس ایک شخص آیا اور اس سے سرگوشی کی اور اس نے اسے کہا ابن زیاد نے تمہاری طرف جویریۃ بن بدر التمیمی کو بھیجا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ اگر تو نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ نہ کی تو وہ تجھے قتل کر دے راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اٹھا اور اپنے گھوڑے کے پاس گیا اور اس پر سوار ہو گیا پھر اس نے اپنے ہتھیار منگوا کر پہنے اور اپنے گھوڑے پر سوار تھا اور وہ لوگوں کے ساتھ ان کی طرف گیا اور انہوں

نے ان کے ساتھ جنگ کی اور حسین رضی اللہ عنہ کا سر ابن زیاد کے پاس لا کر اس کے سامنے رکھا گیا اور وہ اپنی چھڑی کو اپ کی ناک پر رکھ کر کہنے لگا بلا شبہ ابو عبداللہ سیاہ و سفید بالوں والے ہیں، راوی بیان کرتا ہے اور اپ کی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل کو بھی لایا گیا راوی بیان کرتا ہے اس نے سب سے اچھا کام یہ کیا کہ ان کے لیے ایک فرد گاہ کا حکم دیا جو ایک الگ تھلگ جگہ پر تھی اور ان کی رسد جاری کر دی اور ان کے لئے لباس اور اخراجات کا حکم دیا ان میں سے دو لڑکوں نے جو عبداللہ بن جعفر یا ابن ابی جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے آ کر طی قبیلہ کے ایک شخص کی پناہ لی تو اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور ان دونوں کے سر لا کر ابن زیاد کے سامنے رکھ دیئے ابن زیاد نے بھی اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس کے حکم سے اس کے گھر کو منہدم کر دیا گیا۔

حصین بن عبد الرحمٰن السلمی ،ابو الہذیل الکوفی ثقہ ہیں لیکن آخری عمر میں مختلط تھے

یہاں قتل کا قصہ الگ ہے اور سارا ملبہ عمر بن سعد پر ڈالا گیا ہے ۔ اس سے پہلے جو روایت تھی اس میں تھا کہ مذاکرات ہو رہے تھے وہ ناکام ہوئے پھر حسین نے ابن زیاد کے ہاتھ پر بیعت سے انکار کیا اس پر بلوہ ہوا قتل ہوئے لیکن اب دوسری روایت میں یہاں متن الگ ہے اب سب تالاب میں نہا رہے ہیں ان کو خروج حسین سے کوئی مسئلہ نہیں کہ ابن زیاد قتل کی دھمکی دیتا ہے اور حسین کو قتل کیا جاتا ہے کوئی مذاکرات نہیں ہوتے نہ حسین کوئی شرائط رکھتے ہیں

سعد بن عبیدۃ ،ابو حمزۃ السلمی ثقہ ہیں لیکن یہ خود خوارج کی رائے رکھتے تھے

کتاب إكمال تہذیب الکمال فی إسماء الرجال از مغلطای میں ہے

وقد تكلم في مذهبه ونسب إلى رأي الخوارج، وبسبب ذلك تكلم في نقله وروايته، وقد قيل إنه رجع عن ذلك

اس کے مذھب پر کلام کیا جاتا ہے اور اس کو خوارج کی رائے کی طرف نسبت دی جاتی ہے اور اس بنا پر اس کی روایت و نقل پر کلام کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اس نے اس سے رجوع کیا تھا

إبو حمزة، سعد بن عبيدة، السلمي، الكوفي جو خارجی تھے وہ لشکر شام میں شامل تھے قاتلین حسین کے ساتھ ؟ ایسا ممکن نہیں کیونکہ بنو امیہ اور خوارج کی کبھی نہیں بنی اور إبو حمزة، سعد بن عبيدة، السلمي، الكوفي کی روایت سیاسی عصبیت کی مثال لگتی ہے –

ابو مخنف کا قول ہے کہ اہل شام نے قتل کیا—یہی اس کی روایات کا محور ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا صحیح بخاری میں قول ہے اہل عراق نے قتل کیا- بخاری بَابُ مَنَاقِبِ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا میں روایت کرتے ہیں کہ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، وَسَأَلَهُ عَنِ المُحْرِمِ؟ قَالَ: شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ، فَقَالَ: أَهْلُ العِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن ابی نُعْمٍ کہتے ہیں میں نے عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ کو سنا جب ان سے محرم کے بارے میں سوال ہوا کہ اگر محرم (احرام) کی حالت میں مکھی قتل ہو جائے تو کیا کریں پس انہوں نے کہا اہْلُ العِرَاقِ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور انہوں نے رسول اللہ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نواسے کا قتل کیا

بخاری نے ابن عمر کی یہ روایت بیان کر کے قتل حسین کا بوجھ اہْلُ العِرَاقِ پر بتایا اور اہْلُ الشام کو اس کا ذمہ دار قرار نہ دیا

خروج حسین کے وقت حکومت بلوا کو کنڑول کر رہی تھی جو کوفہ میں ہوا۔بیت المال لوٹا گیااور بلوائیوں کے گھر سے حسین کے کزن مسلم بن عقیل پکڑے گئے اور قتل ہوئے۔ حسین کو جب مسلم بن عقیل اور اپنے کوفی ہمدردوں کی گرفتاری کا علم ہوا تو حسین ان کی مدد کرنے کوفہ نہیں گئے بلکہ کوفہ کا رخ چھوڑ شمال کی سمت گئے اور کوفہ سے ۴۰ میل دور کربلا میں قتل ہوئے۔ حسین کا مقصد اب اپنے اہل و عیال کو بچانا تھا کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ ان کے شیعہ بھاگ گئے ہیں۔

عراقی فوج کو ان کی نقل و حرکت کی خبر تھی لیکن جب فوج نے دیکھا کہ حسین کوفہ نہیں آ رہے تو انہوں نے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ حسین کسی بھی خلافت کو اب قائم کرنے کے قابل نہیں رہے تھے ان کے عصبیت کی کمر ٹوٹ گئی تھی اور وہ تن تنہا تھے، نہ مدینہ و مکہ واپس جا سکتے تھے کیونکہ رخت سفر ختم ہو چکا ہو گا۔بنو امیہ کو اب ان کا قتل کرنے مزید مسائل پیدا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ وہ کچھ کرنے کے قابل ہی نہیں تھے۔ان کے صرف چند ہمدرد اور خاندان کے افراد رہ گئے تھے۔ حسین کس طرح قتل ہوئے معلوم نہیں ہے۔اہل سنت میں بعض کا کہنا ہے شیعہ ہمدردوں نے ہی قتل کیا۔ یہاں قاتل نا معلوم ہیں اس لئے یہ ایک معمہ ہے۔

۔ حسین بن ابی طالب (پیدائش سن ۴ ھ) کی شہادت محرم کی دس راتیں گرزنے کے بعد سن ۶۱ ہجری بمطابق دس اکتوبر سن ۶۸۰ ع اتوار کے دن ہوئی۔تاریخ یعقوبی کے مطابق وكان من شهور العجم في تشرين الأول یہ ماہ تشرین اول تھا عجمیوں کے مطابق۔ جمل من انساب الاشراف کے مطابق قافلہ حسینی میں (وكان معه اثنان وثلاثون فارساً وأربعون راجلاً) ۳۲ لوگ سواری پر تھے اور چالیس پیدل چل رہے تھے۔ اس طرح اس قافلہ کی رفتار بہت کم تھی۔ ہاشمی مقتولین میں ۵۱ افراد کا نام لیا جاتا ہے

مقتل حسین کی خبریں

حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت یزید بن معاویہ کے دور میں ہوئی جو خلافت کا قضیہ تھا۔ حسین اپنی خلافت کوفہ میں قائم کرنا چاہتے تھے لیکن وہ سپورٹ حاصل نہ کر پائے جو ان کی خلافت کو برقرار بھی رکھ سکے۔

ہم تک جو خبریں آئیں ہیں ان کو جرح و تعدیل کے میزان میں پرکھنا ضروری ہے

امت نواسوں کو قتل کرے گی

مسند احمد ج ا ص ۸۵ کی روایت ہے
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُدْرِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ، وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ، فَلَمَّا حَاذَى نِينَوَى وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى صِفِّينَ، فَنَادَى عَلِيٌّ: اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، بِشَطِّ الْفُرَاتِ قُلْتُ: وَمَاذَا قَالَ؟، دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَغْضَبَكَ أَحَدٌ، مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيضَانِ؟ قَالَ: «بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ» قَالَ: فَقَالَ: «هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟» قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. فَمَدَّ يَدَهُ، فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو (دیکھا) آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا کسی نے آپ کو ناراض کر دیا ہے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ میرے پاس ابھی جبریل (علیہ السلام) اُٹھ کر گئے ہیں، انہوں نے مجھے بتایا کہ حسین کو فرات کے کنارے قتل کیا جائے گا۔

سند میں عَبْدِ اللہ بْنِ نُجَيٍّ ہے جس کے امام بخاری فیہ نظر کہتے ہیں

اسی الفاظ سے ابن عدی کہتے ہیں من الحدیث وإخبارہ فیہا نظر اپنی حدیث اور خبر میں

فیہ نظر ہے

فیہ نظر محدثین جرح کے لئے بولتے ہیں

ایک رافضی لکھتے ہیں
جہاں تک یہ کہنا کہ فیہ نظر جرح کے لیے استعمال ہوتی ہے یہ بھی یاد رکھیں کہ جرح اگر مفسر نہ ہو، تو تعدیل کو اہمیت دی جاتی ہے یعنی آپ صرف کسی کو ضعیف بھی کہہ دیں، تو فائدہ تب ہی دے گا جب آپ وجہ بھی بیان کریں کہ کیوں ضعیف ہے۔ آیا حافظہ ٹھیک نہیں، جھوٹ بولتا ہے آخر وجہ کیا ہے اسے جرح مفسر کہتے ہیں
دیکھتے ہیں کہ کیا فیہ نظر کو جرح غیر مفسر کہا جاتا ہے

السیوطی کتاب تدریب الراوی میں وضاحت کرتے ہیں

تنبيهات الأول البخاري يطلق فيه نظر وسكتوا عنه فيمن تركوا حديثه

پہلی تنبیہ بخاری اگر کسی راوی پر فیہ نظر کا اطلاق کریں اور سکتوا عنہ کہیں تو مراد حدیث ترک کرنا ہے

کتاب التنکیل از الشیخ المعلمی کے مطابق

وكلمة فيه نظر معدودة من أشد الجرح في اصطلاح البخاري

اور کلمہ فیہ نظر بخاری کی شدید جرح کی چند اصطلاح میں سے ہے

اللکنوی کتاب الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل میں اس پر کہتے ہیں

فيه نظر: يدل على أنه متهم عنده ولا كذلك عند غيره

فیہ نظر دلالت کرتا ہے کہ راوی بخاری کے نزدیک متہم ہے اور دوسروں کے نزدیک ایسا نہیں

سوال ہے کیا اہل تشیع علماء میں راویوں پر اختلاف ! رافضی کہتے ہیں إس کو فلاں اہل سنت کے امام نے ثقہ کہا ہے نہیں ہے اگر کوئی مجروح ہے تو کیا سب کے نزدیک مجروح ہے؟ یا ثقہ ہے تو کیا سب کے نزدیک ثقہ ہے؟
رافضی لکھتے ہیں

علامہ شوکانی نے اپنی کتاب در السحابہ، ص 297 پر لکھا کہ اس کے راوی ثقہ ہیں
شوکانی ایک وقت تھا جب زیدیہ سے تعلق رکھتے تھے اسی دور میں انہوں نے در السحابہ لکھی تھی

البانی الصحیحہ میں لکھتے ہیں

قلت: وهذا إسناد ضعيف، نجي والد عبد الله لا يدرى من هو كما قال الذهبي ولم يوثقه غير ابن حبان وابنه أشهر منه، فمن صحح هذا الإسناد فقد وهم.

میں کہتا ہوں اس کی اسناد ضعیف ہیں نجی والد عبد اللہ کا پتا نہیں کون ہے جیسا کہ الذھبی نے کہا ہے اور اس کی توثیق صرف ابن حبان نے کی ہے اور اس کا بیٹا اس سے زیادہ مشہور ہے اور جس کسی نے بھی اس کی تصحیح کی اس کو اس پر وہم ہے

البانی اس کے بعد اس کی چھ اسناد دیتے ہیں اور ان پر جرح کرتے ہیں اور آخر میں اس روایت کو صحیح (لغیرہ) بھی کہہ دیتے ہیں

کتاب إعيان الشيعة—السيد محسن الأمين—ج 4—ص ۵۳ پر ایک روایت پر جرح کرتے ہوئے شیعہ عالم محسن آمین لکھتے ہیں

قلت إنما رواه عن علي رجل مجهول يقال له عبد الله بن نجي

،میں کہتا ہوں اس کو علی سے ایک مجھول شخص نے روایت کیا ہے جس کو عبد اللہ بن نجی کہا جاتا ہے

محسن امین کی بات صحیح ہے کہ اہل تشیع کے ہاں یہ مجھول ہے اس کا ترجمہ تک معجم رجال الحدیث از الخوئی میں نہیں

تاریخ دمشق ابن عساکر کی ایک اور روایت ہے

أخبرنا أبو بكر محمد بن الحسين نا أبو الحسين بن المهتدي أنا أبو الحسن علي بن عمر الحربي نا أحمد بن الحسن بن عبد الجبار نا عبد الرحمن يعني ابن صالح الأزدي نا أبو بكر بن عياش عن موسى بن عقبة عن داود قال قالت أم سلمة دخل الحسين على رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ففزع فقالت أم سلمة ما لك يا رسول الله قال إن جبريل أخبرني أن ابني هذا يقتل وأنه اشتد غضب الله على من يقتله

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حسین بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) موجود تھے اور آپ رو رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبریل (علیہ السلام) نے بتایا کہ میری امت اسے میرے بعد قتل کرے گی

اس کی سند میں موسی بن عقبة ہے جو ثقہ ہیں لیکن مدلس . داود مجھول ہے جس سے یہ روایت نقل کر رہے ہیں

معجم الکبیر طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْحِمَّانِيُّ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا ذَاتَ يَوْمٍ فِي بَيْتِي، فَقَالَ: «لَا يَدْخُلْ عَلَيَّ أَحَدٌ» . فَانْتَظَرْتُ فَدَخَلَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَسَمِعْتُ نَشِيجَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِي، فَاطَّلَعْتُ فَإِذَا حُسَيْنٌ فِي حِجْرِهِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ جَبِينَهُ وَهُوَ يَبْكِي، فَقُلْتُ: وَاللهِ مَا عَلِمْتُ حِينَ دَخَلَ، فَقَالَ: ’’ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مَعَنَا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: تُحِبُّهُ؟ قُلْتُ: أَمَّا مِنَ الدُّنْيَا فَنَعَمْ. قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ سَتَقْتُلُ هَذَا بِأَرْضٍ يُقَالُ لَهَا كَرْبَلَاءُ ‘‘. فَتَنَاوَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ تُرْبَتِهَا، فَأَرَاهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أُحِيطَ بِحُسَيْنٍ حِينَ قُتِلَ، قَالَ: مَا اسْمُ هَذِهِ الْأَرْضِ؟ قَالُوا: كَرْبَلَاءُ. قَالَ: صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ، أَرْضُ كَرْبٍ وَبَلَاءٍ

جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کربلا کی مٹی دکھائی اور اس کو کرب و بلا کی زمین کہا

اس کی سند میں عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْطَبٍ ہے جو مجھول ہے

خواب میں رسول اللہ (ص) کو پریشانی میں دیکھنا

مسند احمد کی روایت ہے

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن دوپہر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ کے بال بکھرے ہوئے اور گرد آلود تھے، آپ کے ہاتھ میں خون کی ایک بوتل تھی۔ میں نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے، میں اسے صبح سے اکٹھا کر رہا ہوں

اسکی سند کا راوی عمار بن اِبی عمار مولی بنی ہاشم مختلف فیہ ہے کتاب اکمال مغلطائی میں ہے

وقال البخاري: أكثر من روى عنه أهل البصرة...و لا يتابع عليه

ابن حبان مشاہیر میں کہتے ہیں

وكان يهم في الشئ بعد الشئ اسکو بات بے بات وہم ہوتا ہے

ابو داود کہتے ہیں شعبہ نے اس سے روایت لی لیکن کہا

وكان لا يصحح لي میرے نزدیک صحیح نہیں

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں شعبہ نے صرف ایک روایت اس سے لی

امام مسلم نے اس سے صرف ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کتنے عرصے رہے

ام المومنین نے جنوں کا نوحہ سنا

طبرانی روایت کرتے ہیں کہ عَمّارِ بن اِبی عَمّارٍ کہتا ہے کہ
حَمَّادُ بنُ سَلَمَةَ: عَنْ عَمَّارِ بنِ أَبِي عَمَّارٍ؛ سَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ الجِنَّ يَبكِيْنَ عَلَى حُسَيْنٍ، وَتَنُوحُ عَلَيْهِ
عَمَّارِ بنِ أَبِي عَمَّارٍ کہتا ہے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہتے سنا میں نے ایک جن کو سنا جو حسین پر نوحہ کر رہا تھا
جبکہ ام سلمہ تو حسین کی شہادت سے پہلے وفات پا چکی ہیں

خود عمار کی ایک روایت جو صحیح مسلم میں ہے اس پر روافض جرح کرتے ہیں کہ اس میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں ۱۵ سال رہے اور ان میں آٹھ سال تک کسی کو نہ دیکھا صرف روشنی دیکھتے رہے- جب صحیحین پر جرح کرنی ہوتی ہے تو روافض خود عمار بن ابی عمار کی روایت پیش کر دیتے ہیں اور جب وہ جنات کی خبریں دیتا ہے تو قبول کرتے ہیں

امت نے کربلا پر قتل کیا جیسا خبر تھی

تاریخ دمشق ابن عساکر کی روایت ہے
أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنا أبو محمد الحسن بن علي أنا أبو عمر محمد بن العباس أنا أبو الحسن أحمد بن معروف أنا الحسين بن الفهم أنا محمد بن سعد أنا محمد بن عبد الله الأنصاري نا قرة بن خالد أخبرني عامر بن عبد الواحد عن شهر بن حوشب قال أنا لعند أم سلمة زوج النبي (صلى الله عليه وسلم) قال فسمعنا صارخة فأقبلت حتى انتهيت إلى أم سلمة فقالت قتل الحسين قالت قد فعلوها ملأ الله بيوتهم أو قبورهم عليهم نارا ووقعت مغشيا عليها وقمنا

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس موجود تھا۔ میں نے حسین کی شہادت کی خبر سنی تو ام سلمہ کو بتایا۔ (کہ سیدنا حسینؓ شہید ہوگئے ہیں) انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے یہ کام کر دیا ہے، اللہ ان کے گھروں یا قبروں کو آگ سے بھر دے۔ اور وہ (غم کی شدت سے) بیہوش ہو گئی

سند میں شہر بن حوشب ہے اس پر بحث آ رہی ہے

تاریخ دمشق ابن عساکر کی روایت ہے

أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنا أبو محمد الحسن بن علي إملاء ح

وأخبرنا أبو نصر بن رضوان وأبو غالب أحمد بن الحسن وأبو محمد عبد الله بن محمد قالوا أنا أبو محمد الحسن بن علي أنا أبو بكر بن مالك أنا إبراهيم بن عبد الله نا حجاج نا حماد عن أبان عن شهر بن حوشب عن أم سلمة قالت كان جبريل عند النبي (صلى الله عليه وسلم) والحسين معي فبكى فتركته فدنا من النبي (صلى الله عليه وسلم) فقال جبريل أتحبه يا محمد فقال نعم قال جبرائيل إن أمتك ستقتله وإن شئت أريتك من تربة الأرض التي يقتل بها فأراه إياه فإذا الأرض يقال لها كربلا

شہر بن حوشب کہتا ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حسین ان کے ساتھ تھے پس وہ روئے... جبریل نے بتایا کہ اپ کی امت اس بچے کو قتل کرے گی اور اپ چاہیں تو میں وہ مٹی بھی دکھا دوں جس پر قتل ہونگے پس اپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین دکھائی اور اپ نے اس کو کربلا کہا

ان دونوں روایات میں کی سند میں شہر بن حوشب ہے

. النَّسَائِيّ اپنی کتاب الضعفاء والمتروکون میں کہتے ہیں: لَيْسَ بِالقَوِيِّ، قوی نہیں

.ابْنُ عَدِيٍّ کہتے ہیں: لَا يُحْتَجُّ بِهِ، وَلاَ يُتَدَيَّنُ بِحَدِيْثِهِ اس کی حدیث نا قابل دلیل ہے

. إِبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ کہتے ہیں: وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ، اس کی حدیث نا قابل دلیل ہے

.يَحْيَى بنِ مَعِيْنٍ: ثِقَةٌ کہتے ہیں

عَبْدِ اللهِ بنِ عَوْنٍ، قَالَ: إِنَّ شَهْراً تَرَكُوْهُ اس کو متروک کہتے ہیں

الذھبی کہتے ہیں اس کی حدیث حسن ہے اگر متن صحیح ہو اور اگر متن صحیح نہ ہو تو اس سے دور رہا جائے کیونکہ یہ ایک احمق مغرور تھا

الذھبی کتاب سیر اعلام النبلاء میں اس پر لکھتے ہیں

قُلْتُ: مَنْ فَعَلَهُ لِيُعِزَّ الدِّيْنَ، وَيُرْغِمَ المنَافِقِيْنَ، وَيَتَوَاضَعَ مَعَ ذَلِكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ، وَيَحْمَدَ رَبَّ العَالِمِيْنَ، فَحَسَنٌ، وَمَنْ فَعَلَهُ بَذْخاً وَتِيْهاً وَفَخْراً، أَذَلَّهُ اللهُ وَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَإِنْ عُوْتِبَ وَوُعِظَ، فَكَابَرَ، وَادَّعَى أَنَّهُ لَيْسَ بِمُخْتَالٍ وَلاَ تَيَّاهٍ، فَأَعْرِضْ عَنْهُ، فَإِنَّهُ أَحْمَقُ مَغْرُوْرٌ بِنَفْسِهِ.

اس سے سنن اربعا اور مسلم نے مقرونا روایت لی ہے

کتاب رجال صحیح مسلم از ابن مَنْجُويَہ (المتوفى: 428ھ) کے مطابق

مسلم نے صرف ایک روایت کہ کھمبی، من میں سے ہے لی ہے

طبرانی الکبیر میں قول ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: لَوْ كُنْتُ فِيمَنْ قَتَلَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ، ثُمَّ غُفِرَ لِي، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ، اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَمُرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَيَنْظُرَ فِي وَجْهِي

ابراہیم بن یزید النخعی نے فرمایا: اگر میں ان لوگوں میں ہوتا جنہوں نے حسین بن علی کو قتل (شہید) کیا، پھر میری مغفرت کر دی جاتی، پھر میں جنت میں داخل ہوتا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گزرنے سے شرم کرتا کہ کہیں آپ میری طرف دیکھ نہ لیں۔

اس کی سند میں مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الضَّبِّيِّ ہے –الازدی اس کو منکر الحدیث کہتے ہیں ابن حجر صدوق کہتے ہیں- سند میں سعید بن خثیم بن رشد الھلالی بھی ہے جس کو ابن حجر، صدوق رمی بالتشیع له إغاليط شیعیت میں مبتلا اور غلطیوں سے پر ہے، کہتے ہیں- سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ، إِبُو مَعْمَرٍ الْهِلاَلِيُّ الكُوفِيّ اور اس کے استاد خالد دونوں کو الازدی نے منکر الحدیث قرار دیا ہے دیکھئے دیوان الضعفاء والمتروکین وخلق من المجہولین وثقات فیہم لین از الذھبی

راویوں کا ہر قول نہیں لیا جاتا یہی وجہ ہے ابن عدی کہتے ہیں

.سعيد بن خثيم الهلالي: قال الأزدي: منكر الحديث، وقال ابن عدي: مقدار ما يرويه غير محفوظ

بہت کچھ جو سعید روایت کرتا ہے غیر محفوظ ہے

سند میں محمد بن عثمان بن إبي شيبة بھی ہے جس کو کذاب تک کہا گیا ہے دیکھئے میزان الاعتدال از الذھبی

. عبد الله بن إحمد بن حنبل فقال: كذاب

. وقال ابن خراش: كان يضع الحديث

. وقال مطين: هو عصا موسى تلقف ما يأفكون

وقال الدارقطني: يقال إنه إخذ كتاب غير محدث

بحر الحال اس روایت کے صحیح ہونے یا نہ ہونے سے نفس مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ یہ ابراہیم کا قول ہے کوئی حدیث رسول نہیں ہے، ان کا قتل حسین سے کوئی تعلق نہ تھا

مشیخۃ ابراہیم بن طہمان کی روایت ہے
عَنْ عَبَّادِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي فَقَالَ: «لَا يَدْخُلُ عَلَيَّ أَحَدٌ فَسَمِعْتُ صَوْتًا، فَدَخَلْتُ، فَإِذَا عِنْدَهُ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ وَإِذَا هُوَ حَزِينٌ، أَوْ قَالَتْ: يَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا لَكَ تَبْكِي يَا رَسُولَ ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِي جِبْرِيلُ أَنَّ أُمَّتِي تَقْتُلُ هَذَا " بَعْدِي فَقُلْتُ وَمَنْ يَقْتُلُهُ؟ فَتَنَاوَلَ مَدَرَةً، فَقَالَ:» أَهْلُ هَذِهِ الْمَدَرَةِ تَقْتُلُهُ
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حسین بن علی موجود تھے اور آپ رو رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبریل نے بتایا کہ میری امت اسے میرے بعد قتل کرے گی
سند میں عبد الرحمٰن بن إسحاق (عبد الرحمٰن بن إسحاق، وہو عباد بن إسحاق وعباد لقب مدینی) ہے جس کے لئے کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال کے ابن عدی مطابق

.يَحْيى بن سَعِيد، قالَ: سَألتُ عن عَبد الرحمن بن إسحاق بالمدينة فلم أرهم يحمدونه

یحیٰی بن سعید کہتے ہیں عبد الرحمان بن اسحاق کے بارے میں اہل مدینہ سے سوال کیا لیکن ایسا کوئی نہ تھا جو اس کی تعریف کرے

طبقات ابن سعد کے محقق محمد بن صامل السلمی جو مکتبۃ الصدیق –الطائف سے چھپی ہے، اس روایت کے لئے کہتے ہیں

.إسناده ضعيف

معرفۃالصحابۃ از ابو نعیم کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَحْرٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، ثنا بِشْرُ بْنُ مُوسَى، ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ حَسَّانَ، ثنا عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: «اسْتَأْذَنَ مَلَكُ الْقَطْرِ أَنْ يَأْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُذِنَ لَهُ فَقَالَ لِأُمِّ سَلَمَةَ» احْفَظِي عَلَيْنَا الْبَابَ، لَا يَدْخُلَنَّ أَحَدٌ " قَالَ: فَجَاءَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، فَوَثَبَ حَتَّى دَخَلَ، فَجَعَلَ يَقْعُدُ عَلَى مَنْكِبَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ: أَتُحِبُّهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَعَمْ» قَالَ: فَإِنَّ فِي أُمَّتِكَ مَنْ يَقْتُلُهُ، وَإِنْ شِئْتَ أَرَيْتُكَ الْمَكَانَ الَّذِي يُقْتَلُ فِيهِ، قَالَ: فَضَرَبَ بِيَدِهِ، فَأَرَاهُ تُرَابًا أَحْمَرَ، فَأَخَذَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَصَرَّتْهُ فِي طَرَفِ ثَوْبِهَا، قَالَ: كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّهُ يُقْتَلُ بِكَرْبَلَاءَ

عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ کہتا ہے ہم سے ثابت نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بارش کے فرشتے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انے کی اجازت مانگی پس اس کو اجازت دی اس نے ام سلمہ سے کہا کہ دروازہ کی حفاظت کریں کہ کوئی داخل نہ ہو پس حسین آ گئے اور اندر داخل ہوئے اور رسول اللہ کے شانے پر بیٹھ بھی گئے تو فرشتہ بولا کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں رسول اللہ نے کہا ہاں فرشتہ بولا اپ کی امت میں سے کچھ اس کا قتل کر دیں گے اور اگر آپ چاہیں تو اس مکان کو دکھا دوں جہاں یہ قتل ہونگے اس نے ہاتھ پر ضرب لگائی اور سرخ مٹی آپ نے دیکھی جس کو ام سلمہ نے سمیٹ کر اپنے کپڑے میں رکھا کہا ہم سنتے تھے کہ یہ کربلا میں قتل ہونگے

سند میں عُمَارَةُ بْنُ زَاذَانَ ہے جس کو محدثین ضعیف کہتے ہیں الذھبی میزان میں لکھتے ہیں

. قال البخاری: ربما یضطرب فی حدیثہ

. و قال اِحمد: لہ منا کیر

. و قال اِبو حاتم: یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ

. و قال الدار قطنی: ضعیف

. و قال إبو داود: ليس بذاک
. و قال إبو زرعة: لا بأس بہ

البانی نے بھی اس کی روایت کو ضعیف کہا ہے مثلا ایک دوسری روایت پر الصحیحہ ج 5 ص ١٦٦ میں لکھتے ہیں

قلت: وهذا إسناد ضعيف ، عمارة بن زاذان صدوق سيء الحفظ

میں کہتا ہوں اس کی اسناد ضعیف ہیں اس میں عمارۃ بن زاذان ہے جو صدوق برے حافظہ والا ہے

اس مخصوص کربلا والی روایت کو البانی الصحیحہ میں ذکر کرتے ہیں

قلت: ورجاله ثقات غير عمارة هذا قال الحافظ: " صدوق كثير الخطأ ". وقال الهيثمي: " رواه أحمد وأبو يعلى والبزار والطبراني بأسانيد وفيها عمارة بن زاذان وثقه جماعة وفيه ضعف وبقية رجال أبي يعلى رجال الصحيح

میں کہتا ہوں اس کے رجال ثقہ ہیں سوائے عمارہ کے ابن حجر کہتے ہیں صدوق ہے غلطیاں کرتا ہے اور ہیثمی کہتے ہیں اس کو امام احمد ابو یعلی البزار اور الطبرانی نے جن اسانید سے روایت کیا ہے ان میں عمارہ ہے جن کو ایک جماعت نے ثقہ کہا ہے اور اس میں کمزوری ہے اور باقی رجال ابی یعلی کے رجال ہیں

البانی مبہم انداز میں اس کو رد کر رہے ہیں لیکن التعليقات الحسان على صحيح ابن حبان وتمييز سقيمه من صحيحه، وشاذه من محفوظه میں کھل کر اس روایت کی تعلیق میں لکھتے ہیں صحيح لغيره جبکہ دوسری تمام روایات کا ضعیف ہونا اوپر واضح کیا گیا ہے لہذا یہ صحیح الغیرہ نہیں ضعیف ہے

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اوپر دی تمام احادیث ضعیف ہیں کیونکہ ان کی وفات حسین کی شہادت سے پہلے ہو گئی تھی

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الأَحْمَرُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَزِينٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي سَلْمَى، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَعْنِي فِي المَنَامِ، وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ: مَا لَكَ يَا رَسُولَ ، قَالَ: "شَهِدْتُ قَتْلَ الحُسَيْنِ آنِفًا" هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ

سلمی سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے رونے کا سبب پوچھا اور کہا: کس شے نے آپ کو گریہ وزاری میں مبتلا کر دیا ہے؟ آپ نے کہا: میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے. کا سر اور ریش مبارک گرد آلود تھی. میں نے عرض کی، یا رسول، آپ کی کیسی حالت بنی ہوئی ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا: میں نے ابھی ابھی حسین کو شہید ہوتے ہوئے دیکھا ہے

ترمذی اور مستدرک الحاکم میں یہ روایت نقل ہوئی ہے

اس کی سند میں سَلْمَى الْبَكْرِيَّة ہیں

تحفۃ الأحوذی بشرح جامع الترمذی میں مبارکپوری لکھتے ہیں

هَذَا الْحَدِيثُ ضَعِيفٌ لِجَهَالَةِ سَلْمَى سَلمیٰ کے مجہول ہونے کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے

کتاب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح کے مطابق

وَمَاتَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ اور ام سلمہ کی وفات ۵۹ ھ میں ہوئی

تاریخ کے مطابق حسین کی شہادت سن ٦١ ہجری میں ہوئی

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات

ایک رافضی لکھتے ہیں

اب مستند روایات تو یہ کہہ رہی ہے کہ بی بی ام سلمہ اس وقت موجود تھیں، اور یہ ناصبی یہ ڈھول پیٹ رہے ہیں کہ جناب وہ تو پہلے انتقال کر چکی تھیں

ڈھول ہم ہی نہیں شیعان بھی پیٹ رہے ہیں دیکھیں اور وجد میں آئیں

المعارف از ابن قتیبہ کے مطابق

وتوفيت «أم سلمة» سنة تسع وخمسين، بعد «عائشة» بسنة وأيام.

ام سلمہ کی وفات سن ۵۹ ھ میں عائشہ کے ایک سال بعد یا کچھ دن بعد وفات ہوئی

کتاب جمل من أنساب الأشراف از أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البَلَاذُري (المتوفى: 279هـ) کے مطابق

وتوفيت أم سلمة فِي شوال سنة تسع وخمسين، ودفنت بالبقيع

ام سلمہ کی وفات شوال ۵۹ ھ میں ہوئی اور بقیع میں دفن ہوئیں

طبقات ابن سعد کے مطابق واقدی کہتا ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۵۹ ھ ہے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی جو خود حسین سے پہلے انتقال کر گئے تھے -

ابن قتیبہ واقدی اور البَلاذُري کے لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا میلان شیعیت کی طرف تھا- حسن اتفاق ہے ان سب کا ام سلمہ کی وفات پر اجماع ہے کہ وہ ۵۹ ھ میں حسین سے پہلے وفات پا چکی ہیں

کتاب تلقیح فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر از ابن جوزی کے مطابق
فَتزَوج رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم أم سَلمَة فِي لَيَال بَقينَ من شَوَّال سنة أَربع وَتوفيت سنة تسع وَخمسين وَقيل سنة ثِنْتَيْنِ وَستِّينَ وَالْأول أصح

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا سن 4 ھ میں شوال میں کچھ راتیں کم اور ام سلمہ کی وفات سن ۵۹ ھ میں ہوئی اور کہا جاتا ہے سن ٦٢ ھ میں اور پہلا قول صحیح ہے

ابن حبان ثقات میں کہتے ہیں
وَمَاتَتْ اِم سَلَمَة سنة تسع وَخمسين ام سلمہ ۵۹ ھ میں وفات ہوئی

الباجی کہتے ہیں کتاب التعدیل والتجریح , لمن خرج لہ البخاری فی الجامع الصحیح
توفيت فِي شَوَّال سنة تسع وَخمسين فصلى عَلَيْهَا أَبُو هُرَيْرَ

ان کی وفات شوال سن ۵۹ ھ میں ہوئی ابو ہریرہ نے نماز پڑھائی

ابن اثیر الکامل میں لکھتے ہیں

وَمَاتَتْ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ، وَقِيلَ: بَعْدَ قَتْلِ الْحُسَيْنِ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

اور ام سلمہ کی وفات سن ۵۹ ھ میں ہوئی اور کہا جاتا ہے حسین کے قتل کے بعد ہوئی

ابن کثیر البدایۃ والنہایۃ میں لکھتے ہیں

وَمَاتَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ

البیہقی نے روایت کیا ہے کہ ام سلمہ کی وفات ذیقعدہ سن ۵۹ ھ میں ہوئی

اسی کتاب میں ابن کثیر لکھتے ہیں

.قَالَ الْوَاقِدِيُّ: تُوُفِّيَتْ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ وَصَلَّى عَلَيْهَا أَبُو هُرَيْرَةَ

.وَقَالَ ابْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ: تُوُفِّيَتْ فِي أَيَّامِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ

.قُلْتُ: وَالْأَحَادِيثُ الْمُتَقَدِّمَةُ فِي مَقْتَلِ الْحُسَيْنِ تَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا عَاشَتْ إِلَى مَا بَعْدَ مَقْتَلِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

واقدی کہتا ہے ام سلمہ کی وفات سن ۵۹ ھ میں ہوئی ابو ہریرہ نے نماز پڑھائی

ابن ابی خیثمہ کہتا ہے ان کی وفات یزید کے دور میں ہوئی

میں کہتا ہوں اور شروع کی احادیث جو مقتل حسین کے بارے میں ہیں ان سے دلالت ہوتی ہے کہ یہ ان کے قتل کے بعد بھی زندہ رہیں

قارئین آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ام سلمہ کی وفات کے حوالے سے موقف ان روایات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے بدلا گیا جبکہ یہ خود تاریخ کے مطابق غلط ہیں

الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: تُوُفِّيَتْ سَنَةَ تِسْعٍ وَخَمْسِينَ، وَهُوَ غَلَطٌ، لِأَنَّ فِي «صَحِيحِ مُسْلِمٍ» أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ صَفْوَانَ دَخَلَ عَلَيْهَا فِي خِلافَةِ يَزِيدَ

اور بعض نے کہاان کی وفات سن ۵۹ ھ میں ہوئی اور یہ غلط ہے کیونکہ صحیح مسلم میں ہے کہ عبداللہ بن صفوان ان کے پاس داخل ہوا یزید کی خلافت کے دور میں

اسی کتاب میں [حَوَادِثُ] سَنة تسع و خمسین میں الذھبی لکھتے ہیں

وَيُقَالُ: توفيت فِيهَا أم سلمة، وتأتي سَنَة إحدى وستين

اور کہا جاتا ہے کہ اس میں ام سلمہ کی وفات ہوئی اور آگے آئے گا کہ سن ٦١ ھ میں ہوئی

یہ الذھبی کی غلطی ہے صحیح مسلم کی معلول روایت میں ہے کہ راویوں نے ان سے ابن زبیر کے دور میں پوچھا جو ٦٤ ھ سے شروع ہوتا ہے

ایک رافضی جھوٹ کھلتا دیکھ کر اس قدر گھبرا کر لکھتے ہیں

اب یہ مستند روایت بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ بی بی ام سلمہ امام حسین کی شہادت کے وقت موجود تھیں۔ کسی کو اگر اس پر اعتراض ہے، تو اسے کوئی مستند روایت پیش کرنی ہوگی جو یہ ثابت کر سکے کہ ان کا اس وقت انتقال ہو چکا تھا۔ صرف مولویوں کی رائے پیش کرنے کا کوئی فائدہ نہیں

لیکن خود اوپر دی گئی احادیث کی تصحیح کے لئے خود مولویوں شیخ شعیب الارناؤط، احمد شاکر، البانی کے اقوال پیش کرتے ہیں

ابن قتیبہ واقدی اور البَلَاذُری کے لئے کہا جاتا ہے کہ ان کا میلان شیعیت کی طرف تھا- ہماری نہیں تو اپنے شیعوں کی ہی مان لیں- خیر ان کے لینے اور دینے کے باٹ الگ الگ ہیں- خود ہی غور کریں اور عقل سلیم استعمال کریں- ام سلمہ خواب میں دیکھتی ہیں یا جن بتاتا ہے- کتنے راوی ان کی حالت نیند میں ان کے پاس ہی بیٹھے ہیں! ام المومنین پر جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی مار- ام المومنین کی خواب گاہ میں یہ منحوس داخل کیسے ہوئے؟

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا شُرَحْبِيلُ بْنُ مُدْرِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُجَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَارَ مَعَ عَلِيٍّ، وَكَانَ صَاحِبَ مِطْهَرَتِهِ، فَلَمَّا حَاذَى نِينَوَى وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى صِفِّينَ، فَنَادَى عَلِيٌّ: اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللهِ، اصْبِرْ أَبَا عَبْدِ اللهِ، بِشَطِّ الْفُرَاتِ قُلْتُ: وَمَاذَا قَالَ؟، دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ، قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ، أَغْضَبَكَ أَحَدٌ، مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيضَانِ؟ قَالَ: " بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ قَبْلُ، فَحَدَّثَنِي أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ " قَالَ: فَقَالَ: " هَلْ لَكَ إِلَى أَنْ أُشِمَّكَ مِنْ تُرْبَتِهِ؟ " قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ. فَمَدَّ (1) يَدَهُ، فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا، فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ أَنْ فَاضَتَا

سند میں عبد اللہ بن نجی مجھول ہے
اور ابن معین کہتے ہیں اس کا سماع علی سے نہیں ہے
سیوطی کی کتاب الخصائص الکبری میں ہے
وأخرج أبو نعیم عن یحیٰی الحضرمی إنه سافر مع علی إلی صفین فلما حاذی نینوی نادی صبر إیا عبد اللہ بشط الفرات قلت ماذا قال إن النبی { صلی اللہ علیه وسلم } قال حدثنی جبریل إن الحسین یقتل بشط الفرات وإرانی قبضة من تربته

اس کی سند میں يَحْيَى بْنُ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ الْحَضْرَمِيُّ الْكُوفِيُّ ہے جو متروک ہے

قارئین آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ تمام روایات ضعیف ہیں –اسناد دین ہیں لہٰذا محدثین کی جرح کو قبول کرنا چاہیے -نہ کہ محبوب راویوں کو بچانے کے چکر میں تاریخ کو ہی مسخ کر دیا جائے

بہت سے محققین نے ان روایات کو صحیح کہا ہے مثلا البانی صاحب اور صرف ثقاہت کے الفاظ نقل کیے ہیں اس صورت میں یہ روایات صحیح سمجھی جاتی ہیں لیکن اس قدر جھوٹ آپ دیکھ سکتے ہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سو رہی ہیں، راوی ان کے پاس بیٹھے ہیں، ان کو جن بتاتے ہیں، وہ خواب میں دیکھتی ہیں وغیرہ وغیرہ- یہ راوی حسین کے ساتھ کوفہ کیوں نہ گئے کیا امام وقت کی مدد ان پر فرض نہ تھی؟

عیسائی عقیدہ رکھتے ہیں کہ عیسیٰ انسانیت کے گناہوں کی وجہ سے جان بوجھ کر سولی چڑھا کچھ اسی نوعیت کا عقیدہ ان راویوں نے بھی پیش کیا ہے کہ حسین کو خبر تھی وہ کوفہ میں قتل ہونگے اور وہ خود وہاں چل کر گئے-ظاہر ہے اسلام میں خود کشی حرام ہے اور اس بات کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کربلا میں شہادت کی خبر دے دی تھی اور وہ اس کو جانتے ہوئے بھی وہاں گئے

بلکہ ان سب خبروں کے باوجود علی نے مدینہ چھوڑ کر کربلا کے پاس جا کر اپنا دار الخلافہ بنایا

الکافی کی روایت ہے

الكليني، عن علي، عن أبيه، عن ابن محبوب، عن عبد الله بن سنان قال سمعت أبا عبد – 7 [5115] الله (عليه السلام) يقول: ثلاث هن فخر المؤمن وزينة في الدنيا والآخرة: الصلاة في الليل ويأسه مما في أيدي الناس وولايته الامام من آل محمد (صلى الله عليه وآله وسلم). قال: وثلاثة هم شرار الخلق ابتلى بهم خيار

الخلق: أبو سفيان أحدهم قاتل رسول الله (صلى الله عليه وآله وسلم) وعاداه ومعاوية قاتل عليا (عليه السلام) وعاداه ويزيد بن معاوية لعنه الله قاتل الحسين بن علي (عليهما السلام) وعاداه حتى قتله

امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تین چیزیں مومن کے لیے دنیا وآخرت میں زینت ہیں: رات کو نماز پڑھنا، جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے، اس سے دوری رکھنا، اور اہل بیت کے امام کی ولایت۔ اور تین ایسے شریر ترین لوگ ہیں کہ جن سے سب سے بہترین لوگوں کا ابتلا/آزمائش میں ڈالا گیا: ابو سفیان کے جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی اور دشمنی رکھی، معاویہ کہ جس نے علی سے جنگ کی، اور دشمنی رکھی، اور یزید جس پر اللہ کی لعنت ہو، حسین سے لڑا، ان سے دشمنی رکھی حتی کہ قتل کر دیا

اس روایت کے راوی عبد اللہ بن سنان بن طریف کے لئے النجاشی لکھتے ہیں

عبد الله بن سنان بن طريف – 9

قال النجاشي : " عبد الله بن سنان بن طريف مولى بني هاشم ، يقال مولى بني أبي طالب ، ويقال مولى بني العباس . كان خازنا للمنصور والمهدي والهادي والرشيد ، كوفي ، ثقة ، من أصحابنا ، جليل لا يطعن عليه في شئ ، روى عن أبي عبد الله (عليه السلام) ، وقيل روى عن أبي الحسن موسى ، وليس بثبت . له كتاب الصلاة الذي يعرف بعمل يوم وليلة ، وكتاب الصلاة الكبير ، وكتاب في سائر الأبواب من الحلال والحرام، روى هذه الكتب عنه جماعات من إصحابنا لعظمه في الطائفة، وثقته وجلالته .

عبد اللہ بن سنان بن طریف مولی بنی ہاشم بنی ابی طالب کے آزاد کردہ غلام ہیں اور کہا جاتا ہے بنو عباس کے آزاد کردہ غلام تھے اور یہ عباسی خلیفہ المنصور کے المہدی کے الہادی کے اور الرشید کے خزانچی تھے کوفی اور ثقہ تھے قابل قدر

ہمارے اصحاب میں سے کسی نے ان کو برانہ کہا عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ ابی حسن موسی سے اور یہ ثابت نہیں ہے ان کی ایک کتاب الصلاہ ہے جو دن ورات کے عمل کے لئے جانی جاتی ہے اور کتاب الصلاہ کبیر ہے

عبد اللہ بن سنان نے چار خلفاء کے لئے کام کیا لیکن اس نام کے شخص کا تاریخ میں ذکر نہیں ملتا لیکن شیعہ روایات ایسی ہی ہیں- المنصور کا دور ۱۳۶ ہجری سے شروع ہوتا ہے اور ہارون الرشید کا دور ۱۹۲ ہجری پر ختم ہوتا ہے- جو شخص چار خلفاء کے لئے ایک اہم عہدے پر ہو اور اس کا ذکر تاریخ میں نہ ہو تو اس کو کیا کہا جائے- اثنا عشری شیعوں کا کہنا ہے کہ بنو عبّاس ان پر ظلم کرتے تھے لیکن یہاں تو خود ان کے مطابق عبد اللہ بن سنان ان کے خزانچی تھے جو الکافی کے راوی ہیں؟

قتل حسین پر آسمانی تغیرات کی خبریں

شیعہ کتاب الأمالی۔الشیخ الطوسی۔ص 330 میں ہے

أخبرنا ابن خشيش ، قال : أخبرنا الحسين بن الحسن ، قال : حدثنا محمد بن دليل ، قال : حدثنا علي بن سهل ، قال : حدثنا مؤمل ، عن حماد بن سلمة عن عمار بن أبي عمار ، قال : أمطرت السماء يوم قتل الحسين (عليه السلام) دما عبيط

شیخ الطوسی روایت کرتے ہیں کہ عمار بن ابی عمار کہتا ہے کہ قتل حسین کے دن آسمان سے تازہ خون کی بارش ہوئی

خون کی بارش کا ذکر اہل سنت کی صحاح ستہ کی کسی کتاب میں نہیں ہے عمار بن ابی عمار کی یہ قصہ گوئی ہے

عمار بن ابی عمار تو مدینہ میں تھا خون کی بارش ساری دنیا میں ہوئی؟ کہاں کہاں ہوئی؟ کس کس نے بیان کیا

مدینہ کا کوئی اور شخص اس کو نقل نہیں کرتا اگر کوفہ میں ہوئی تو اس کا فائدہ اس سے تو تمام شواہد مٹ گئے۔ کس نے قتل کیا؟ خون جب ہر طرف ہو گا تو مقتل کا نشان باقی نہ رہا۔ اتنا اہم ماحولیاتی تغیر اور اس خون سے جو فقہی مسائل پیدا ہوئے اور پینے کا پانی قابل استعمال نہ رہا اس پر کتب خاموش ہیں

لیکن لوگوں کو قصے پسند ہیں سن رہے ہیں اور قبول کر رہے ہیں

کتاب مرآۃ الزمان فی تواریخ الأعیان میں سبط ابن الجوزی لکھتے ہیں

أبو الفرج [ابن] الجوزي : لما كان الغضبان يحمرُّ وجهه، فيتبيّن بالحُمرة تأثيرُ غضبه، والحقّ سبحانه ليس بجسم، أظهر تأثير غضبه بحمرة الأفق حين قُتل الحسينُ – عليه السلام –

جس طرح غصے سے چہرہ سرخ ہو جاتا ہے ... پس حق سبحانہ جسم تو نہیں لیکن اس نے اپنے غصے کا اظہار آسمان کو سرخ کر کے کیا

راقم کہتا ہے یہ جاہلوں کا قول ہے – آسمانی تغیرات ہوتے رہتے ہیں

امام ذھبی اپنی کتاب سیر اِعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ

المَدَائِنِيُّ: عَنْ عَلِيِّ بنِ مُدْرِكٍ، عَنْ جَدِّهِ الأَسْوَدِ بنِ قَيْسٍ، قَالَ احْمَرَّتْ آفَاقُ السَّمَاءِ بَعْدَ قَتْلِ الحُسَيْنِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ تُرَى كَالدَّمِ

امام ذھبی نے یہاں المَدَائِنِيُّ سے نقل کیا ہے

اور المزی اپنی کتاب تہذیب الکمال فی اِسماء الرجال میں بھی لائے ہیں

وَقَال علي بْن مُحَمَّد المدائني، عَن عَلِيّ بْن مدرك، عن جده الأسود بْن قيس: أحمرت آفاق السماء بعد قتل الحسين بستة أشهر، نرى ذلك في آفاق السماء كأنها الدم. قال: فحدثت بذلك شَرِيكا، فقال لي: ما أنت من الأسود؟ ، قلت: هو جدي أَبُو أمي قال: أم والله إن كَانَ لصدوق الحديث، عظيم الأمانة، مكرما للضيف

علی بن مدرک نے اپنے نانا اسود سے روایت کیا کہ آسمان کا افق قتل حسین کے بعد چھ مہینوں تک سرخ رہا آسمان ایسا لگتا کہ گویا خون ہو کہا اس کا ذکر شریک سے کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا تم تو اسود نہیں ہو؟ میں نے کہا وہ میرے نانا تھے کہا واللہ اگر یہ حدیث میں سچے تھے تو یہ عظیم امانت ہے کمزور کی تکریم ہے

راقم کہتا ہے علی بن مدرک کے نانا جان مجھول ہیں – اغلبًا آسمان کسی دم دار ستارے کے جانے سے ایسا لگا

کتاب تاریخ اسلام از الذھبی میں ہے

وقال جرير بن عبد الحميد ، عن زيد بن أبي زياد قال : قتل الحسين ولي أربع عشرة سنة ، وصار الورس الذي في عسكرهم رمادا ، واحمرت آفاق السماء ، ونحروا ناقة في عسكرهم ، وكانوا يرون في لحمها النيران

زید بن إبي زیاد نے کہا حسین کے قتل پر ۱۴ سال ہوئے اور ... اور آسمان سرخ ہوا اور حسین کے لشکر میں اونٹ کو ذبح کیا گیا تو اس کا خون اور آسمان کا رنگ ایک تھا

اغلبًا یہ یزید بن إبي زیاد ہے جو ضعیف ہے – اسی سے جریر بن عبد الحمید نے روایت لی ہے

زید بن إبي زیاد مجھول ہے

الثقات لابن حبان میں ایک روایت ہے

ثنا بن قتيبة بعسقلان قال ثنا العباس بن إسماعيل مولى بنى هاشم قال ثنا مسلم بن إبراهيم قال حدثتنا أم شوق العبدية قالت حدثني نضرة الأزدية قالت لما قتل الحسين بن علي مطرت السماء دما فأصبح جرارنا وكل شئ لنا ملأى دما

نضرۃ الأزدیۃ نے کہا جب حسین کا قتل ہوا آسمان سے خون کی بارش ہوئی .. اور ہر چیز میں خون مل گیا

إم شوق العبدیۃ اور ان کی باجی نضرۃ الأزدیۃ دونوں مجھول ہیں

تاریخ الاسلام از الذھبی میں ہے

وَرَوَى أَبُو شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ، عَنْ عِيسَى بْنِ الْحَارِثِ الْكِنْدِيِّ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ مَكَثْنَا أَيَّامًا سَبْعَةً، إِذَا صَلَّيْنَا الْعَصْرَ نَظَرْنَا إِلَى الشَّمْسِ عَلَى أَطْرَافِ الْحِيطَانِ، كَأَنَّهَا الْمَلَاحِفُ الْمُعَصْفَرَةُ، وَبَصَرْنَا إِلَى الْكَوَاكِبِ، يَضْرِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا 1

عِيسَى بْنِ الْحَارِثِ الْكِنْدِيِّ نے کہا جب حسین کا قتل ہوا سات دن گزرے جب ہم عصر پڑھتے اور سورج کو دیکھتے تو اس کے اس پاس ہم کو پیلا ہی لگتی اور ہم پر تارے گزرے جو ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے

راقم کہتا ہے یہ دم دار ستارے تھے جو آج بھی گرتے نظر اتے ہیں اس کا کسی کے قتل سے کوئی تعلق نہیں

صحیح حدیث میں ہے سورج و چاند کو گرہن کسی کی موت پر نہیں لگتا

یعنی کسی کی موت پر کوئی آفاقی تبدیلی نہیں ہوتی

بہر حال یہ روایات مجہولین کی اسناد سے ہیں –امام ذھبی اور ابن حبان نے اپنی ان کتابوں میں مجہولین سے بھی روایت لی ہے-ابن حبان مجہول کو بھی ثقہ کہتے تھے جس کی بنا پر ان کی جانب سے کی گئی ثقاہت پر شبہہ رہا ہے اور اس پر علم حدیث کی کتب دیکھ سکتے ہیں

طبرانی میں روایت 2838 ہے

حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي قَيْسٍ الْبُخَارِيُّ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي قَبِيلٍ، قَالَ: «لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ كَسْفَةً حَتَّى بَدَتِ الْكَوَاكِبُ نِصْفَ النَّهَارِ، حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهَا هِيَ»

ابو قبیل نے کہا جب حسین کا قتل ہوا تو سورج کو گرہن لگ گیا یہاں تک کہ ستارے دوپہر میں نظر آ گئے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ یہ اسی وجہ سے ہے

اس میں قیس شیخ طبرانی مجہول ہے اور ابن لہیعہ ضعیف ہے

امریکی خلائی ادارہ ناسا نے دنیا کی کتب میں ذکر کردہ تمام کسوف کی لسٹ بنا دی ہے – سن ٦٨٠ ع میں ہونے والے سورج گرہن میں سے کوئی بھی عرب یا عراق میں نہیں دیکھا گیا[18] -
طبرانی میں ہے کہ خلیفہ عبد الملک نے امام زہری سے پوچھا کہ تم کو کیسے پتا چلا حسین شہید ہو گئے ؟ کہا میں بیت المقدس میں تھا اس پر ہر پتھر کے نیچے سے گاڑھا خون نکل رہا تھا
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَرَوِيُّ، أَنَا هُشَيْمٌ، ثنا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ: أَيُّ وَاحِدٍ أَنْتَ إِنْ أَخْبَرْتَنِي أَيُّ عَلَامَةٍ كَانَتْ يَوْمَ قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ؟ قَالَ: قُلْتُ: «لَمْ تُرْفَعْ حَصَاةٌ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ إِلَّا وُجِدَ تَحْتَهَا دَمٌ عَبِيطٌ» . فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: إِنِّي وَإِيَّاكَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ لَقَرِينَانِ

أَبُو مَعْشَرٍ، ضعیف ہے

[18] https://eclipse.gsfc.nasa.gov/SEcat5/SE0601-0700.html

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا يَزِيدُ بْنُ مِهْرَانَ أَبُو خَالِدٍ، ثنا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْهُذَلِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: «لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يُرْفَعْ حَجَرٌ بِبَيْتِ الْمَقْدِسِ إِلَّا وُجِدَ تَحْتَهُ دَمٌ عَبِيطٌ»

أَبِي بَكْرٍ الْهُذَلِيِّ متروک الحدیث ہے

تاریخ دمشق 11/66 پر ابن عساکر کہتے ہیں

أخبرنا أبو القاسم السمرقندي أنا أبو بكر محمد بن هبة الله أنامحمد بن الحسين أنا عبد الله نا يعقوب نا ابن بكير قال قال الليث: وفي سنة اثنتين وثمانين قدم ابن شهاب على عبد الملك

امام الزہری سن ٨٢ ھ میں عبد الملک کے پاس پہنچے اور حسین کی شہادت ٦١ ھ میں ہوئی

وبالإسناد السابق نا يعقوب قال سمعت ابن بكير يقول: مولد ابن شهاب سنة ست وخمسين

امام الزہری سن ٥٦ ھ میں پیدا ہوئے یعنی زہری ٦ سال کے تھے اور یہ مدینہ میں ہی رہے اس کے بعد دمشق گئے۔ لہذا یہ تمام قصہ جھوٹ ہے

راس جالوت کی خبریں

قتل حسین پر یہود بھی نمک مرچ چھڑک رہے تھے –ان کے علماء میں سے ایک حبر راس جالوت کا نام اس حوالے سے لیا جاتا ہے-

المعجم الصغیر لرواۃ الإمام ابن جریر الطبری از إکرم بن محمد زیادۃ الفالوجی الأثری میں ہے

رأس الجالوت، وهو لقب ملك اليهود، وأما صاحب اللقب الذي في هذه الرواية فحبر من أحبار اليهود، رأى علي بن أبي طالب، وعبد الله بن سلام، وغيرهما من الصحابة، وقتله مروان بن محمد، آخر خلفاء بني أمية، في قصة ذكرها أبو الشيخ الأصبهاني في " العظمة " (5/ 1578) وروايته في " التاريخ " في مقتل الحسين بن علي - رضي الله تعالى عنهما -، إحدى الإسرائيليات، وله ذكر في كثير من كتب التراجم والتاريخ

راس الجالوت یہ لقب ہے یہود کے بادشاہ کا یا یہ ان کو کوئی حبر ہے اس نے علی اور عبد اللہ بن سلام کو اور دیگر اصحاب کو دیکھا- اس کا قتل بنو امیہ کے آخری خلفاء مروان بن محمد نے کیا اور اس کا قصہ إبو الشیخ الأصبهانی نے کتاب العظمۃ (1578/5) میں درج کیا ہے اور مقتل حسین میں اس کا ذکر ہے کچھ الإسرائیلیات ہیں اور کتب تاریخ وترجم میں اس کا کثیر ذکر ہے

النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ از إبو المحاسن (المتوفی: 874ھ)- کے مطابق راس جالوت ایک شاعر تھا

طبری نے تاریخ میں ذکر کیا

قَالَ حصين: فلما قتل الْحُسَيْن لبثوا شهرين أو ثلاثة، كأنما تلطخ الحوائط بالدماء ساعة تطلع الشمس حَتَّى ترتفع – قَالَ: وَحَدَّثَنِي العلاء بن أبي عاثة قَالَ: حَدَّثَنِي رأس الجالوت، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا مررت بكربلاء إلا وأنا أركض دابتي حَتَّى أخلف المكان، قَالَ: قلت: لم؟ قَالَ: كنا نتحدث أن ولد نبي مقتول فِي ذَلِكَ المكان، قَالَ: وكنت أخاف أن أكون أنا، فلما قتل الْحُسَيْن قلنا: هَذَا الَّذِي كنا نتحدث قَالَ: وكنت بعد ذَلِكَ إذا مررت بِذَلِكَ المكان أسير وَلا أركض.

حصین نے کہا.... العلاء بن اِبی عاثة نے روایت کیا اس نے راس جالوت سے روایت کیا اس نے باپ سے روایت کیا کہا میں جب کربلاء میں سے (قتل حسین سے قبل) گزرتا تھا تو میں اپنی سواری کے جانور کو ایڑھ لگاتا حتی کہ وہاں سے نکل جاتا - پوچھا ایسا کیوں؟ کہا ہم سے بیان کیا جاتا تھا کہ نبی کا بیٹا یہاں قتل ہو گا اس مقام پر اور خوف ہوا کہ کہیں ہم (یہودی) ہی نہ ہوں - پس جب حسین کا قتل ہو گیا تو ہم نے کہا یہ ہم سے بیان کیا جاتا تھا - اب جب ہم وہاں سے گذرتے ہیں تو آرام و آہستگی سے جاتے ہیں

سند میں العلاء بن اِبی عاثة مجهول ہے اور راس جالوت ایک یہودی عالم تھا

طبرانی کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمَّارُ الْبَصْرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَأْسِ الْجَالُوتِ، قَالَ:

«كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّهُ يُقْتَلُ بِكَرْبَلَاءَ ابْنُ نَبِيٍّ، فَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُهَا رَكَّضْتُ فَرَسِي حَتَّى أَجُوزَ

«عَنْهَا، فَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ جَعَلْتُ أَسِيرُ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى هَيْأَتِي

الْعَلَاءِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ نے اپنے باپ سے اس نے راس جالوت سے روایت کیا کہ ہم نے سنا تھا کہ کربلاء میں نبی کے بیٹے کا قتل ہو گا پس جب ہم یہودی اس میں داخل ہوتے تو اپنے گھوڑے دوڑتے یہاں تک کہ نکل جاتے پھر جب حسین کا قتل ہوا تو سفر میں آسانی ہو گئی

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اس سند کا ذکر کیا ہے اور اس روایت کو منقطع قرار دیا ہے

ويُروَى عَنْ خَالِد، عَنْ حُصَين، عَنِ العَلاَء بن أَبي عائشة، حدَّثني رأس الجالوت ، سَمِعَ

أباه، مُنقَطِعٌ.

طبقات ابن سعد میں ہے

قال: أخبرنا عمرو بن خالد المصري. قال: حدثنا ابن لهيعة. عن أبي الأسود محمد بن عبد الرحمن. قال: لقيني رأس الجالوت. فقال: والله إن بيني وبين داود لسبعين أبا. وإن اليهود لتلقاني فتعظمني. وأنتم ليس بينكم وبين نبيكم إلا أب واحد قتلتم ولده.

محمد بن عبد الرحمان نے کہا مجھ سے راس جالوت ملا اور کہا اللہ کی قسم میرے اور داود علیہ السلام کے درمیان ستر باپ ہیں اور یہود میری تعظیم کرتے ہیں اور تم ہو کہ تمہارے اور تمہارے نبی کے بیچ صرف ایک باپ ہے اور تم نے ان کے بیٹے کا قتل کر ڈالا

سند میں ابن لهيعة ضعیف ہے محمد بن عبد الرحمان مجہول ہے

شیعہ تفسیر نور ثقلین میں ہے علی پر وار راس جالوت کی موجودگی میں کیا گیا تھا

عن جابر الجعفی عن أبی جعفر علیه السلام حدیث طویل یقول في آخره وأسلم رأس الجالوت علی یدعلی علیه السلام من ساعته ، فلم یزل مقیما حتی قتل أمیرالمؤمنین علیه السلام واخذ ابن ملجم لعنه الله فاقبل رأس الجالوت حتی وقف علی الحسن علیه السلام والناس حوله ، وابن ملجم لعنه الله بین یدیه ، فقال له : یا ابا محمد اقتله قتله الله فانی رأیت في الکتب التی انزلت علی موسی علیه السلام ان هذا اعظم عندالله جرما من ابن آدم قاتل اخیه ، ومن القدار عافر ناقة ثمود .

راس جالوت یہ شہادت علی سے چند ساعتوں قبل ایمان لایا تھا اور یہ کھڑا ہی تھا کہ امیر المومنین کا قتل ہوا اور ابن ملجم پر اللہ کی لعنت ہو تو اس کو امام حسن اور راس جالوت کے سامنے لایا گیا اور راس جالوت نے حسن سے کہا اس کو قتل کریں ابو محمد، اللہ نے اس کو قتل کر دیا ہے کیونکہ میں نے اس کتاب میں دیکھا جو موسیٰ پر نازل ہوئی ہے کہ ابن آدم کے بھائی کا اس کو قتل کرنا، اللہ کے نزدیک بہت عظیم جرم ہے

شہدائے کربلاء

ألطف میں قتل ہونے والے

شیعہ کتاب معجم أنصار الحسين – الهاشميّون – الجزء الثالث: دائرة المعارف الحسينية از الدكتور محمّد صادق محمّد الكرباسي کے مطابق الطف یا کربلاء میں بنو ہاشم میں قتل ہونے والوں میں ۵۱ لوگ تھے

١ ـ إبراهيم بن الحسين الهاشمي	ن ٤٢ ـ ٦١ هـ
٢ ـ إبراهيم بن علي الهاشمي	٤٠ ـ ٦١ هـ
٣ ـ أبو بكر بن الحسن الهاشمي	٤٤ ـ ٦١ هـ
٤ ـ أبو بكر بن علي الهاشمي	٣٨ ـ ٦١ هـ
٥ ـ أبو سعيد بن عقيل الهاشمي	١٦ ـ ٦١ هـ
٦ ـ أحمد بن الحسن الهاشمي	٤٤ ـ ٦١ هـ
٧ ـ أحمد بن محمد الهاشمي	ن ٤٤ ـ ٦١ هـ
٨ ـ جعفر الأكبر ابن عقيل الهاشمي	٣٧ ـ ٦١ هـ
٩ ـ جعفر الأكبر ابن علي الهاشمي	٣١ ـ ٦١ هـ.
١٠ ـ جعفر بن الحسن الهاشمي	ن ٤٩ ـ ٦١ هـ.
١١ ـ جعفر بن محمد الهاشمي	٣٩ ـ ٦١ هـ.
١٢ ـ جعفر بن مسلم الهاشمي	ن ٣٥ ـ ٦١ هـ.
١٣ ـ حمزة بن الحسن الهاشمي	ق ٤١ ـ ٦١ هـ.
١٤ ـ سعد بن عبد الرحمان الهاشمي	ن ٥٤ ـ ٦١ هـ.
١٥ ـ سعيد بن عقيل الهاشمي	ن ٤٠ ـ ٦١ هـ.

١٦ ـ العباس الأصغر ابن علي الهاشمي	٤٠ ـ ٦١ هـ.
١٧ ـ العباس الأكبر ابن علي الهاشمي	١٨ ـ ٦١ هـ.
١٨ ـ عبد الرحمان الأكبر ابن عقيل الهاشمي	٣٧ ـ ٦١ هـ.
١٩ ـ عبد اللَّه بن أبي سفيان الهاشمي	ن ٨ ق.هـ ـ ٦١ هـ.
٢٠ ـ عبد الله الأصغر ابن الحسن الهاشمي	٤٩ ـ ٦١ هـ
٢١ ـ عبد الله الأصغر ابن عقيل الهاشمي	٢٧ ـ ٦١ هـ.
٢٢ ـ عبد الله الأصغر ابن علي الهاشمي	٣٧ ـ ٦١ هـ.
٢٣ ـ عبد الله الأكبر ابن الحسن الهاشمي	٢٥ ـ ٦١ هـ.
٢٤ ـ عبد الله الأكبر ابن عقيل الهاشمي	٢٠ ـ ٦١ هـ.
٢٥ ـ عبد الله الأكبر ابن علي الهاشمي	٣٥ ـ ٦١ هـ.
٢٦ ـ عبد الله بن الحسين الهاشمي	٦١ ـ ٦١ هـ.
٢٧ ـ عبد الله بن مسلم الهاشمي	٣٤ ـ ٦١ هـ.
٢٨ ـ عبيد الله بن عبد الله الهاشمي	٢٧ ـ ٦١ هـ.
٢٩ ـ عبيد الله بن مسلم الهاشمي	٤٦ ـ ٦١ هـ.
٣٠ ـ عثمان بن علي الهاشمي	٣٩ ـ ٦١ هـ.
٣١ ـ عقيل بن عبد الرحمان الهاشمي	٥٥ ـ ٦١ هـ.
٣٢ ـ علي الأصغر ابن الحسين الهاشمي	٦٠ ـ ٦١ هـ.
٣٣ ـ علي الأصغر ابن عقيل الهاشمي	٢٢ ـ ٦١ هـ.
٣٤ ـ علي الأكبر ابن الحسين الهاشمي	٣٨ ـ ٦١ هـ.
٣٥ ـ عمر الأصغر ابن علي الهاشمي	٤٠ ـ ٦١ هـ.
٣٦ ـ عون بن جعفر الهاشمي	٣ ـ ٦١ هـ.
٣٧ ـ عون بن عبد الله الهاشمي	٢٥ ـ ٦١ هـ.
٣٨ ـ عون بن عقيل الهاشمي	٥٠ ـ ٦١ هـ.

٣٩ ـ عون بن علي الهاشمي	١٦ ـ ٦١ هـ.
٤٠ ـ القاسم بن الحسن الهاشمي	٤٦ ـ ٦١ هـ.
٤١ ـ القاسم بن العباس الهاشمي	ق ٤٠ ـ ٦١ هـ.
٤٢ ـ محمد بن أبي سعيد الهاشمي	٣٥ ـ ٦١ هـ.
٤٣ ـ محمد الأصغر ابن جعفر الهاشمي	٤ ـ ٦١ هـ.
٤٤ ـ محمد الأصغر ابن علي الهاشمي	٣٨ ـ ٦١ هـ.
٤٥ ـ محمد الأكبر ابن مسلم الهاشمي	٣٣ ـ ٦١ هـ.
٤٦ ـ محمد الأوسط ابن علي الهاشمي	ن ١٢ ـ ٦١ هـ.
٤٧ ـ محمد بن العباس الهاشمي	ب ٣٦ ـ ٦١ هـ.
٤٨ ـ محمد بن عبد الله الأكبر الهاشمي	٢٥ ـ ٦١ هـ. (الطيار)
٤٩ ـ محمد بن عبد الله الأكبر الهاشمي	٣٧ ـ ٦١ هـ. (العقيلي)
٥٠ ـ محمد بن عقيل الهاشمي	٢٠ ـ ٦١ هـ.
٥١ ـ موسى بن عقيل الهاشمي	ن ٣٨ ـ ٦١ هـ.

مقتولين ألطف کے علاوه

کربلاء کے علاوہ کوفہ میں صرف ایک ہاشمی مسلم بن عقیل کا قتل ہوا - باقی ہاشمی افراد کا قتل بعد میں سن ٦٢ یا ٦٣ میں ہوا۔ان کو مقتولین کربلا میں غیر ضروری شامل کیا گیا ہے۔ الكرباسي کی لسٹ ہے

١ ـ إبراهيم بن مسلم الهاشمي	٥٤ ـ ٦٢ هـ (الكوفة ـ المسيب).
٢ ـ محسن بن الحسين الهاشمي	٦١ ـ ٦١ هـ (حلب).
٣ ـ محمد الأصغر ابن مسلم الهاشمي	٥٣ ـ ٦٣ هـ (الكوفة ـ المسيب).
٤ ـ مسلم بن عقيل الهاشمي	ن ٣ ـ ٦٠ هـ (الكوفة).

بچ جانے والے ہاشمی افراد

١ ـ الحسن بن الحسن الهاشمي	٣٩ ـ ٩٢ هـ.
٢ ـ زيد بن الحسن الهاشمي	٢٠ ـ ١٢٠ هـ.
٣ ـ عبد الله الأوسط ابن الحسن الهاشمي	٤٦ ـ ب ٦١ هـ.
٤ ـ عبد الله بن العباس الأكبر الهاشمي	٥٦ ـ ب ٦١ هـ.
٥ ـ عبيد الله بن علي الهاشمي	٣٩ ـ ٦٧ هـ.
٦ ـ عقيل بن محمد الهاشمي	ب ٤٠ ـ ب ٦١ هـ.
٧ ـ علي بن الحسين الهاشمي	٣٣ ـ ٩٢ هـ. (الإمام السجاد).
٨ ـ عمر الأطرف ابن علي الهاشمي	١٣ ـ ٨٨ هـ.
٩ ـ عمرو بن الحسن الهاشمي	٣٧ ـ ب ٦١ هـ.
١٠ ـ القاسم بن عبد الله الهاشمي	ن ٥٠ ـ ب ٦١ هـ.
١١ ـ محمد الأصغر ابن الحسن الهاشمي	٣٧ ـ ب ٦١ هـ.
١٢ ـ محمد بن علي الهاشمي	٥٧ ـ ١١٣ هـ (الإمام الباقر).
١٣ ـ محمد بن عمرو الهاشمي	٤٩ ق ـ ١١٣ هـ.

الکرباسي کے بقول اوپر لسٹ میں یہ بنو ہاشم کے لوگ بچ گئے کیونکہ یہ بچے تھے - آپ سن ٦١ ھ میں ان کی عمروں کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سب کم سن نہیں تھے –جنگ بدر میں معاذ و معوذ موجود تھے - ابن عمر کو اس وقت کم عمری کی وجہ سے شامل نہیں کیا گیا- لیکن یہ سب کم عمر نہیں ہیں - خاص طور پر ال حسن کے بہت سے مرد چچا حسین کے ساتھ نہیں تھے -

خروج حسین میں حسین کے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کے آٹھ بیٹے حسن بن حسن (٢٢ سال کے تھے)، زید بن حسن (٤٠ سال کے تھے)، عمرو بن حسن، طلحہ بن حسن، عبد اللہ بن حسن، جعفر بن حسن، حمزہ بن حسن، عبد الرحمان بن حسن شریک نہ ہوئے - سوتیلے بھائی ابن حنفیّہ تو سرے سے ہی حسین کے اس خروج کے خلاف تھے -

وہ ابن زبیر کی شورش سے بھی دور رہے ان کی بیعت نہ کی اور ابن زبیر کی قید میں رہے — عقیل بن ابی طالب کی وفات بھی کہا جاتا ہے کہ دور یزید میں ہوئی ہے -

حسین کے ساتھ حسن کے تین بیٹے عبد اللہ، قاسم (۱۵ سال)، ابو بکر قتل ہوئے (جمھرہ الانساب از ابن حزم)-

حسین کے قافلہ میں یار دوست (حبیب بن مظاہر اسدی، میثَم تمّار اَسَدی، ہانی بن عروہ بن غزان مرادی، عبد اللہ بن یقطر، مسلم بن عوسجہ اسدی وغیرہ)، ال حسین، اور ال حسن و عقیل کے کچھ افراد تھے - اسی طرح حسین و اہل بیت کے غلام (سلیمان بن رزین وغیرہ) شامل تھے

سیر الاعلام النبلاء از الذھبی میں ہے

قَالَ الحَسَنُ البَصْرِيُّ: أَقْبَلَ مَعَ الحُسَيْنِ سِتَّةَ عَشَرَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ

حسن بصری نے کہا حسین کے ساتھ اہل بیت کے صرف ۱۶ افراد تھے

تاریخ خلیفہ بن خیاط میں ہے

وَحَدَّثنَا الْحسن بْن أَبِي عَمْرو قَالَ سَمِعت فطر بْن خَلِيفَة قَالَ سَمِعت مُنْذر الثَّوْريّ عَن ابْن الْحَنَفِيَّة قَالَ قتل مَعَ الْحُسَيْن بْن عَلِيّ سَبْعَة عشر رجلا كلهم قد ارتكض فِي بطن فَاطِمَة

ابن حنفیّہ نے کہا حسین کے ساتھ بطن فاطمہ میں سے ۱۷ افراد قتل ہوئے

سند میں فطر کٹر شیعہ ہے

سید الشہداء کون کون ؟

مستدرک حاکم میں ہے

حَدَّثَنِي أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بِسْطَامٍ الْمَرْوَزِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ اللَّيْثِ، قَالَا: ثنا رَافِعُ بْنُ أَشْرَسَ الْمَرْوَزِيُّ، ثنا حُفَيْدٌ الصَّفَّارُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّايِغُ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَرَجُلٌ قَالَ إِلَى إِمَامٍ جَائِرٍ فَأَمَرَهُ وَنَهَاهُ فَقَتَلَهُ»

" صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حمزہ سید الشہداء میں سے ہیں- اور وہ شخص جو ظالم حاکم کو حکم دے اور منع کرے تو اس کو قتل کر دیا جائے

بعض کا کہنا ہے کہ یہ حدیث امام حسین پر صادق آتی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے- تلخیص مستدرک میں الذھبی کہتے ہیں الصفار لا یدری من ہو حفید صفار معلوم نہیں کون ہے- یعنی یہ مجہول ہوا- مجمع الزوائد میں اسی روایت پر لکھا ہے

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ شَخْصٌ ضَعِيفٌ اس کی سند میں ضعیف شخص ہے

تاریخ بغداد میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عبد الله بن مهديّ، أخبرنا محمّد بن مخلد العطّار، حدّثنا إبراهيم بن جابر بن عيسى، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ شُجَاعٍ الْمَرْوَزِيُّ،

حَدَّثَنَا حَكِيمُ بْنُ زَيْدٍ- وَقَدْ رَوَى عَنْهُ الشَّيبانيّ- عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «خَيْرُ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةُ، وَرَجُلٌ قَامَ فَأَمَرَ وَنَهَى فَقُتِلَ عَلَى ذَلِكَ

إبراہیم بن میمون المروزی الصائغ نے عطاء ابن إبي رباح سے روایت کیا انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر شہداء میں حمزہ ہیں پھر وہ جو آدمی کھڑا ہوا اس کو حکم کیا جائے روکا جائے اور اس کا اس پر قتل ہو جائے

البانی اس سند کو الصحیحہ میں ذکر کر کے کہتے ہیں

أخرجه الخطيب في " تاريخ بغداد " (6 / 377، 11 / 302) من طريق عمار بن نصر

.وأحمد بن شجاع المروزي عن حكيم بن زيد الأشعري عنه به

:ورجاله كلهم ثقات غير حكيم هذا فأورده الذهبي ثم العسقلاني وقالا

عن أبي إسحاق السبيعي، قال الأزدي فيه نظر "

: (205 - 204 / 2 / 1) وفاتهما ترجمة ابن أبي حاتم إياه بقوله

روى عن أبي إسحاق الهمداني وإبراهيم الصائغ. روى عنه أبو تميلة وعبد الله "

:ابن محمد بن الربيع العائذي الكرماني سمعت أبي يقول ذلك. وسألته عنه؟ فقال

.". صالح، هو شيخ

قلت: وهذه ترجمة هامة، وبالوقوف عليهما اطمأن القلب لثبوت الحديث، فاقتضى

.ذلك إيراده في هذه السلسلة، والحمد لله على توفيقه وفضله

خطیب نے اس کی تخرج کی ہے تاریخ بغداد میں عمار کے طرق سے اور احمد بن شجاع سے اس نے حکیم بن زید سے روایت کیا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں سوائے حکیم کے جس کو الذھبی اور پھر ابن حجر اپنے کتب میں لائے ہیں اور کہا ہے ابو اسحاق سے روایت کرتا ہے اور ازدی نے کہا اس پر نظر ہے ... اور اس کا ترجمہ ابن ابی حاتم نے بھی بنایا ہے کہ یہ ابو اسحاق سے روایت کرتا ہے اور ابراہیم الصائغ سے اور اس سے إبو ثميلة اور عبد اللہ نے روایت کیا ہے ... اس پر ابن ابی حاتم نے باپ سے سوال کیا تو فرمایا صالح شیخ ہے- میں البانی کہتا ہوں یہ ترجمہ نتیجہ خیز ہے اور اس سے اطمینان قلب ہوا کہ حدیث پایہ ثبوت تک پہنچی اس یہ تقاضہ کرتا ہے کہ اس روایت کو اس سلسلہ احادیث الصحیحہ میں شامل کیا جائے

راقم کہتا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے- اول محدثین راوی کو بعض اوقات شیخ منکر الحدیث بھی کہتے ہیں، وہ شیخ مضطرب الحدیث بھی کہتے ہیں- صرف شیخ کہنا راوی تعدیل نہیں ہے- اب صالح کا مطلب ہے کہ اس کی روایت فی نفسہ صحیح نہیں ہے الا یہ کہ اس کا صحیح سند شواہد و متابعت مل جائے- شرح علل ترمذی میں ابن رجب کا قول ہے

والشيوخ في اصطلاح أهل العلم عبارة عمن دون الأئمة والحفاظ، وقد يكون فيهم الثقة وغيره

اور شیخ یہ اہل علم کی اصطلاح ہے ان راویوں کے لئے جو ائمہ یا حفاظ نہ ہوں اور یہ ثقہ یا اس کے علاوہ ہو سکتے ہیں

اب یہاں ابو حاتم کا مقصد یہی کہنا ہے کہ اس کی روایت اس صورت صحیح تسلیم ہو گی جب اس کی متابعت معلوم ہوا- لیکن البانی نے اعتراف کیا ہے کہ سوائے اس طرق کے کوئی اور صحیح نہیں ہے لہذا راقم کہتا ہے یہ سند لائق التفات نہیں ہے- ازدی نے اس راوی کو فیہ نظر کہہ کر جرح کی ہے اور تاریخ بغداد کی جس سند کو البانی نے صحیح کہا ہے اس میں إبراهيم بن ميمون الصائغ المروزي بھی ہے جس پر ابو حاتم نے کہا و قال إبو حاتم لا يحتج به اس سے دلیل مت لینا- معلوم ہوا کہ یہ سند ابو حاتم کے نزدیک صحیح کے درجہ کی نہیں- افسوس جن پر تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

دربار ابن زیاد میں حسین کے سر کی آمد

قتل حسین کے بعد ابو مخنف متروک کی سند سے طبری نے لکھا ہے

ووقع رأسُه في الأرض ونَفر الفرس سر کو زمین پر ڈال کر اس پر گھوڑے دوڑائے گئے

معلوم ہوا کہ سر کا مثلہ کر دیا گیا اور وہ نا قابل شناخت ہو گیا ہو گا۔ مودودی نے اس متروک الحدیث کا قول قبول کرتے ہوئے خلافت و ملوکیت میں لکھا ہے

اس کے بعد تو یہ ایک مستقل طریقہ ہی بن گیا کہ جن لوگوں کو سیاسی انتقام کی بنا پر قتل کیا جائے اُن کے مرنے کے بعد ان کی لاشوں کو بھی معاف نہ کیا جائے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر کاٹ کر کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق لے جایا گیا، اور اُن کی لاش پر گھوڑے دوڑا کر اُسے روندا گیا۔[۳۷]

صحیح سند سے معلوم ہے کہ ایسا بالکل نہیں ہوا۔ سر مکمل صحیح رہا اور اس پر نقش واضح تھے۔ صحیح میں ذکر ہے کہ کوفہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عبید اللہ ابن زیاد کے ہاں تھے اور تمام خبریں مل رہی تھیں یہاں تک کہ صحیح بخاری کے مطابق حسین کا سر وہاں آتا ہے اور ابن زیاد حسین کی تعریف کرتا ہے[19]۔ کوئی باغی کتنا ہی خوبصورت ہو اس کی

19
تاریخ طبری میں ابو مخنف متروک کی سند سے ہے

وحمل عَلَيْهِ فِي تِلْكَ الحال سنان بن أنس بن عَمْرو النخعي فطعنه بالرمح فوقع
سنان بن أنس بن عَمْرو النخعي نے نیزے پر راس الحسین اٹھایا ہوا تھا

تعریف نہیں کی جاتی اور انس بن مالک کی موجودگی بتا رہی ہے کہ خلاف حکم حسین کا قتل ہوا کیونکہ وہ بھی کوئی تبصرہ نہیں کرتے

صحیح البخاری: کِتَاب فَضَائِلِ إِصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ (بَاب مَنَاقِبِ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ) صحیح بخاری: کتاب: نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی فضیلت (باب: حضرت حسن اور حسینؓ کے فضائل)

3748

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ . مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أُتِيَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَام فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا فَقَالَ أَنَسٌ كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ

بعض رافضیوں کا قول ہے کہ یہ انس بن مالک کا بیٹا ہے جبکہ یہ درست نہیں ہے -
مختار ثقفی نے سنان بن انس کا بھی پیچھا کیا لیکن سنان بصرہ بھاگ گیا - تاریخ طبری میں ہے

وطلب المختار سنان بن أنس الَّذي كان يدّعى قَتْلَ الحسين، فوَجده قد هَرَب إلى البَصرة
بحار الانوار از مجسلی میں ہے
فقطع أنامله ثم يديه ورجليه، وأغلى زيتا في قدر ورماه فيها
اس کی انگلیاں کاٹیں پھر ہاتھ پھر پیر پھر اس کو جلتے ہوئے تیل میں ڈالا
ابن معین کا قول ہے کہ سنان قاتلین حسین میں سے ہے
قال ابن معين : شريك بن عبدالله بن سنان بن أنس النخعي ، جده قاتل الحسين

شریک کو البتہ شیعہ کہا جاتا ہے ذكره ابن قتيبة والذهبي في رجال الشيعة.

مجھ سے محمد بن حسین بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے حسین بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے محمد نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک عبید اللہ بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھ دیا گیا تو وہ اس پر لکڑی سے مارنے لگا اور آپ کے حسن اور خوبصورتی کے بارے میں بھی کچھ کہا (کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ نہیں دیکھا) اس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ انہوں نے وسمہ کا خضاب استعمال کرر کھا تھا۔ روایت میں ہے ابن زیاد چھڑی سے فَجَعَلَ يَنْكُتُ کر رہا تھا۔ینکت کہتے ہیں سوچ کے عالم میں تنکے سے لکیر زمین پر بنانا۔ لغت مشارق الانوار علی صحاح الآثار از عیاض بن موسى بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، ابو الفضل (المتوفى: 544ھ-) کے مطابق

قَوْله فَجعل ينكت بهَا بِضَم الْكَاف وَآخره تَاء بِاثْنَتَيْنِ فَوْقهَا أَي يُؤثر بهَا فِي الأَرْض نكت فِي الأَرْض إِذا أثر بهَا بقضيب أَو نَحوه وَمثله قَوْله فِي الحَدِيث الآخر فينكتون بالحصا أَي يضْربُونَ بِهِ كَمَا يفعل المتفكر المهتم

قول کہ فَجعل ينكت .... یعنی آثار زمین پر بنانے لگا...اور اسی طرح حدیث میں ہے

النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر از ابن اثیر کے مطابق

نکت کا مطلب ہے أَيْ يُفَكِّر ويُحدِّث نفسَه. تفکر کرنا اور خود کلامی کرنا

یعنی ابن زیاد سوچ میں پڑ گیا کہ اب امت میں کیا ہو گا

الکافی از کلینی کی روایت ہے

علي بن محمد، عن عبدالله بن محمد بن خالد قال: حدثني منذر بن محمد بن قابوس، عن منصور بن السندي، عن أبي داود المسترق، عن ثعلبة بن ميمون، عن مالك الجهني، عن الحارث بن المغيرة، عن الاصبغ بن نباتة قال: أتيت أمير المؤمنين عليه السلام فوجدته متفكرا ينكت في الارض، فقلت، يا أمير المؤمنين مالي أراك متفكرا تنكت في الارض

الاصبغ بن نباتۃ نے کہا میں اِمیر المؤمنین علیہ السلام کے پاس پہنچا تو ان کو متفکر پایا (ینکت فی الارض) زمین پر لکیریں کھینچ رہے تھے –میں نے کہا یا امیر المومنین میں اپ کو متفکر کیوں پاتا ہوں کہ اپ زمین پر لکیریں کھینچ رہے ہیں

مستدرک مسائل از میرزا حسین النوری الطبرسی میں ح 13212 میں ہے کہ ایک سوال پر

فسكت أبو عبد الله (عليه السلام) ساعة ينكت في الأرض

امام جعفر ایک ساعت کے لئے خاموش ہو گئے اور زمین پر لکیر لگانے لگے

شارح الکافی مولی محمد صالح المازندرانی الفاظ (ینکت فی الأرض) پر شرح اِصول الکافی میں لکھتے ہیں

الشرح: قوله (ينكت في الأرض) النكت الضرب والأثر اليسير وهو فعل المهموم المتفكر، يقال: نكت في الأرض بالقضيب من باب نصر إذا أثر فيها بطرفه كفعل المتفكر المهموم

کہتے ہیں زمین پر قضیب چھڑی سے لکیر کھینچنا… متفکر کا فعل ہوتا ہے

راس حسین کے حوالے سے روایت میں بِقَضِيبٍ کے الفاظ ایک ہی سند سے ہیں

ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، قَالَتْ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ: «مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا، لِمَ يُذْكَرُ؟» قَالَ: قُلْتُ: «أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ»

المعجم الکبیر طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ الْكُوفِيُّ، ثنا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، ثنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ حِينَ أُتِيَ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ فِي أَنْفِهِ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا. فَقُلْتُ: «أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

دونوں کی سند میں ہشام بن حسان مدلس ہے اور عنعنہ ہے سند ضعیف ہے- ابن حجر نے فتح الباری میں طبرانی کا جو حوالہ دیا ہے وہ بھی ضعیف ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ الْقَاضِي، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأُوَيْسِيُّ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ حَرَامِ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ مِرْدَاسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: أُتِيَ ابْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَجَعَلَ يَجْعَلُ قَضِيبًا فِي يَدِهِ فِي عَيْنِهِ وَأَنْفِهِ، فَقَالَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: «ارْفَعِ الْقَضِيبَ» ، فَقَالَ: لِمَ؟ فَقَالَ: «رَأَيْتُ فَمَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَوْضِعِهِ»

سند میں حرام بن عثمان الانصاری المدنی ہے جو متروک ہے

میزان از الذہبی میں ہے

قال مالك ويحيي: ليس بثقة.

وقال أحمد: ترك الناس حديثه.

وقال الشافعي وغيره: الرواية عن حرام حرام.

وقال ابن حبان: كان غاليا في التشيع يقلب الأسانيد، ويرفع المراسيل.

وقال إبراهيم بن يزيد الحافظ: سألت يحيي بن معين عن حرام.

فقال: الحديث عن حرام حرام.

وكذا قال الجوزجاني.

اس سے روایت کرنا حرام ہے

ابن حجر نے مسند البزار کا حوالہ بھی دیا ہے

حَدَّثنا مُفَرَّجُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ عُبَيد اللَّهِ الذهلي، حَدَّثنا غسان بن الربيع، حَدَّثنا يُوسُفُ بْنُ عَبْدَةَ، عَنْ ثابتٍ وَحُمَيْدٍ، عَن أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا أُتِيَ عُبَيد اللَّهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ جَعَلَ يَنْكُتُ بِالْقَضِيبِ ثَنَايَاهُ يَقُولُ: لَقَدْ

كَانَ أَحْسَبُهُ قَالَ: جَمِيلا فَقُلْتُ واللهِ لأسوئنك إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْثِمُ حَيْثُ يَقَعُ قَضِيبُكَ قَالَ: فَانْقَبَضَ.

اس کی سند میں یوسف بن عبدة ہے جس کے لئے عقیلی کا کہنا ہے کہ یہ حمید اور ثابت سے منکرات نقل کرتا ہے

وقال العقيلي: له مناكير عن حميد وثابت

اور اس سند میں بھی ایسا ہی ہے

حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، قَالَتْ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِيَادٍ فَجِيءَ بِرَأْسِ الحُسَيْنِ فَجَعَلَ يَقُولُ بِقَضِيبٍ فِي أَنْفِهِ وَيَقُولُ: «مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا حُسْنًا، لِمَ يُذْكَرُ؟» قَالَ: قُلْتُ: «أَمَا إِنَّهُ كَانَ مِنْ أَشْبَهِهِمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ

اس نے ناک پر قَضِيبٍ کی اور بولا

اب یہ مترجم کا ذہن ہے کہ وہ اس کو ضرب لگانا کرے یا ناک کو چھونا بیان کرے کیونکہ عربی الفاظ میں مارنے کا ذکر نہیں ہے

راقم کے نزدیک اس کا متن بھی صحیح نہیں ہے- اصحاب رسول کے مطابق حسن رضی اللہ عنہ لوگوں میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے- مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ هَانِئٍ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: «الْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ، وَالْحُسَيْنُ أَشْبَهُ مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ»

علی نے کہا حسن سر سے لے کر سینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ہے اور حسین اس سے نیچے

اس روایت کو ابن حبان، احمد شاکر اور شعیب نے صحیح کہا ہے اور یہاں سر لایا گیا ہے جو حسین کا ہے اور یہ مشابہت نہیں رکھتا تھا

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَخْبَرَنِي عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَيَالٍ، وَعَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ، فَمَرَّ بِحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يَلْعَبُ مَعَ غِلْمَانٍ، فَاحْتَمَلَهُ عَلَى رَقَبَتِهِ وَهُوَ يَقُولُ: ''وَا بِأَبِي شَبَهُ النَّبِيِّ لَيْسَ شَبِيهًا بِعَلِيِّ''، قَالَ: وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ.

ابو بکر نے حسن کے لئے کہا کہ اس میں النبی کی مشابہت ہے یہ علی پر نہیں گیا

اور یہ صحیح بخاری ہی میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الحَارِثِ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَحَمَلَ الحَسَنَ وَهُوَ يَقُولُ: «بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ، لَيْسَ شَبِيهٌ بِعَلِيٍّ» وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ

حسین اور ان کے ساتھ تمام مرد قتل ہوئے سوائے زین العابدین کے جس سے ظاہر ہے کہ ان کو سوتے میں حملہ کر کے قتل کیا گیا یہاں تک کہ بلوہ میں بچے بھی قتل ہوئے - قاتل پوشیدہ تھے جن کو نہ بنو امیہ جانتے تھے نہ اہل بیت لہذا کس کے خلاف اقدام کرتے - باوجود یہ کہ حسین کا قتل ہوا ابن عمر گھر والوں کو جمع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں یزید میں کوئی برائی نہیں جانتا کہ اس کی بیعت سے نکلوں اور ایک دوسری روایت کے مطابق کہتے ہیں حسین کا قتل اہل عراق نے کیا

کتاب خلافت و ملوکیت میں مودودی بھی ذکر کرتے ہیں کہ قتل حسین کی واردات کے وقت تمام اہل ان کے ساتھ نہ تھے

کی آمد و رفت کے تماشائی بن کر رہ گئے - عام لوگوں میں اس پالیسی نے جس سیرت و کردار کو نشوونما دینا شروع کیا اس کا ایک نمونہ وہ واقعہ ہے جو حضرت علی بن حسین (امام زین العابدین) کے ساتھ پیش آیا تھا - وہ بیان فرماتے ہیں کہ سانحۂ کربلا کے بعد ایک شخص چھپا کر مجھے اپنے گھر لے گیا اور میری خوب خاطر مدارات کی - اُس کا حال یہ تھا کہ ہر وقت مجھے دیکھ کر روتا تھا اور میں اپنی جگہ یہ سمجھتا تھا کہ میرے لیے اگر کسی شخص کے اندر وفا ہے تو وہ یہ شخص ہے - اتنے میں عبیداللہ بن زیاد کی یہ منادی سنی گئی کہ جو کوئی علی بن حسین کو ہمارے پاس پکڑ کر لائے گا اسے تین سو درہم انعام دیا جائے گا - یہ اعلان سُنتے ہی وہ شخص میرے پاس آیا - میرے ہاتھ میری گردن سے باندھتا جاتا تھا اور روتا جاتا تھا - اسی حالت میں وہ مجھے ابنِ زیاد کے پاس لے گیا اور اس سے انعام حاصل کر لیا -

اگر کربلاء کا واقعہ حکومتی ایماء پر کیا گیا تھا اور تمام قافلہ حسینی کو لشکر یزیدی نے گھیرا ہوا تھا تو علی بن حسین جو بیمار تھے کیسے بھاگ نکلے اور اپنے کسی شیعہ کے گھر چھپ گئے ؟ —اسی قسم کی تحقیق امام الذھبی کی ہے - الذھبی نے **المُدَائِنِیّ** کے حوالے سے کتاب تاریخ الاسلام میں لکھا ہے کہ علی بن حسین کو بیہوش کر کے دمشق لے جایا گیا

وَقَالَ الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ دَخَلْنَا الْكُوفَةَ، فَلَقِيَنَا رَجُلٌ، فَدَخَلْنَا مَنْزِلَهُ، فَأَلْحَفْنَا، فَنِمْتُ، فَلَمْ أَسْتَيْقِظْ إِلَّا بِحِسِّ الْخَيْلِ فِي الْأَزِقَّةِ، فَحَمَلْنَا إِلَى يَزِيدَ، فَدَمَعَتْ عَيْنُهُ حِينَ رَآنَا، وَأَعْطَانَا مَا شِئْنَا وَقَالَ: إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي قَوْمِكَ أُمُورٌ، فَلَا تَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَا كَانَ، كَتَبَ مَعَ مُسْلِمِ بْنِ عُقْبَةَ كِتَابًا فِيهِ أَمَانِي، فَلَمَّا فَرَغَ مُسْلِمٌ مِنَ الْحَرَّةِ بَعَثَ إِلَيَّ، فَجِئْتُهُ وَقَدْ كَتَبْتُ وَصِيَّتِي، فَرَمَى إِلَيَّ بِالْكِتَابِ، فَإِذَا فِيهِ: اسْتَوْصِ بِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ خَيْرًا، وَإِنْ دَخَلَ مَعَهُمْ، فِي أَمْرِهِمْ فَأَمِّنْهُ وَاعْفُ عَنْهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ فَقَدْ أَصَابَ وَأَحْسَنَ

عَلِيّ بْنِ الْحُسَيْنِ نے کہا جب حسین قتل کر دیے گئے تب ہم کوفہ میں داخل ہوئے تو ایک شخص سے ملے جس نے ہم کو اپنے مکان میں داخل کیا اس نے سونے کا انتظام کیا، میں سو گیا پھر آنکھ کھلی تو گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز سے پس ہم کو لاد کر یزید کے پاس پہنچا دیا گیا- جب یزید نے ہم کو دیکھا وہ رو دیے اور جو ہم نے مانگا ہم کو دیا اور پھر کہا کہ اب کچھ اور کام آپ کی قوم سے ہوں گے اپ اس میں مشغول مت ہونا—پس جب اہل مدینہ کے ساتھ ہوا جو ہوا—یزید نے مسلم بن عقبہ کو امان نامہ لکھ کر دیا مسلم جب حرہ سے فارغ ہوا وہ میرے پاس پہنچا اس نے وہ تحریر میری جانب پھینکی اس میں تھا عَلِيّ بْنِ الْحُسَيْنِ کے ساتھ خیر سے پیش آنا اور اگر کے پاس جاؤ اس امر (بغاوت) کے حوالے سے تو ان کو امن دینا اور معاف کرنا اور اگر یہ ان (باغیوں) کے ساتھ نہیں تو یہ ٹھیک ہے اچھا ہے

اس کی سند صحیح ہے

تاریخ الکامل از ابن اثیر میں ہے کہ ابن زیاد کہتا تھا

أَمَّا قَتْلِي الْحُسَيْنَ فَإِنَّهُ أَشَارَ إِلَيَّ يَزِيدُ بِقَتْلِهِ أَوْ قَتْلِي فَاخْتَرْتُ قَتْلَهُ

جہاں تک حسین کا قتل ہے تو یزید نے مجھ کو اشارہ دیا تھا یا تو میں حسین کا قتل کروں یا خود مروں پس میں نے حسین کا قتل چن لیا

تاریخ الکامل از ابن اثیر میں ہے کہ ابن زیاد کہتا تھا

أَمَّا قَتْلِي الْحُسَيْنَ فَإِنَّهُ أَشَارَ إِلَيَّ يَزِيدُ بِقَتْلِهِ أَوْ قَتْلِي فَاخْتَرْتُ قَتْلَهُ

جہاں تک حسین کا قتل ہے تو یزید نے مجھ کو اشارہ دیا تھا یا تو میں حسین کا قتل کروں یا خود مروں پس میں نے حسین کا قتل چن لیا

الکامل میں اس قول کی سند نہیں ہے البتہ تاریخ طبری میں ہے اس قول کی سند ہے

وحدّثني عمر، قال: حدّثنا أبو عاصم النبيل، عن عمرو بن الزبير وخلّاد بن يزيد الباهليّ والوليد بن هشام عن عمّه، عن أبيه، عن عمرو بن هُبيرة، عن يَسَاف بن شُرَيح اليشكريّ، قال: وحدّثنيه عليّ بن محمَّد .... أما الْحُسَيْن فإنه سار إلي يريد قتلي، فاخترت قتله عَلَى أن يقتلني

سند میں یساف بن شریح، الیشکری مجہول ہے۔ تاریخ طبری کے رویوں کے محقق إکرم بن محمد زیادة الفالوجی الاثری، المعجم الصغیر لرواۃ الإمام ابن جریر الطبری میں کہتے ہیں

صاحب عبید اللہ بن زیاد، إمیر العراق، والراوی عنہ: عمرو بن ہبیرۃ، ابن إم ہانئ، إخت علی بن إبی طالب، لہ إدراک، من الثانیۃ، لم إعرفہ، ولم إجد لہ ترجمۃ، ولا روایۃ لہ -

یساف یہ ابن زیاد امیر عراق کا مصاحب تھا اور ان سے روایت کرتا ہے اور اس سے عمرو بن ہبَیرَۃ روایت کرتا ہے ان سے ملا تھا - طبقہ دوم کا ہے –میں الفالوجی اس کو نہیں جان سکا نہ اس کا ترجمہ ملا نہ اس کی کوئی اور روایت ملی

راقم کہتا ہے اس قسم کے مجہول راویوں کا ایک لشکر ہے جن پر جرح و تعدیل نہیں ہے- راقم نے شیعوں کی کتب رجال کو بھی کھنگالا کہ اس راوی پر ملومات مل سکیں لیکن ان کے مصادر میں بھی اس پر کوئی ترجمہ نہیں ہے

بحار الاانوار از مجلسی میں ہے

الطالقاني، عن الجلودي، عن الجوهري، عن أحمد بن محمد بن يزيد عن أبي نعيم، قال: حدثني حاجب عبيدالله بن زياد أنه لما جيئ برأس الحسين عليه السلام أمر فوضع بين يديه في طست من ذهب، وجعل يضرب بقضيب في يده على ثناياه ويقول: لقد أسرع الشيب إليك يابا عبد الله، فقال رجل من القوم: مه فاني رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله يلثم حيث تضع قضيبك ! فقال: يوم بيوم بدر، ثم أمر بعلي بن الحسين عليه السلام فغل وحمل مع النسوة والسبايا إلى السجن، وكنت معهم، فما مررنا بزقاق إلا وجدناه ملاء رجال ونساء يضربون وجوههم ويبكون، فحبسوا في سجن وطبق عليهم ثم إن ابن زياد لعنه الله دعابعلي بن الحسين والنسوة وأحضر رأس الحسين عليه السلام وكانت زينب ابنة علي عليه السلام فيهم، فقال ابن زياد: الحمدلله الذي فضحكم وقتلكم وأكذب أحاديثكم، فقالت زينب: الحمدلله الذي أكرمنا بمحمد، وطهرنا تطهيرا إنما يفضح الله الفاسق، ويكذب الفاجر، قال: كيف رأيت صنيع الله بكم أهل البيت ؟ قال: كتب عليهم القتل فبرزوا إلى مضاجعهم، وسيجمع الله بينك وبينهم فتتحاكمون عنده، فغضب ابن زياد لعنه الله عليها وهم بها فسكن منه عمرو بن حريث فقالت: زينب: يا ابن زياد حسبك ما ارتكبت منا فلقد قتلت رجالنا، وقطعت أصلنا وأبحت حريمنا، وسبيت نساءنا وذرارينا، فان كان ذلك للاشتفاء فقد اشتفيت، فأمر ابن زياد بردهم إلى السجن، وبعث البشائر إلى النواحي بقتل الحسين عليه السلام ثم أمر بالسبايا ورأس الحسين فحملوا إلى الشام

اِحمد بن محمد بن یزید نے ابو نعیم سے روایت کیا اس نے کہا مجھ کو ابن زیاد کے چوکیدار نے خبر دی کہ جب حسین کا سر پہنچا تو ابن زیاد نے حکم دیا کہ اس کو سونے کے طشت میں رکھا جائے اور اس نے اس سر کو اپنی چھڑی سے مارا اور

تعریف کی اور کہنے لگا کہ اے ابو عبد اللہ سر مئی آپ پر جلدی آ گئی (یعنی بال جلدی سفید ہو گئے)[20]-اس کی قوم کے ایک شخص نے کہا مہ (یعنی ایسامت کرو) میں نے رسول اللہ کو دیکھا ہے کہ وہ بوسہ لیتے اس مقام کا جہاں تم نے چھڑی

20

حسین نے کالا خضاب لگا رکھا تھا - کالا خضاب اس دور میں برا نہیں سمجھا جاتا تھا – کالے خضاب کی ممانعت سے متعلق روایات معلول و ضعیف ہیں – ایک روایت میں ہے کہ ابو بکر کے والد ایمان لائے تو حکم دیا گیا کہ ان کو خضاب لگا دو لیکن کالا مت لگانا – اس کی سند میں راوی ابو زبیر مدلس کا عنعنہ ہے اور یہ بھی روایات میں ہے کہ جب بصرہ کے زهير بن مُعَاوِيَةَ کہتے ہیں میں نے ابو زبیر سے خاص کالے خضاب کا پوچھا تو ابو زبیر کہتے ہیں اس میں المسنَد الصّحيح المُخَرّج عَلى صَحيح مُسلم از أبو عَوانة يَعقُوب بن إسحَاق الإسفراييني (المتوفى 316 ھ) کے مطابق یہ الفاظ نہیں بولے گئے -

حدثنا إسحاق بن سيار، قال: حدثنا أبو غسّان ، قال: حدثنا زهير، قال: ثنا أبو الزبير، عن جابر بمثله، فأمر به إلى نسائه وقال: "غيروا هذا بشيء" قال زهير: وقلت له: وجنبوه السواد؟ قال: لا

زُهَيْر بْنُ مُعَاوِيَةَ بِن حُدَيْج کہتے ہیں میں نے ابو زبیر سے پوچھا کہ کیا جابر نے یہ کہا کہ کیا کالا خضاب کیا تھا - ابو زبیر نے کہا نہیں

محدثین کے مطابق زهير بن معاويہ اتنے حافظہ میں اچھے ہیں کہ ٢٠ امام شعبہ کے برابر ہیں- معلوم ہوا کہ صحیح متن صرف اتنا ہی ہے -

طبقات ابن سعد اور سير الاعلام النبلاء از الذھبی کے مطابق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ كَانَ أَبِي رَجُلاً قَصِيْراً، دَحْدَاحاً، غَلِيْظاً، ذَا هَامَة، شَثْنَ الأَصَابِعِ، أَشْعَرَ، يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ - کالا خضاب لگاتے تھے

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے لئے مورخ ابن یونس نے لکھا
قَالَ ابْنُ يُوْنُسَ: شَهِدَ فَتحَ مِصْرَ، وَاخْتَطَّ بِهَا، ووَلِي الجُنْدَ بِمِصْرَ لِمُعَاوِيَةَ، ثُمَّ عَزَلَهُ بَعْدَ ثَلاَثِ سِنِيْنَ، وَأَغْزَاهُ البَحْرَ، وَكَانَ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ، وَقَبرُهُ بِالمُقَطَّمِ
یہ کالا خضاب لگاتے تھے

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لئے الذہبی کی سير الاعلام النبلاء میں لکھا
قَالَ أَبُو بَكْرِ بنُ البَرْقِيِّ: كَانَ عَمْرٌو قَصِيراً، يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ - ابو بکر البرقی نے کہا عمرو رضی اللہ عنہ کالا خضاب لگاتے تھے

رکھی ہوئی ہے-ابن زیاد بولا آج کا دن بدر کے دن جیسا ہے-پھر اس نے حکم دیا اور علی بن حسین اور ان کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو قید خانہ لے جایا گیا اور میں ان کے ساتھ تھا پھر ہم جیل کی کسی در ہداری سے نہ گزرے لیکن وہ عورتوں سے بھر گئی تھی جو اپنے چہرے پیٹ رہی تھیں اور رو رہی تھیں پس ان کو قید کیا گیا اور ان کو الگ الگ رکھا گیا

پھر ابن زیاد پر اللہ کی لعنت ہو اس نے علی بن حسین کو بلوایا اور عورتوں کو اور حسین کا سر حاضر کیا گیا اور ان عورتوں میں زینب بنت حسین بھی تھیں-ابن زیاد بولا اللہ کا شکر ہے جس نے تم کو ذلیل کیا اور قتل کیا اور تمہاری احادیث کو جھوٹا ثابت کیا-زینب بولیں اللہ کا شکر ہے جس نے محمد کو عزت دی اور ان کو پاک کیا- اللہ نے فاسق کو ذلیل کیا اور بدکار کو جھوٹا کیا-ابن زیاد بولا اے اہل بیت تمھارے ساتھ اللہ نے جو کیا اس کو کیسا دیکھتے ہو؟ زینب بولیں ان مقتولین کے لئے تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا کہ یہ قتل ہوں گے پس یہ اپنے جنازہ کے بستروں میں چلے گئے پس اللہ ان کو اور تم کو جمع کرے گا فیصلہ کرے گا-یہ سن کر ابن زیاد بھڑک گیا .... اور سب کو شام بھیج دیا

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں قیس مولی خباب ترجمہ البخاري في " تاريخه " 7 / 151، کے ترجمہ میں لکھا حسن رضی اللہ عنہ کالا خضاب لگاتے تھے
الثَّورِيُّ: عَنْ عَبْدِ العَزِيْزِ بنِ رُفَيْعٍ، عَنْ قَيْسٍ مَوْلَى خَبَّابٍ: رَأَيْتُ الحَسَنَ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ

طبقات ابن سعد کے مطابق عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بھی کالا خضاب لگاتے تھے
سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: كَانَ أَبُو سَلَمَةَ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ

سیر الاعلام النبلاء از الذھبی میں بہت سے تابعین اور تبع تابعین کا ذکر ہے جو کالا خضاب لگاتے تھے مثلا طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِ اللهِ التَّيْمِيُّ المَدَنِيّ ، بکر بن عبد اللہ بن عمرو ، ابن ابی لیلی ، ابن جریج، محمد بن اسحاق، خلیفہ ابو جعفر منصور ان سب کے بارے میں ہے کہ یہ کالا خضاب لگاتے تھے

اہل تشیع کی کتب رجال میں اِحمد بن محمد بن یزید کا ترجمہ نہیں ہے لہذا یہ اور ابن زیاد کا چوکیدار مجہول ہیں

طبرانی کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السَّاجِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ الْجُهَمِيُّ، ثنا الْوَاقِدِيُّ، عَنْ عِيسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: «رَأْسُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَوَّلُ رَأْسٍ حُمِلَ فِي الْإِسْلَامِ

الشَّعْبِيّ نے کہا حسین کا سر اسلام میں (یعنی مسلموں کی باہمی جنگوں) سب سے پہلے اٹھایا جانے والا سر ہے

یہ قول واقدی کی سند سے جس پر سخت جرح ہے

دربار یزید میں حسین کے سر کی آمد

المعجم الکبیر از طبرانی میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنْبَاعِ رَوْحُ بْنُ الْفَرَجِ الْمِصْرِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: أَبَى الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنْ يُسْتَأْسَرَ، فَقَاتَلُوهُ فَقَتَلُوهُ، وَقَتَلُوا ابْنَيْهِ وَأَصْحَابَهُ الَّذِينَ قَاتَلُوا مِنْهُ بِمَكَانٍ يُقَالُ لَهُ الطَّفُّ، وَانْطُلِقَ بِعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَفَاطِمَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ، وَسُكَيْنَةَ بِنْتِ حُسَيْنٍ إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، وَعَلِيٌّ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ قَدْ بَلَغَ، فَبَعَثَ بِهِمْ إِلَى يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، فَأَمَرَ بِسُكَيْنَةَ فَجَعَلَهَا خَلْفَ سَرِيرِهِ لِئَلَّا تَرَى رَأْسَ أَبِيهَا وَذَوِي قَرَابَتِهَا، وَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي غُلٍّ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ، فَضَرَبَ عَلَى ثَنِيَّتَيِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَقَالَ:

[البحر الطويل] نُفَلِّقُ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَحِبَّةٍ ... إِلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا أَعَقَّ وَأَظْلَمَا

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: {مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ} [الحديد: 22] . فَثَقُلَ عَلَى يَزِيدَ أَنْ يَتَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ، وَتَلَا عَلِيٌّ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ يَزِيدُ: بَلْ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «أَمَا وَاللهِ لَوْ رَآنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَغْلُولِينَ لَأَحَبَّ أَنْ يُخَلِّيَنَا مِنَ الْغُلِّ» . قَالَ: صَدَقْتَ، فَخَلُّوهُمْ مِنَ الْغُلِّ. قَالَ: «وَلَوْ وَقَفْنَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بُعْدٍ لَأَحَبَّ أَنْ يُقَرِّبَنَا» . قَالَ: صَدَقْتَ، فَقَرِّبُوهُمْ. فَجَعَلَتْ فَاطِمَةُ وَسُكَيْنَةُ يَتَطَاوَلَانِ لِتَرَيَا رَأْسَ أَبِيهِمَا، وَجَعَلَ يَزِيدُ يَتَطَاوَلُ فِي مَجْلِسِهِ لِيَسْتُرَ عَنْهُمَا رَأْسَ

لیث بن سعد نے کہا حسین نے غلام بننے سے انکار کیا پس قتال کیا اور وہ قتل ہوئے اور ان کے ساتھ ان کے بیٹے اور اصحاب قتل ہوئے جنہوں نے ان کے ساتھ قتال کیا اس مقام پر جس کو الطف کہا جاتا ہے اور علی بن حسین، فاطمہ بنت حسین، سکینہ بیت حسین کو عبید اللہ بن زیاد کے پاس لے جایا گیا اور علی ان دنوں لڑکے تھے جیسا پہنچا ہے پس ان کو

یزید بن معاویہ کے پاس بھیج دیا گیا اور یزید نے حکم کیا سکینہ کو یہ ان کے تخت کے پیچھے کھڑی ہوں تاکہ اپنے باپ اور اقارب کے سر نیزوں پر نہ دیکھ سکیں اور علی بن حسین بیڑی میں جکڑے تھے .... انہوں نے آیت پڑھی

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللهِ يَسِيرٌ} [الحديد: 22] .

اور جو مصیبت بھی زمین میں اور تمھارے اوپر آتی ہے وہ کتاب میں لکھی ہوئی ہے قبل اس کے کہ وہ پہنچے یہ اللہ پر آسان ہے-...یزید نے آیت پڑھی

بَلْ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ ويَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ.

یہ تمھارے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے اور اکثر کو وہ معاف کرتا ہے

علی بن حسین نے کہا سچ کہا اللہ کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس طرح بیڑیوں میں دیکھتے تو پسند کرتے کہ ان کو ہم سے ہٹا دیں — یزید نے کہا سچ کہا پس اس نے حکم کیا ان کو ہٹاؤ

علی نے کہا واللہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اتے تو وہ ہم کو اپنے سے قریب کرتے

یزید نے کہا سچ کہا — پس ان کو قریب کیا اور فاطمہ اور سکینہ کے لئے جو رکھا تھا کہ وہ اپنے باپ کو سر دیکھ لیں ان کو چھپا دینے کا حکم کیا

اس کی سند منقطع ہے - لیث بن سعد، امام مالک کے ہم عصر ہیں، مصری ہیں اور انہوں نے یزید کا دور نہیں پایا - ابن جوزی نے اپنی کتاب الرد علی المتعصب العنید المانع من ذمّ یزید صفحہ 57 پر ایک روایت درج کی ہے جو اس طرح ہے

قال ابن الجوزي : أنبأ عبد الوهاب بن المبارك ، قال : أنبأ أبو الحسين بن عبد الجبار ، قال : أنبأ الحسين بن علي الطناجيري ، ثنا خالد بن خداش ، قال : ثنا حماد بن زيد ، عن جميل بن مرة ، عن أبي الوَضِي ، قال : نُحرتْ الإبل التي حُمل عليها رأس الحسين وأصحابه فلم يستطيعوا أكلها ، كانت لحومها أمرّ من الصبر.

فلما وصلت الرؤوس إلى يزيد جلس ودعا بأشراف أهل الشام فأجلسهم حوله ، ثم وضع الرأس بين يديه ، وجعل ينكت بالقضيب على فيه ، ويقول :

نفلق هاماً ، من رجال أعزَّةٍ ... علينا ، وهم كانوا أعقّ وأظلما

ابن جوزی نے ابو وضی سے روایت کی کہ جن اونٹوں پر امام حسین کے مبارک سر، اور ان کے اصحاب کو لے جایا گیا، جب انہیں ذبح کیا گیا، تو کوئی نہ کھا سکا۔ اور جب وہ مبارک سر یزید کو ملا، تو اس نے اہل شام کے بڑے لوگوں کو بلایا، اور مبارک سر کو ہاتھوں میں رکھ کر چھڑی سے مارنے لگا

اس کی سند میں اِبُو الوضِيئُ عباد بن نسیب ہے جو اصل میں مجہول الحال ہے –اس کو متاخرین میں ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے لیکن اس پر جرح و تعدیل کے الفاظ نہیں ملے۔ اس واقعہ کی سند بھی منقطع ہے کیونکہ اِبُو الوضِيئُ عباد بن نسیب نے خبر نہیں دی کہ اس کو یہ سب کس نے بتایا۔ اِبُو الوضِيئُ عباد بن نسیب، علی کی پولیس میں کام کرتا تھا۔ دربار یزید میں اس کو فورا دھر لیا جاتا کہ یہ یہاں کیا کر رہا ہے

قَالَ هِشَامٌ: فَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ رَوْحِ بْنِ زِنْبَاعٍ الْجُذَامِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْغَازِ بْنِ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ مِنْ حِمْيَرَ کی سند سے ابن کثیر اور طبری نے لکھا ہے کہ یزید نے ابن زیاد پر لعنت کی اور رونے لگا

قَالَ: فَدَمَعَتْ عَيْنَا يَزِيدَ بْنِ معاوية وقال: كُنْتُ أَرْضَى مِنْ طَاعَتِكُمْ بِدُونِ قَتْلِ الْحُسَيْنِ، لعن الله ابن سمية، أَمَا وَاللَّهِ لَوْ أَنِّي صَاحِبُهُ لَعَفَوْتُ عَنْهُ، ورحم الله الحسين.

اس کی آنکھوں سے انسو نکل آئے اور کہا میں تو قتل حسین کے بغیر، حسین اطاعت پر راضی تھا۔ اللہ کی لعنت ہو ابن سمیہ (ابن زیاد) پر واللہ اگر میں وہاں ہوتا تو معاف کر دیتا۔ اللہ حسین پر رحم کرے

سند میں عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ رَوْحِ بْنِ زِنْبَاعٍ الْجُذَامِيُّ مجہول ہے۔ طبری کے راوۃ کے محقق اِکرم بن محمد زیادۃ الفالوجی الاثری کتاب المعجم الصغیر لرواۃالإمام ابن جریر الطبری میں لکھتے ہیں

.عبد الله بن يزيد بن روح بن زنباع، الجذامي، من السابعة فما فوقها، لم أعرفه، ولم أجد له ترجمة

اس کو نہیں جانتا نہ ترجمہ ملا

ابن کثیر نے ابو مخنف کی سند سے درج کیا ہے

قال أبو مخنف عن المجالد عن سعيد .... محقر بن ثعلبة العائذى- من عائذة قريش- ومع شمر بن ذي الجوشن قبحه الله، فلما بلغوا باب يزيد بن معاوية رفع محقر بن ثعلبة صوته فقال: هذا محقر بن ثعلبة، أتى أمير المؤمنين باللئام الفجرة، فأجابه يزيد بن معاوية: ما ولدت أم محقر شر وألأم

محقر بن ثعلبة العائذی اور شمر کے ساتھ قافلہ حسینی کے بچے کھچے افراد کو دمشق پہنچایا گیا وہاں جب محقر پہنچا تو اس نے پکارا میں محقر بن ثعلبہ ہوں امیر المومنین یزید میرے ساتھ یہ گناہ گاروں کا ٹولہ ہے پس یزید نے جواب دیا ام محقر نے تجھ سے زیادہ شری نہیں جنا ہو گا

سند میں مجالد کٹر شیعہ ہے اور ابو مخنف متروک ہے

مرآۃ الزمان فی تواریخ الأعیان از شمس الدین إبو المظفر لمعروف سبط ابن الجوزی (581-654ھ) میں اور البدء والتاریخ از المطہر بن طاہر المقدسی (المتوفی: نحو 355ھ) میں ہے کہ معاویہ بن یزید بن معاویہ نے تقریر کی

وإنَّ جدِّي معاويةَ نازعَ هذا الأمر من كان أولَى منه

بے شک میرے دادا معاویہ نے اس امر خلافت میں ان سے جھگڑا کیا جو ان سے بہتر تھے

النجوم الزاہرۃ فی ملوک مصر والقاہرۃ از یوسف بن تغری بردی (المتوفی: 874ھ) میں ہے کہ معاویہ بن یزید بن معاویہ نے تقریر کی

أيها الناس، إن جدي معاوية نازع الأمر أهله ومن هو أحق به منه لقرابته من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو علي بن أبي طالب، وركب بكم ما تعلمون حتى أتته منيته، فصار في قبره رهيناً بذنوبه وأسيراً بخطاياه؛ ثم قلد أبي الأمر فكان غير أهل لذلك، وركب هواه وأخلفه الأمل، وقصر عنه الأجل. وصار في قبره رهيناً بذنوبه، وأسيراً بجرمه؛ ثم بكى حتى جرت دموعه على خديه ثم قال: إن من أعظم الأمور علينا علمنا بسوء مصرعه وبئس منقلبه، وقد قتل عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم وأباح الحرم وخرب الكعبة

”(یزید کے بیٹے معاویہ نے کہا:) میرے دادا معاویہ نے اس معاملے میں ان سے جھگڑا کیا، جو اس معاملے کے اہل تھے اور ان سے زیادہ اس کے حق دار تھے اور وہ علی بن ابی طالب ہیں اور آپ سب کو معلوم ہے کہ معاویہ نے تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ یہاں تک کہ اسے موت آ گئی اور وہ اپنے گناہوں کا بوجھ لیے اپنی قبر میں پہنچ گیا۔ پھر میرے باپ (یزید) نے یہ معاملہ سنبھالا اور وہ بھی اس کا اہل نہیں تھا، اس نے نواسۂ رسول (حسین رضی اللہ عنہ) سے جھگڑا کیا اور اپنی زندگی گنوا دی، پھر اپنے گناہوں کا بوجھ لیے اپنی قبر میں پہنچ گیا، پھر وہ رونے لگے اور کہا: ہمارے لیے یہ بہت بڑی مصیبت ہے کہ ہمارے علم میں اس کا بد انجام اور بری عاقبت ہے، اس نے نواسۂ رسول کو قتل کیا، حرام کو حلال کیا اور کعبہ میں تخریب کاری کی۔“

ترجمہ کفایت اللہ سنابلی کتاب یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ

راقم کہتا ہے اس تقریر کی سند کہیں نہیں ملی

رأس حسین کا تلاوت کرنا

شیعہ کتاب کلمات الإمام الحسین (ع) از الشیخ الشریفی میں ہے

وأخبرني أبو الحسين محمّد بن هارون عن أبيه عن أبي عليّ محمّد بن همام قال أخبرني جعفر بن محمّد بن مالك قال حدّثنا أحمد بن الحسين الهاشمي -قدم علينا مِن مصر- قال حدّثني القاسم بن منصور الهمداني بدمشق عن عبد الله بن محمّد التميمي عن سعد بن أبي خيزران عن الحرث بن وكيدة قال: كنتُ فيمَن حمل رأس الحسين (ع) فسمعتُه يقرأ ((أم حسبتَ أنّ أصحاب الكهف والرقيم كانوا مِن آياتنا عجبًا)) إلى قوله: ((إنّهم فتية آمنوا بربّهم وزدناهم هدى..)) وقرأ ((وسيعلم الذين ظلموا أيّ منقلب ينقلبون)). فجعلتُ أشكّ في نفسي وأنا أسمع نغمة أبي عبد الله (ع) فقال لي يا ابن وكيدة أما علمت أنّا معشر الأئمّة أحياء عند ربّنا

الحرث بن وکیدۃ نے کہا میں ان سے تھا جنہوں نے حسین کا سر اٹھایا تو ہم نے سنا وہ قرات کرتا تھا

أم حسبتَ أنّ أصحاب الكهف والرقيم كانوا مِن آياتنا عجبًا)) إلى قوله: ((إنّهم فتية آمنوا بربّهم وزدناهم هدى اور وسيعلم الذين ظلموا أيّ منقلب ينقلبون کی قرات کرتا تھا- پس مجھ کو اپنے آپ پر ہی شک ہوا کہ میں کوئی نغمہ سن رہا ہوں- امام ابو عبد اللہ نے کہا یا ابن وکیدۃ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ائمہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں

راقم کہتا ہے سند میں بہت سے راوی خود شیعہ علم الرجال کے تحت مجہول ہیں مثلا سعد بن أبي خيزران وغیرہ جن کا ترجمہ کتب شیعہ میں مفقود ہے

شیعہ عالم المیرزا الرشتی سے متعلق ایک شیعہ کتاب میں ہے

جاءفي بعض الروايات ان رأس الحسين مدفون فوق رأس أبيه عليهما السلام

بعض روایات میں ہے کہ حسین کا سر وہاں دفن ہے جہاں ان کے باپ (علی) کا سر ہے

بحار الانوار از ملا مجلسی میں ہے

عن أبان بن تغلب عن الصادق عليه السلام أنه مدفون بجنب أمير المؤمنين، والاخرى عن يزيد بن عمرو بن طلحة عن الصادق عليه السلام أنه مدفون بظهر الكوفة دون قبر أمير المؤمنين عليه السلام

امام صادق سے روایت ہے کہ حسین کا سر کوفہ میں ہے علی کی قبر کے ساتھ

بحار الانوار از ملا مجلسی میں ہے

قال جعفر بن نما في مثير الأحزان: روى النطنزي، عن جماعة، عن سليمان الأعمش قال: بينا أنا في الطواف أيام الموسم إذا رجل يقول: اللهم اغفر لي وأنا أعلم أنك لا تغفر، فسألته عن السبب فقال: كنت أحد الأربعين الذين حملوا رأس الحسين إلى يزيد على طريق الشام، فنزلنا أول مرحلة رحلنا من كربلا على دير للنصارى والرأس مركوز على رمح، فوضعنا الطعام ونحن نأكل إذا بكف على حائط الدير يكتب عليه بقلم حديد سطرا بدم. أترجوا امة قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب. فجزعنا جزعا شديدا وأهوى بعضنا إلى الكف ليأخذه فغابت، فعاد أصحابي

النطنزی نے ایک جماعت سے اس نے الأعمش سے روایت کیا کہ الأعمش نے کہا حج کے دنوں میں جب میں طواف کر رہا تھا تو ایک آدمی کہہ رہا تھا اے اللہ مغفرت کر اور مجھ کو معلوم ہے تو معاف نہ کرے گا پس میں (الأعمش) نے اس شخص سے پوچھا اس دعا کا سبب کیا ہے؟ بولا میں ان چالیس لوگوں میں سے تھا جنھوں نے حسین کا سر اٹھایا اور اس کو شام کے راستہ سے یزید کے پاس لے گئے پس ہم کربلا کے پاس ایک نصرانی چرچ پر رکے اور سر نیزے پر تھا ... قصہ ہے کہ سر تلاوت کرتا تھا

اس کی سند میں بہت سے مجہول ہیں

بحار الانوار از ملا مجلسی میں ہے

وروى أبو مخنف عن الشعبي أنه صلب رأس الحسين عليه السلام بالصيارف في الكوفة فتنحنح الرأس وقرأ سورة الكهف إلى قوله " إنهم فتية آمنوا بربهم وزدناهم هدى " فلم يزدهم ذلك إلا ضلالا وفي أثر: أنهم لما صلبوا رأسه على الشجر سمع منه " وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون " وسمع أيضا صوته بدمشق يقول: " لاقوة إلا بالله " وسمع أيضا يقرء " إن أصحاب الكهف والرقيم كانوا من آياتنا عجبا " فقال زيد بن أرقم: أمرك أعجب يا ابن رسول الله

ابو مخنف نے امام الشعبی سے روایت کیا کہ حسین کے سر کو کوفہ صیارف پر صلیب دی گئی تو سر میں سے آواز آئی اور اس نے سورہ کہف کی قرات کی .... اور اس سر میں آواز دمشق میں بھی سنی گئی .... پس زید بن ارقم نے فرمایا آپ کا کام عجیب ہے اے ابن رسول اللہ

راقم کہتا ہے سند میں ابو مخنف متروک ہے اور شیعہ راوی جب چاہتے ہیں زید بن ارقم کو منظر میں لے آتے ہیں اور کوئی راوی کہتا ہے وہ کوفہ میں ابن زیاد کے دربار میں تھے اور کوئی راوی ان کو انہی ایام میں دمشق میں بتاتا ہے- سندا

ابو مخنف کا سماع امام الشعبی سے ثابت نہیں ہے

اہل سنت کی تاریخ دمشق میں ہے

قال أبو مخنف: ثم إن عبيد الله بن زياد نصب رأس الحسين في الكوفة، فجعل يدار به، ثم دعا زحر بن قيس فسرح معه برأس الحسين ورؤوس أصحابه إلى يزيد بن معاوية، وكان مع زحر أبو بردة بن عوف الأزدي، وطارق بن أبي ظبيان الأزدي، فخرجوا حتى قدموا بها الشام على يزيد

ابو مخنف نے کہا ابن زیاد نے حسین کے سر کو کوفہ میں نصب کرا دیا ... پھر زحر بن قیس کو راس حسین دے کر اپنے اصحاب کے ساتھ یزید کے پاس بھیجا.

اس سند میں ابو مخنف متروک ہے

تاریخ دمشق میں ہے

حدثنا أبو الحسن علي بن المسلم لفظا نا عبد العزيز بن أحمد أنا تمام بن محمد وأبو الليث أسد بن القاسم الحلبي قالا أنا الفضل بن جعفر بن محمد التميمي المؤذن نا أبو الحسن محمد بن أحمد العسقلاني بطبرية نا علي بن هارون الأنصاري نا محمد بن أحمد المصري نا صالح نا معاذ بن أسد الحراني نا الفضل بن موسى الشيباني نا الأعمش عن سلمة بن كهيل قال: رأيت رأس الحسين بن علي رضي الله عنهما على القنا وهو يقول: " فسيكفيكم الله وهو السميع العليم " وقال: إن كل راو لهذا الحديث قال لمن رواه له: الله إنك سمعته من فلان؟ قال: الله، إني سمعته منه، إلى الأعمش. قال الأعمش: فقلت لسلمة بن كهيل: الله، إنك سمعته منه؟ قال: الله، إني سمعته منه بباب الفراديس بدمشق لا مُثّل لي ولا شُبّه لي وهو يقول: " فسيكفيكم الله وهو السميع العليم ".

ولد سلمة سنة أربعين. ومات سنة إحدى وعشرين ومئة يوم عاشوراء. وقيل: ولد سنة سبع وأربعين، قبل قتل الحسين بن علي بثلاث عشر سنة.

سلمۃ بن کہیل نے کہا میں نے حسین کا سر نیزہ پر دیکھا وہ تلاوت کر رہا تھا... الأعمش: نے کہا میں نے سلمہ سے پوچھا تم نے سنا؟ سلمہ نے کہا میں نے دمشق باب فرادیس پر سنا، نہ اس کی مثال تھی، نہ اس سا کوئی تھا - راس حسین قرات کر رہا تھا

فسيكفيكم الله وهو السميع العليم

اللہ ان کے لئے کافی ہے اور وہ سننے والا ہے جاننے والا ہے

سلمہ سن ۴۰ میں پیدا ہوئے اور ان کی موت سن ۱۲۰ ہجری میں ہوئی اور کہا جاتا ہے سن ۴۷ میں پیدا ہوئے اور یہ قتل حسین سے ۱۳ سال پہلے پیدا ہوئے

راقم کہتا ہے سند میں معاذ بن إسد الحرانی مجہول ہے

تاریخ دمشق میں ہے

قال حمزة: وحدثني بعض أهلنا: أنه رأى رأس الحسين رضي اله عنه مصلوباً بدمشق ثلاثة أيام، فحدثت ريا أن الرأس مكث في خزائن السلاح حتى ولي سليمان بن عبد الملك، فبعث إليه فجاء به وقد قحل، وبقي عظم أبيض، فجعل في سفط، وطيبه وجعل عليه ثوباً ودفنه في مقابر المسلمين. فلما ولي عمر بن عبد العزيز بعث إلى خازن بيت السلاح: وجه إلي رأس الحسين بن علي، فكتب إليه الخازن: إن سليمان أخذه وجعله في سفط وصلى عليه ودفنه. فصح ذلك عنده، فلما رحلت المسودة سألوا عن موضع الرأس فنبشوه وأخذوه. والله أعلم ما صنع به.

حمزۃ بن یزید نے اپنے بعض گھر والوں سے روایت کیا کہ حسین کا سر دمشق میں تین دن مصلوب رہا پھر اس کو سلیمان بن عبد الملک کے دور تک خزائن السلاح میں رکھا گیا- سلیمان نے سر منگوایا اور دیکھا تو وہ گرد آلود تھا اور اس کی ہڈی باقی تھی اس نے اس کو صاف کیا اور خوشبو لگائی اور اس کو کپڑے میں رکھا اور مسلمانوں کے مقابر میں دفن کیا پھر جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بیت السلاح کا رکھوالا بلوایا پتا کیا سر کہاں ہے .... پھر جب بنو عباس کے کالیے دمشق میں داخل ہوئے انہوں نے اس مقام کا پتا کیا جہاں سر دفن تھا اس کو کھود دیا اور سر کو لے گئے، اللہ کو پتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا کیا

راقم کہتا ہے سند میں حمزۃ بن یزید مجھول الحال ہے

راس حسین کے لئے مصر میں بھی ایک مزار موجود ہے- المقریزی نے بیان کیا کہ سن ۵۴۸ھ میں فاطمیوں نے الرأس حسین کو عسقلان سے القاهرۃ منتقل کیا اور وہاں ایک مسجد بنا دی

اس طرح راس حسین کے نام سے بہت سے مزار موجود ہیں- بعض کا کہنا تھا کہ سر نجف میں ہی دفن ہے، بعض کا کہنا تھا حلب شام میں ہے، بعض دمشق میں کہتے ہیں، بعض کہتے ہیں قاہرہ میں ہے، بعض کہتے تھے کہ سر بنو عباس نے غائب کر دیا

ابن کثیر کا البدایہ میں موقف ہے

قُلْتُ: وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ لَمْ يَبْعَثْ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ إِلَى الشَّامِ

صحیح یہ ہے کہ حسین کا سر شام نہیں بھیجا گیا

دمشق میں علی بن حسین کا کلام

تفسیر طبری میں ہے

حدثني محمد بن عمارة، قال: ثنا إسماعيل بن أبان، قال: ثنا الصباح بن يحيي المريّ، عن السديّ، عن أبي الديلم قال: لما جيء بعليّ بن الحسين رضي الله عنهما أسيرا، فأقيم على درج دمشق، قام رجل من أهل الشام فقال: الحمد لله الذي قتلكم واستأصلكم، وقطع قربى الفتنة، فقال له عليّ بن الحسين رضي الله عنهما: أقرأت القرآن؟ قال: نعم، قال: أقرأت آل حم؟ قال: قرأت القرآن ولم أقرأ آل حم، قال: ما قرأت (قُلْ لا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى) ؟ قال: وإنكم لأنتم هم؟ قال نعم.

إبي الديلم نے کہا جب علی بن حسین اسیر بن کر دمشق پہنچے تو وہ دمشق کے چوراہے پر کھڑے ہو گئے - اہل شام کا ایک آدمی بھی کھڑا ہوا اور امام زین سے بولا اللہ کا شکر جس نے تم لوگوں کو قتل کیا اور تم پر غلبہ دیا اور فتنہ ختم ہوا

پس امام علی بن حسین نے فرمایا کیا تو نے قرآن پڑھا ہے ؟ شامی بولا پڑھا ہے - امام علی بن حسین نے فرمایا قرآن پڑھا لیکن سورہ ال حم نہیں پڑھی ؟ کیا (قُلْ لا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى) آیت نہیں پڑھی ؟ شامی بولا کیا اس سے مراد تم لوگ ہو ؟ علی بن حسین نے کہا ہاں

راقم کہتا ہے سند میں أَبِي الدَّيْلَمِ مجہول ہے اور السدی ضعیف ہے

سیدہ زینب کا خطبہ

شیعہ کہتے ہیں کہ دمشق میں سیدہ زینب بنت الحسین نے دربار یزید میں ایک بلیغ خطبہ دیا - جس کے متن میں سیدہ نے فرمایا

سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو کائنات کارب ہے۔اور اللہ کی رحمت نازل ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور ان کی عترت و اہل بیت پر۔اما بعد بالآخران لوگوں کا انجام برا ہے جنہوں نے اپنے دامن کو برائیوں کی سیاہی سے داغدار کر کے اپنے اللہ کی آیات کی تکذیب کی اور آیات اللہ کا مذاق اڑایا.... یزید کیا تو سمجھتا ہے کہ تو نے ہم پر زمین کے گوشے اور آسمان کے کنارے تنگ کر دیے ہیں اور رسول کی آل کو رسیوں اور زنجیروں میں جکڑ کر دربدر پھرانے سے تو اللہ کی بارگاہ میں سرفراز ہوا اور ہم رسوا ہوئے ہیں؟ کیا تیرے خیال میں ہم مظلوم ہو کر ذلیل ہو گئے اور تو ظالم بن کر سر بلند ہوا ہے؟ کیا تو سمجھتا ہے کہ ہم پر ظلم کر کے اللہ کی بارگاہ میں تجھے شان و مقام حاصل ہو گیا ہے؟۔آج تو اپنی ظاہری فتح کی خوشی میں سرمست ہے، مسرت و شادمانی سے سرشار ہو کر اپنے غالب ہونے پر اترا رہا ہے۔اور خلافت کے ہمارے مسلمہ حقوق کو غصب کر کے خوشی و سرور کا جشن منانے میں مشغول ہے۔اپنی غلط سوچ پر مغرور نہ ہو اور ہوش کی سانس لے۔کیا تو نے اللہ کا یہ فرمان بھلا دیا ہے کہ حق کا انکار کرنے والے یہ نہ سمجھیں کہ ہم جو انہیں مہلت دیتے ہیں یہ ان کے حق میں بھلائی ہے، ہم انہیں مہلت اس لیے دیتے ہیں کہ وہ گناہ میں زیادتی کریں، اور ان کے لیے خوار کرنے والا عذاب ہے۔..... اے طلقاء کے بیٹے کیا یہ تیرا انصاف ہے کہ تو نے اپنی مستورات اور لونڈیوں کو پردے میں بٹھا رکھا ہوا ہے جبکہ رسول زادیوں کو سر برہنہ دربدر پھرا رہا ہے۔تو نے مخدرات عصمت کی چادریں لوٹ لیں اور ان کی بے حرمتی کا مرتکب ہوا۔ تیرے حکم پر اشقیاء نے رسول زادیوں کو بے نقاب کر کے شہر بہ شہر پھرایا۔..... اے یزید یاد رکھ کہ اللہ، آل رسول کا تجھ سے انتقام لے کر ان مظلوموں کا حق انہیں دلائے گا۔اور انہیں امن و سکون کی نعمت سے مالا مال کر دے گا۔اللہ کا فرمان ہے کہ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردے نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیے جاتے ہیں۔..... افسوس تو اس بات پر ہے کہ شیطان کے ہم نوا اور بدنام لوگوں نے رحمان کے سپاہیوں اور پاکباز لوگوں کو تہہ تیغ کر ڈالا ہے۔اور ابھی تک اس شیطانی ٹولے کے ہاتھوں سے ہمارے پاک خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ان کے ناپاک دہن ہمارا گوشت چبانے میں مصروف ہیں اور صحرا کے بھیڑیے ان پاکباز شہیدوں کی مظلوم لاشوں کے ارد گرد گھوم رہے ہیں اور جنگل کے نجس درندے ان پاکیزہ جسموں کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔.... تو (یزید) جتنا چاہے مکر و فریب کر لے اور بھر

پور کوشش کر کے دیکھ لے مگر تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ تو نہ تو ہماری یاد لوگوں کے دلوں سے مٹا سکتا ہے اور نہ ہی وحی الٰہی کے پاکیزہ آثار محو کر سکتا ہے۔ تو یہ خیال خام اپنے دل سے نکال دے کہ ظاہر سازی کے ذریعے ہماری شان و منزلت کو پالے گا۔ تو نے جس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا ہے اس کا بد نما داغ اپنے دامن سے نہیں دھو پائے گا۔ تیرا نظریہ نہایت کمزور اور گھٹیا ہے۔ تیری حکومت میں گنتی کے چند دن باقی ہیں۔ تیرے سب ساتھی تیرا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ تیرے پاس اس دن کی حسرت و پریشانی کے سوا کچھ بھی نہیں بچے گا۔ جب منادی ندا کرے گا کہ ظالم لوگوں کے لیے اللہ کی لعنت ہے۔

شیعہ ویب سائٹز پر اس خطبہ کا مصدر الامالی از المفید ہے- راقم نے مزید دیکھا کہ شیعوں نے اس خطبہ کے متن کا حوالہ جس سند کو قرار دیا ہے اس میں یہ متن بھی موجود نہیں ہے- جس روایت کو مصدر قرار دیا گیا ہے اس کے متن کے مطابق زینب نے کوفہ میں محض تماش بینوں اور پولیس سے چند جملے بولے تھے - شیعہ کتاب الأمالی للمفید میں ہے کہ یہ خطبہ دمشق میں نہیں کوفہ میں دیا گیا اور راوی کہتا ہے کہ میں سن ٦١ میں کوفہ پہنچا جہاں یہ خطبہ سنا- اس کی سند ہے

قال أخبرني أبو عبيد الله محمد بن عمران المرزباني قال حدثني الأمالي للمفيد ص: ٣٢١ أحمد بن محمد الجوهري قال حدثنا محمد بن مهران قال حدثنا موسى بن عبد الرحمن المسروقي عن عمر بن عبد الواحد عن إسماعيل بن راشد عن حذلم بن ستير قال قدمت الكوفة في المحرم سنة إحدى و ستين عند منصرف علي بن الحسين ع بالنسوة من كربلاء و معهم الأجناد محيطون بهم

بحار الانوار از مجلسی کے شیعہ محقق کہتے ہیں اس کی سند میں نام حذلم بن ستير صحیح نہیں- صحیح نام حذیم بن بشیر ہے البتہ طوسی کی کتاب میں بھی یہی نام و سند ہے- الأمالی للطوسی میں ہے

أخبرنا أبو عبد الله محمد بن محمد، قال أخبرني أبو عبيد الله محمد بن عمران المرزباني، قال حدثني أحمد بن محمد الجوهري، قال حدثنا محمد بن مهران، قال حدثنا موسى بن عبد الرحمن المسروقي، عن عمر بن عبد

الواحد، عن إسماعيل بن راشد، عن حذلم بن ستير، قال قدمت الكوفة في المحرم من سنة إحدى و ستين، منصرف علي بن الحسين)عليهما السلام(بالنسوة من كربلاء و معهم الأجناد يحيطون بهم، و قد خرج الناس للنظر إليهم، فلما أقبل بهم على الجمال بغير وطاء جعل نساء الكوفة يبكين، و يلتدمن، فسمعت علي بن الحسين)عليه السلام(و هو يقول بصوت ضئيل، و قد نهكته العلة، و في عنقه الجامعة، و يده مغلولة إلى عنقه إن هؤلاء النسوة يبكين، فمن قتلنا

شیعہ کتب رجال کے مطابق حذلم بن ستير کے نام کا کوئی راوی نہیں ہے لہذا حذلم بن ستير مجہول ہوا-

مجلسی نے حذیم بن بشیر سے روایت کیا ہے لیکن شیعہ کتب رجال میں اس کا ترجمہ بھی قائم نہیں کیا گیا یعنی یہ بھی مجہول ہوا

مزید تلاش پر معلوم ہوا کہ متن خطبہ بحار الانور مجلسی میں ہے - بحار الانور مجلسی میں اس کا عربی متن ہے

قال السيد وغيره: فقامت زينب بنت علي بن أبي طالب عليه السلام فقالت: الحمد لله رب العالمين وصلى الله على رسوله وآله أجمعين، صدق الله كذلك يقول " ثم كان عاقبة الذين أساؤا السوءى أن كذبوا بآيات الله وكانوا بها يستهزؤن " أظننت يا يزيد حيث أخذت علينا أقطار الارض وآفاق السماء، فأصبحنا نساق كما تساق الاسارى أن بنا على الله هوانا وبك عليه كرامة ؟ وأن ذلك لعظم خطرك عنده ؟ فشمخت بأنفك، ونظرت في عطفك، جذلان مسرورا، حين رأيت الدنيا لك مستوسقة والامور متسقة، وحين صفالك ملكنا وسلطاننا، مهلا مهلا أنسيت قول الله تعالى " ولا يحسبن الذين كفروا أنما نملي لهم خير لانفسهم إنما نملي لهم ليزدادوا إثما ولهم عذاب مهين " (2) * (الهامش) * (1) هذا البيت لعبدالله بن الزبعرى في يوم احد، وانما استشهد به يزيد هناك أوله: يا غراب البين أسمعت فقل * انما تنطق شيئا قد فعل وبعده حين حكت بقباء بركها * واستحر القتل في عبدالاشل وما ذكره بعد ذلك فهو ليزيد أنشدها مضمنا لابيات ابن الزبعرى وسيجيئ لذلك توفية بحث
(2) آل عمران: 178

أمن العدل يا ابن الطلقاء تخديرك حرائرك وإماءك وسوقك بنات رسول الله سبايا قد هتكت ستورهن وأبديت وجوههن تحدوبهن الاعداء من بلد إلى بلد ويستشرفهن أهل المناهل والمناقل، ويتصفح وجوههن القريب والبعيد، والدني والشريف، ليس معهن من رجالهن ولي، ولامن حماتهن حمي ؟ وكيف يرتجى مراقبة من لفظ فوه أكباد الازكياء، ونبت لحمه بدماء الشهداء ؟ وكيف يستبطئ في بغضنا أهل البيت من نظر إلينا بالشنف والشنآن، والاحن والاضغان ؟ ثم تقول غير متأثم ولا مستعظم: وأهلوا واستهلوا فرحا * ثم قالوا يا يزيد لاتشل منتحيا على ثنايا أبي عبد الله سيد شباب أهل الجنة، تنكتها بمخصرتك وكيف لا تقول ذلك ؟ وقد نكأت القرحة واستأصلت الشأفة، باراقتك دماء ذرية محمد صلى الله عليه وآله ونجوم الارض من آل عبد المطلب، وتهتف بأشياخك زعمت أنك تناديهم فلتردن وشيكا موردهم، ولتودن أنك شللت وبكمت، ولم يكن قلت ما قلت وفعلت ما فعلت " اللهم خذ بحقنا، وانتقم من ظالمنا، وأحلل غضبك بمن سفك دماءنا وقتل حماتنا " فوالله مافريت إلا جلدك،

ولاجززت إلا لحمك، ولتردن على رسول الله بما تحملت من سفك دماء ذريته، وانتهكت من حرمته في عترته ولحمته، حيث يجمع الله شملهم ويلم شعثهم، ويأخذ بحقهم، ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أمواتا بل أحياء عند ربهم يرزقون، حسبك بالله حاكما، وبمحمد خصيما وبجبرئيل ظهيرا، وسيعلم من سوى لك ومكنك من رقاب المسلمين، بئس للظالمين بدلا، وأيكم شر مكانا وأضعف جندا ولئن جرت على علي الدواهي مخاطبتك إني لاستصغر قدرك، وأستعظم تقريعك وأستكبر توبيخك، لكن العيون عبرى، والصدور حرى، ألا فالعجب كل العجب لقتل حزب الله النجباء بحزب الشيطان الطلقاء، فهذه الايدي تنطف من

دمائنا والافواه تتحلب من لحومنا، وتلك الجثث الطواهر الزواكي تنتابها العواسل وتعفوها امهات الفراعل، ولئن اتخذتنا مغنما لتجدنا وشيكا مغرما، حين لاتجد إلا ما قدمت وما ربك بظلام للعبيد، فالى الله المشتكا، وعليه المعول، فكد كيدك واسع سعيك، وناصب جهدك، فوالله لا تمحو ذكرنا، ولا تميت وحينا، ولا تدرك أمدنا، ولا ترحض عنك عارها، وهل رأيك إلا فند، وأيامك إلا عدد، وجمعك إلا بدد، يوم يناد المناد ألا لعنة الله على الظالمين، فالحمد لله الذي ختم لاولنا بالسعادة ولآخرنا بالشهادة والرحمة، ونسأل الله أن يكمل لهم الثواب، ويوجب لهم المزيد ويحسن علينا الخلافة، إنه رحيم ودود، وحسبنا الله ونعم الوكيل فقال يزيد: يا صيحة تحمد من صوائح * ما أهون الموت على النوائح قال: ثم استشار أهل الشام فيما يصنع بهم، فقالوا: لا تتخذ من كلب سوء جروافقال له النعمان بن بشير: انظر ما كان الرسول يصنعه بهم فاصنعه بهم (1) وقال المفيد – رحمه الله –: ثم قال لعلي بن الحسين: يا ابن حسين أبوك قطع رحمي وجهل حقي، ونازعني سلطاني، فصنع الله به ما قد رأيت، فقال علي ابن الحسين: " ما أصاب من مصيبة في الارض ولافي أنفسكم إلا في كتاب من قبل أن نبرأها إن ذلك على الله يسير " (2) فقال يزيد لابنه خالد: اردد عليه ! فلم يدر خالد ما يرد عليه، فقال له يزيد: قل " ما أصابكم من مصيبة فبما كسبت أيديكم ويعفو عن كثير " (3) وقال صاحب المناقب: بعد ذلك فقال علي بن الحسين: يا ابن معاوية وهند وصخر لم تزل النبوة والا مرة لآبائي وأجدادي من قبل أن تولد، ولقد كان جدي علي بن أبي طالب في يوم بدر واحد والاحزاب في يده رأية رسول الله صلى الله عليه وآله وأبوك * (الهامش) * (1) الملهوف ص 161 - 166 (2) الحديد: 22 (3) الشورى: 30 راجع الارشاد ص 230

وجدك في أيديهما رايات الكفار، ثم جعل علي بن الحسين عليهما السلام يقول: ماذا تقولون إذ قال النبي لكم * ماذا فعلتم وأنتم آخر الامم ؟ بعترتي وبأهلي عند مفتقدي * منهم أسارى ومنهم ضرجوا بدم ثم قال علي بن الحسين: ويلك يا يزيد ! إنك لو تدري ماذا صنعت ؟ وما الذي ارتكبت من أبي وأهل بيتي وأخي وعمومتي إذا لهربت في الجبال، وافترشت الرماد، ودعوت بالويل والثبور، أن يكون رأس أبي الحسين بن فاطمة وعلي منصوبا على باب مدينتكم وهو وديعة رسول الله فيكم، فابشر بالخزي والندامة غدا إذا جمع الناس ليوم القيامة وقال المفيد: ثم دعا بالنساء والصبيان فاجلسوا بين يديه فرأى هيئة قبيحة فقال: قبح الله ابن مرجانة لو كانت بينكم وبينه قرابة ورحم ما فعل هذا بكم ولابعث بكم على هذا فقالت فاطمة بنت الحسين: ولما جلسنا بين يدي يزيد رق لنا فقام إليه رجل من أهل الشام أحمر فقال: يا أمير المؤمنين هب لي هذه الجارية يعنيني وكنت جارية وضيئة فارعدت وظننت أن ذلك جائز لهم فأخذت بثياب عمتي زينب وكانت تعلم أن ذلك لا يكون وفي رواية السيد قلت: أو تمت وأستخدم ؟ فقالت عمتي للشامي: كذبت والله ولو مت، والله ماذلك لك ولا له، فغضب يزيد وقال: كذبت والله إن ذلك لي ولو شئت أن أفعل لفعلت، قالت: كلا والله ما جعل الله لك ذلك إلا أن تخرج من ملتنا، وتدين بغيرها، فاستطار يزيد غضبا وقال: إياي تستقبلين بهذا ؟ إنما خرج من الدين أبوك وأخوك، قالت زينب: بدين الله ودين أبي ودين أخي اهتديت أنت وأبوك وجدك إن كنت مسلما، قال: كذبت يا عدوة الله، قالت له: أنت أمير تشتم ظالما وتقهر لسلطانك، فكأنه استحيا وسكت، وعاد الشامي فقال: هب لي هذه الجارية فقال له يزيد: اعزب وهب الله لك حتفا قاضيا

اس خطبہ کی سند اس کتاب میں موجود نہیں ہے۔ معلوم نہیں شیعوں نے مجلسی کی بے سند روایات کو کیوں قبول کیا

یزید کا زین العابدین سے کلام کرنا

الکافی از کلینی کی روایت ہے

إبن محبوب، عن أبي أيوب، عن بريد بن معاوية قال: سمعت أبا جعفر (ع) يقول: إن يزيد بن معاوية دخل المدينة وهو يريد الحج فبعث إلى رجل من قريش فأتاه فقال له يزيد: اتقر لي أنك عبد لي، إن شئت بعتك وإن شئت استرقيتك فقال له الرجل: والله يا يزيد ما أنت بأكرم مني في قريش حسبا ولا كان أبوك أفضل من أبي في الجاهلية والاسلام وما أنت بأفضل مني في الدين ولا بخير مني فكيف أقرلك بماسألت؟ فقال له يزيد: إن لم تقر لي والله قتلتك، فقال له الرجل: ليس قتلك إياي بأعظم من قتلك الحسين بن علي (ع) ابن رسول الله صلى الله عليه وآله فأمر به فقتل. ثم أرسل إلى علي بن الحسين (ع) فقال له: مثل مقالته للقرشي فقال له علي بن الحسين (ع): أرأيت إن لم أقر لك أليس تقتلني كما قتلت الرجل بالامس؟ فقال له يزيد لعنه الله: بلى فقال له علي بن الحسين (ع): قد أقررت لك بما سألت أنا عبد مكره فإن شئت فأمسك وإن شئت فبع، فقال له يزيد لعنه الله: أولى لك(1) حقنت دمك ولم ينقصك ذلك من شرفك.

ابن محبوب نے ابو ایوب سے روایت کیا اس نے **برید بن معاویۃ،ابو القاسم**[21] **(المتوفی ۱۵۰ھ)** سے کہا میں نے امام ابو جعفر (امام باقر) سے سنا انہوں نے فرمایا یزید بن معاویہ مدینہ میں داخل ہوا اور وہ حج کا ارادہ رکھتا تھا پس یزید نے ایک قریشی کو (سفیر کے طور) ایک شخص کے پاس بھیجا جو آیا اور اس سے نے کہا (یزید کہتا ہے) کیا تم اقرار کرتے ہو کہ تم میرے غلام ہو؟ اگر تم ہٹو گے تو میں (اٹھا) لے جاؤں گا اگر تم مان جاو تو میں سکون میں آ جاؤں گا – اس ایک شخص نے (جوابا) کہا: اللہ کی قسم اے یزید تم قریش میں مجھ سے بڑھ کر اکرام والے نہیں، نہ تمہارا باپ میرے باپ سے جاہلیت میں یا اسلام میں افضل تھا، نہ تم مجھ سے دین میں افضل ہو نہ بہتر ہو تو میں اس کا اقرار کیسے کروں جو تم نے سوال

---

[21] الخوئی کے بقول امام جعفر نے اس پر لعنت کی دیکھیے معجم رجال الحديث ج ٤ ص ١٤١ پر
عن مسمع كردين أبي سيار . قال : سمعت أبا عبدالله عليه السلام يقول : لعن الله بريدا
مسمع كردين أبي سيار نے کہا میں نے امام جعفر کو کہتے سنا : اللہ کی لعنت ہو برید پر

کیا—پس یزید نے کہا: اگر تم نے اقرار نہ کیا تو اللہ کی قسم قتل کر دوں گا- پس ایک شخص نے کہا میرا قتل تو قتل حسین سبط رسول سے بڑھ کر نہیں ہو گا- پس اس نے قتل کا حکم کیا اور قتل کر دیا گیا- پھر یزید نے علی بن حسین کے پاس بھیجا اس قریشی نے وہی دہرایا جو پہلے مقتول سے کہا تھا- علی زین العابدین نے کہا کیا اگر میں نے اقرار نہ کیا تو تم مجھے اسی طرح قتل کرو گے جس طرح کل والے شخص کو قتل کیا؟ یزید لعنتی نے کہا بالکل- علی زین العابدین نے کہا میں اس کا اقرار کرتا ہوں جو تم نے مانگا میں کراہت والا غلام ہوں اگر چاہو تو چھوڑ دو اور چاہو تو بیچ دو—پس یزید لعنتی نے کہا اتنا کافی ہے تمہارے خون میں ولولہ ہے جس نے تمھارے شرف کو کم نہ کیا

اہل تشیع کے مطابق یہ مکالمہ حج پر مدینہ میں ہوا جبکہ یزید کا خلیفہ بننے کے بعد حجاز آنا معلوم نہیں ہے—یہاں تک کہ الکافی ج ۸ ص ۸۸ (یا الکافی- الكليني- ج ٨- الصفحة ٢٣٤) کے شیعہ محقق بھی سر کھجانے لگے اور لکھتے ہیں

http://shiaonlinelibrary.com/الكتب/1129_الكافي-الشيخ-الكليني-ج-٨/الصفحة_257

هذا غريب اذ المعروف بين اهل السير ان هذا الملعون بعد الخلافة لم يات المدينة بل لم يخرج من الشام حتى مات ودخل النار ولعل هذا كان من مسلم بن عقبة والي هذا الملعون حيث بعثه لقتل اهل المدينة فجرى منه ما في قتل الحرة ما جرى وقد نقل انه جرى بينه وبين علي بن الحسين عليهما السلام قريب من ذلك فاشتبه على بعض الرواة؛ (آت) هذا الاحتمال في غاية البعد فان مسلم بن عقبة لم يكن قرشيا. ثم ان المسعودي روى عكس ذلك قال ان مسلم بن عقبة لما نظر إلى على بن الحسين عليه السلام سقط في يديه وقام واعتذر منه، فقيل له في ذلك فقال قد ملا قلبي نه رعبا.

یہ عجیب و غریب ہے کیونکہ اہل تاریخ میں معروف ہے کہ یزید لعنتی خلیفہ بننے کے بعد کبھی مدینہ نہیں آیا نہ شام سے نکلا یہاں تک کہ شام میں مرا اور جہنم واصل ہوا اور ممکن ہے کہ یہ مسلم بن عقبہ ہو - اس مسلم لعنتی کو اہل مدینہ پر بھیجا تھا جس سے حرہ میں قتل جاری ہوا .... مسلم بن عقبہ قریشی نسل نہیں تھا - پھر مسعودی نے اس کا خلاف روایت کیا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے جب زین العابدین کو دیکھا تو ہاتھ گرا دیے اور کھڑا ہوا اور معذرت کی اس سے کہا گیا یہ کیا کیا تو مسلم بن عقبہ نے کہا دلی رنج کی بنا پر ایسا کیا نہ کہ رعب میں آ کر

خاتمۃ المستدرک میں المیرزا النوری ج ا نے مجلسی کا حوالہ لکھا

واتفق اهل السير والتواريخ على خلافه، قال في البحار: واعلم ان في هذا الخبر اشكالا، وهو أن المعروف في السير أن هذا الملعون لم يات المدينة بعد الخلافة، بل لم يخرج من الشام حتى مات ودخل النار. فنقول مع

عدم الاعتماد على السير، لا سيما مع معارضة الخبر: يمكن ان يكون اشتبه على بعض الرواة، وكان في الخبر أنه جرى ذلك بينه (عليه السلام) وبين من ارسله الملعون لاخذ البيعة، وهو مسلم بن عقبة

اہل سیر و تاریخ کا اس روایت کے خلاف اتفاق ہے۔البحار میں کہا: اور جان لو کہ اس خبر میں اشکال ہے جو یہ ہے کہ اہل تاریخ میں یہ معروف ہے کہ یزید ملعون خلیفہ ہونے کے بعد مدینہ نہیں آیا نہ شام سے نکلا بلکہ وہاں مرا اگ میں داخل ہوا۔ پس ہم تاریخ پر عدم اعتماد کا کہیں گے خاص طور پر اس خبر سے متصادم ہونے کی وجہ سے۔ ممکن ہے اس میں راویوں کو شبہ ہو گیا ہو اور یہ خبر اس بارے میں ہو جو علی پر حسین اور اس کے درمیان جاری ہوا ہو جو بیعت لینے آیا

شرح اِصول الکافی مولی محمد صالح المازندرانی ج ا میں مجلسی کا رد کیا گیا

وسفر يزيد إلى الحجاز لم ينقله أحد ولو كان حقا بتواتر واستوجه العلامة المجلسي (رضي الله عنه) بسهو الراوي واشتباه يزيد بمسلم بن عقبة وهو خلاف عبارة الرواية فإن مسلم بن عقبة لم يكن قريشا، والظاهر سراية السهو إلى المتن أيضا

اور یزید کا حجاز سفر کرنا اس کو کسی نے نقل نہیں کیا اور اگر وہ حق ہے جو تواتر سے آیا ہے اور جس کی توجیہ مجلسی نے راوی کے سہو سے کی ہے کہ اس کو اشتباہ ہوا اور مسلم بن عقبہ کو یزید بنا دیا تو یہ روایت کی ظاہری عبارت کے خلاف ہے کیونکہ مسلم بن عقبہ قریشی نہیں تھا اور اس میں متن میں بھی سہو ہے

افسوس راوی پر جرح کی بجائے تاریخ متواتر کو ہی رد کرنے کا درس مجلسی نے دیا جبکہ راوی جھوٹ باندھ رہا ہے

علی کی تلوار لینے کی کوشش

تاریخ طبری میں ابو مخنف کی سند سے ہے

وأخذ سيفه رجل من بني نهشل بن دارم، فوقع بعد ذَلِكَ إِلَى أهل حبيب بن بديل

حسین کی تلوار بنی نہشل میں سے ایک آدمی نے لے لی پھر وہ حبیب بن بدیل کے گھر والوں کے پاس تھی

سند میں ابو مخنف متروک ہے۔ حسین کی تلوار کی بجائے لوگ علی کی تلوار میں دلچسپی رکھتے تھے

صحیح مسلم ح ۶۳۰۹ : كِتَاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ (بَابُ فَضَائِلِ فَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ) صحیح مسلم: کتاب: صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب (باب: نبی کریم ﷺ کی دختر حضرت فاطمہؓ کے فضائل)

حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيُّ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، حَدَّثَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ، مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، مَقْتَلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ إِلَيَّ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ: لَا، قَالَ لَهُ: هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، وَايْمُ اللهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَنِيهِ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا، حَتَّى تَبْلُغَ نَفْسِي، إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ، عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ: «إِنَّ فَاطِمَةَ مِنِّي، وَإِنِّي أَتَخَوَّفُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا» قَالَ ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ «حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَوَعَدَنِي فَأَوْفَى لِي، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا، وَلَكِنْ وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا»

محمد بن عمرو بن حلحلہ دؤلی نے کہا: ابن شہاب نے انھیں حدیث بیان کی، انھیں علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حدیث بیان کی کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد جب وہ یزید بن معاویہ کے ہاں سے مدینہ منورہ آئے تو مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سے ملے اور کہا: آپ کو مجھ سے کوئی بھی کام ہو تو مجھے حکم کیجیے۔ (حضرت علی بن حسین نے) کہا: میں نے ان سے کہا: نہیں (کوئی کام نہیں) حضرت مسور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار (حفاظت کے لیے) مجھے عطا کریں گے، کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ یہ لوگ اس (تلوار) کے معاملے میں آپ پر غالب آنے کی کوشش کریں گے اور اللہ کی قسم! اگر آپ نے یہ تلوار مجھے دے دی تو کوئی اس تک نہیں پہنچ سکے گا یہاں تک کہ میری جان اپنی منزل پر پہنچ جائے۔ (مجھے یاد ہے کہ) جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے منبر پر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور میں ان دنوں بلوغت کو پہنچ چکا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فاطمہ مجھ سے ہے (میرے جسم کا ٹکڑا ہے) اور مجھے اندیشہ ہے کہ اسے دین کے معاملے میں آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ کہا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد شمس میں سے اپنے داماد (حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ذکر فرمایا اور اس کی اپنے ساتھ اس قرابت داری کی تعریف فرمائی اور اچھی طرح تعریف فرمائی۔ آپ نے فرمایا: "اس نے میرے ساتھ بات کی تو سچ کہا۔ میرے ساتھ وعدہ کیا تو پورا کیا اور میں کسی حلال کام کو حرام قرار نہیں دیتا اور کسی حرام کو حلال نہیں کرتا اور لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک جگہ (ایک خاوند کے نکاح میں) اکٹھی نہیں ہوں گی۔"

حسین رضی اللہ عنہ کا اقدام بہت الگ تھا کیونکہ اصحاب رسول اور بعض اہل بیت نے بھی ان کا ساتھ نہ دیا جس میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ علی بن حسین ایک باغی کے بیٹے تھے اور پوری دنیا کا اصول ہے کہ باغی اور اس کے ہمدرد کے پاس اسلحہ نہیں ہونا چاہیے۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ تھا کہ کہیں کوئی اس تلوار کو چھین کر معدوم نہ کر دے لہٰذا انہوں نے اس کو چھپا دینا چاہا یہ علی بن حسین نے ہاتھ میں کوئی اس کو نہ دیکھ سکے۔ یہ معلوم

نہیں ہو سکا کہ علی بن حسین نے اس افر کو قبول کیا یا نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ یہ تلوار کہاں ہے- علی بن حسین ایک نابالغ تھے لہذا ایک لڑکے کو بہلا پھسلا کے یہ تلوار حاصل کرنا مشکل نہ ہوتا اسی کا خدشہ مسور کو تھا- اہل سنت کو اب پتا نہیں تلوار کہاں گئی- اہل تشیع کہتے ہیں امام مہدی کے پاس سر من الری قدیم سامرّاء

Samarra

میں غار میں ہے

صفات یزیدی پر روایات

مجاہدوں کی لونڈیاں غصب کرنے والا

مستدرک حاکم کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَحْبُوبِيُّ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ، ثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَنْبَأَ ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الْآيَاتُ خَرَزَاتٌ مَنْظُومَاتٌ فِي سِلْكٍ، يُقْطَعُ السِّلْكُ فَيَتْبَعُ بَعْضُهَا بَعْضًا» قَالَ خَالِدُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ: كُنَّا نَادِينَ بِالصَّبَّاحِ، وَهُنَاكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، وَكَانَ هُنَاكَ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي الْمُغِيرَةِ يُقَالُ لَهَا: فَاطِمَةُ، فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: «ذَاكَ يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ» ، فَقَالَتْ: أَكَذَاكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو تَجِدُهُ مَكْتُوبًا فِي الْكِتَابِ؟ قَالَ: «لَا أَجِدُهُ بِاسْمِهِ وَلَكِنْ أَجِدُ رَجُلًا مِنْ شَجَرَةِ مُعَاوِيَةَ يَسْفِكُ الدِّمَاءَ، وَيَسْتَحِلُّ الْأَمْوَالَ، وَيَنْقُضُ هَذَا الْبَيْتَ حَجَرًا حَجَرًا، فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ وَأَنَا حَيٌّ وَإِلَّا فَاذْكُرِينِي» ، قَالَ: " وَكَانَ مَنْزِلُهَا عَلَى أَبِي قُبَيْسٍ، فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ الْحَجَّاجِ، وَابْنِ الزُّبَيْرِ وَرَأَتِ الْبَيْتَ يُنْقَضُ، قَالَتْ: رَحِمَ اللَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو قَدْ كَانَ حَدَّثَنَا بِهَذَا

عبد اللہ بن عمرو نے کہا میں نے (اہل کتاب کی) کتاب میں پڑھا ہے کہ معاویہ کی نسل سے کوئی شخص خون بہائے گا ، مال حلال کرے گا اور بیت اللہ کو کم کر دے گا

اس کی سند ضعیف ہے - خالد بن الحویرث پر امام ابن معین کا قول ہے : لا اعرفه اس کو نہیں جانتا

ابن عدی نے بھی اس کو مجہول گردانا ہے

تاریخ دمشق کی روایت ہے

أخبرنا أبو سهل محمد بن إبراهيم أنا أبو الفضل الرازي أنا جعفر بن عبدالله نا محمد بن هارون نا محمد بن بشار نا عبدالوهاب نا عوف ثنا مهاجر أبو مخلد حدثني أبو العالية حدثني أبو مسلم قال غزا يزيد بن أبي سفيان بالناس فغنموا فوقعت جارية نفيسة في سهم رجل فاغتصبها يزيد فأتى الرجل أبا ذر فاستعان به عليه فقال له رد على الرجل جاريته فتلكأ عليه ثلاثا فقال إني فعلت ذاك لقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول أول من يبدل سنتي رجل من بني أمية يقال له يزيد فقال له يزيد بن أبي سفيان نشدتك بالله أنا منهم قال لا قال فرد على الرجل جاريته

أبو العالية نے روایت کیا کہ اِبو مسلم نے کہا یزید بن ابو سفیان نے لوگوں کے ساتھ غزوہ کیا تو غنیمت میں ایک مجاہد کو تیر چلانے پر نفیس لونڈی ملی، یزید نے اس لونڈی کو غصب کر لیا پھر وہ شخص ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور مدد مانگی توانہوں نے کہا آدمی کو اس کی لونڈی لوٹا دو ... میں نے رسول اللہ سے سنا تھا کہ سب سے پہلے میری سنت کو بنو امیہ میں سے ایک شخص یزید بدلے گا اس پر یزید بن ابو سفیان نے کہا اللہ کو گواہ کریں کیا میں ان میں سے ہوں ؟ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں - پس اس شخص کی لونڈی اس کو لوٹا دی گئی

اس روایت میں بتایا گیا ہے کہ یزید بن سفیان نے دوسروں کی لونڈی اٹھا لی — سند میں اِبُو مسلم الجذمی کہا جاتا ہے کوئی بصری ہے لیکن یہ مجہول الحال ہے - متساہل عجلی نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اور ابن حجر نے بھی مقبول بولا ہے اور ابن حجر یہ ان راویوں پر بولتے ہیں جو مجہول ہوں لیکن کوئی ثقہ ان سے روایت کرے

امام بیہقی نے اس کو دلائل نبوت میں سے سمجھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو امیہ میں سے کسی یزید کی حرکتوں کا معلوم تھا

أخبرنا أبو الحسن علي بن أحمد بن عبدان، أخبرنا أحمد بن عبيد الصفار، حدثنا محمد بن العباس المؤدب، حدثنا هوذة بن خليفة حدثنا عوف عن أبي خلدة عن أبي العالية قال لما كان يزيد بن أبي سفيان أميرا

بالشام غزا الناس فغنموا وسلموا فكان في غنيمتهم جارية نفيسة فصارت لرجل من المسلمين في سهمه فأرسل إليه يزيد فانتزعها منه وأبو ذر يومئذ بالشام قال:فاستغاث الرجل بأبي ذر على يزيد فانطلق معه فقال ليزيد: رد على الرجل جاريته– ثلاث مرات– قال أبو ذر: أما والله لئن فعلت، لقد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن أول من يبدل سنتي رجل من بني أمية ثم ولى عنه فلحقه يزيد فقال أذكرك بالله: أنا هو قال: اللهم لا ورد على الرجل جاريته

اس کی سند منقطع ہے کیونکہ أبي العالية **سے آگے سند نہیں ہے۔ بیہقی نے لکھا ہے**

وفي هذا الإسناد إرسال بين أبي العالية وأبي ذر **–اس کی اسناد میں ابو عالیہ اور ابو ذر کے درمیان ارسال ہے**

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا هَوْذَةُ بْنُ خَلِيفَةَ ، عَنْ عَوْفٍ ، عَنْ أَبِي خَلْدَةَ ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةَ ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : أَوَّلُ مَنْ يُبَدِّلُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ

یہاں بھی سند منقطع ہے کیونکہ أبي العالية **سے آگے سند نہیں ہے**

اِخبار اِصبہان میں ہے

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ النَّيْسَابُورِيُّ فِي كِتَابِهِ إِلَيَّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ سَلْمٍ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبَانَ الْأَصْبَهَانِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ خَالِدٍ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: كُنَّا بِالشَّامِ مَعَ أَبِي ذَرٍّ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَوَّلُ رَجُلٍ يُغَيِّرُ سُنَّتِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ» فَقَالَ يَزِيدُ: أَنَا هُوَ؟ قَالَ:لا

یہاں بھی سند منقطع ہے۔ پہلی روایت کے مطابق أبي العالية کو یہ واقعہ ابو مسلم سے معلوم ہوا تھا لیکن یہاں ان روایات میں ہے کہ أبي العالية نے کہنا شروع کر دیا تھا وہ خود اس جنگ میں موجود تھا۔ أبي العالية ایک نمبر کے چھوڑو انسان تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر واقعہ غرانیق کی تہمت لگاتے تھے۔ امام شافعی صحیح کہتے تھے اس کی روایت ریح (گیس) ہے۔امام بخاری نے تاریخ اوسط میں اس روایت کا ذکر کر کے اس پر تبصرہ کر کے واضح کیا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ امام بخاری لکھتے ہیں

حدثني محمد ، قال : حَدَّثَنَا عَبد الوهاب قال : حدثنا عوف عن المهاجر بن مخلد : ، قال : حَدَّثَنَا أبو العالية , قال : وحدثني أبو مسلم قال : كان أبو ذر بالشام وعليها يزيد بن أبي سفيان فغزا الناس فغنموا.والمعروف أن أبا ذر كان بالشام زمن عثمان وعليها معاوية ومات يزيد في زمن عُمَر ولا يعرف لأبي ذر قدوم الشام زمن عُمَر رضي الله عنه

إبو العایۃ نے کہا ابو مسلم نے روایت کیا کہا ابو ذر تھے شام میں اور وہاں یزید بن ابو سفیان نے غزوہ کیا اور غنیمت دی۔ معروف میں سے ہے کہ ابو ذر شام میں دور عثمان میں تھے اور وہاں گورنر معاویہ تھے اور یزید بن ابو سفیان کی وفات دور عمر میں ہوئی اور یہ نہیں جانا جاتا کہ ابو ذر دور عمر میں شام گئے ہوں

اس روایت میں بنو امیہ میں کسی یزید پر تنقید کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے وہ یزید بن ابو سفیان نہیں تھے کوئی اور تھا۔ظاہر ہے اشارہ یزید بن معاویہ کی طرف ہے۔ افسوس البانی نے سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ح:۱۷۴۹ ان روایات کو حسن قرار دیا ہے اور زبیر علی زئی دشمن یزید بن معاویہ نے روایت کو کتاب مقالات حدیث میں ثابت قرار دیا ہے

کفایت اللہ سنابلی ہندی کے دس (۱۰) جھوٹ

اُصولِ حدیث اور اسماء الرجال کی رُو سے ایک حسن لذاتہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری سنت کو سب سے پہلے بنواُمیہ کا ایک آدمی تبدیل کرے گا جسے یزید کہا جائے گا۔ (تاریخ دمشق ۶/۲۴۹۔۲۵۰، اشاعۃ الحدیث: ۱۰۳ص۱۹)
راقم الحروف نے اس حدیث کے دفاع پر مفصل تحقیقی مضمون لکھا ہے جو مکتبۃ الحدیث کی ویب سائیٹ پر موجود ہے۔

حافظ ابن کثیر یزید بن معاویہ کی بحث میں مذکورہ عبارت سے پہلے یہ حدیث بھی لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ساٹھ سال کے بعد ایسے (نا) خلف ہوں گے جو نماز ضائع کردیں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے، یہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔
(بحوالہ مسند احمد ۳/۳۸۔۳۹، البدایہ والنہایہ ۸/۲۳۵)
اس حدیث کی سند صحیح ہے، اُسے ابن حبان (۷۵۵) حاکم (۲/۳۷۴،۴/۵۴۷) اور

ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔ یہ وہ حدیث ہے جسے ابن عساکر نے یزید بن معاویہ کے ترجمے میں ذکر کیا ہے اور تاریخ دمشق (مطبوع) سے رہ گئی ہے۔
(دیکھئے مختصر تاریخ دمشق لابن منظور ۲۸/۲۷)
اس صحیح حدیث کو موضوع اور من گھڑت کہنے والا بہت بڑا کذاب اور ناصبی ہے۔

حافظ ابن کثیر، ابن عساکر، زبیر علی زئی نے یزید پر اس حدیث کو ثبت کیا ہے اور جہنمی قرار دیا

زانی و سدومی

یزید کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ ان لونڈیوں کو نکاح میں لے لیتا تھا جو معاویہ رضی اللہ عنہ کی لونڈیاں تھیں۔ باپ کی لونڈی اولاد پر حرام ہو جاتی ہے لیکن یزید ان کو حلال کر رہا تھا۔

تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ہے

أنبأنا أبو الفرج غيث بن علي نا أبو بكر الخطيب أنا أبو نعيم الحافظ نا سليمان بن أحمد نا محمد بن زكريا الغلابي نا ابن عائشة عن أبيه قال كان يزيد بن معاوية في حداثته صاحب شراب يأخذ مآخذ الأحداث فأحس معاوية بذلك فأحب أن يعظه في رفق فقال يا بني ما أقدرك على أن تصير إلى حاجتك من غير تهتك يذهب بمروءك وقدرك ثم قال يا بني إني منشدك أبياتا فتأدب بها واحفظها فأنشده

انصب نهارا في طلاب العلا

واصبر على هجر الحبيب القريب

حتى إذا الليل أتى بالدجى

واكتحلت بالغمض عين الرقيب

فباشر الليل بما تشتهي

فإنما الليل نهار الأريب كم فاسق تحسبه ناسكا

قد باشر الليل بأمر عجيب غطى عليه الليل أستاره

فبات في أمن وعيش خصيب ولذة الأحمق مكشوفة

يشفي بها كل عدو غريب

''حفص بن عائشہ سے مروی ہے کہ یزید بن معاویہ اپنی نوعمری میں شرابی تھا، اس سے لونڈے پن کی حرکتیں سرزد ہوتی تھیں تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کا پتا چلا تو انھوں نے چاہا کہ نرمی سے اس کی اصلاح کریں۔ چناں چہ انھوں نے کہا: اے بیٹے! تم اپنی خواہش کی تکمیل پر پوری طرح قادر ہو، بغیر اس کے کہ تم برسرعام ایسی آوارگی کرو، جو تمھاری قدر و منزلت کے لیے خطرہ بن جائے۔ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بیٹے! میں تمھیں چند اشعار سناتا ہوں، تم اس سے سیکھو اور اسے یاد کرلو۔ پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار کہے: جب رات کی تاریکی چھا جائے اور دشمن سو جائیں تو رات میں جو چاہوں کرو، کیوں کہ رات چالاک لوگوں کے لیے دن ہے۔''

سند میں محمد بن زکریا الغلابی البصری الاخباری، ابو جعفر ہے

الذھبی کہتے ہیں ضعیف ہے، ابن مندہ کا قول ہے کہ اس پر کلام ہے، وقال الدارقطنی: یضع الحدیث. حدیث گھڑتا ہے- ابن کثیر نے اس قول کو قبول کر کے تاویل کی ہے

"قلت: وهذا كما جاء في الحديث: من ابتلي بشيء من هذه القاذورات فليستتر بستر الله عز و جل"[3]

''میں کہتا ہوں کہ یہ (شراب نوشی کے عمل کو چھپانے والی بات) اس حدیث کے مطابق ہے، جس میں ہے کہ جو شخص بھی شراب نوشی میں مبتلا ہو تو اس پر پردہ ڈالے رہے، جس طرح اللہ نے پردہ ڈالا ہے۔''

راقم کہتا ہے کہ حیرت ہے کہ اس روایت کو قبول کر کے ایک وضاع کو سپورٹ کیا گیا ہے

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یزید لونڈے باز یا سدومیت پسند واقع ہوا تھا

اب ان روایات کا جائزہ لیا جاتا ہے - تاریخ الطبری دار التراث – بیروت ج ۵ ص ۴۸۰ کے مطابق

قَالَ لوط: وَحَدَّثَنِي أَيْضًا مُحَمَّد بن عَبْدِ الْعَزِيزِ بن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عوف ورجع المنذر من عِنْدَ يَزِيد بن مُعَاوِيَة، فقدم عَلَى عُبَيْد اللَّهِ بن زياد الْبَصْرَة... فأتى أهل الْمَدِينَة، فكان فيمن يحرض الناس عَلَى يَزِيد، وَكَانَ من قوله يَوْمَئِذٍ: إن يَزِيد وَاللَّهِ لقد أجازني بمائة ألف درهم، وإنه لا يمنعني مَا صنع إلي أن أخبركم خبره، وأصدقكم عنه، وَاللَّهِ إنه ليشرب الخمر، وإنه ليسكر حَتَّى يدع الصَّلاة

منذر بن الزبیر اہل مدینہ کے پاس آئے تو یہ ان لوگوں میں سے تھے جو لوگوں کو یزید بن معاویہ کے خلاف بھڑکا رہے تھے۔ اور یہ اس دن کہتے تھے: اللہ کی قسم! یزید نے مجھے ایک لاکھ درہم دئے، لیکن اس نے مجھ پر جو نوازش کی ہے وہ مجھے اس چیز سے نہیں روک سکتی کہ میں تمہیں اس کی خبر بتلاؤں اور اس کے متعلق سچ بیان کر دوں۔ پھر انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! یزید شرابی ہے اور شراب کے نشے میں نماز بھی چھوڑ دیتا ہے

ابو مخنف، لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف الکوفی ہے متروک راوی ہے

وقال الدارقطني: ضعيف

وقال يحيي بن معين: ((ليس بثقة)). وقال مرةً أخرى: ((ليس بشيء)). ثقہ نہیں، کوئی چیز نہیں

وقال ابن عدي: ((شيعي محترق، صاحب أخبارهم)) آگ لگانے والا شیعہ ہے

الطبقات الکبری، دار الکتب العلمیۃ – بیروت، ج ۵ ص ۴۹ میں ہے

خبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَأَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَسَّانَ قَالَ: وَحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيم عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ وَعَنْ غَيْرِهِمْ أَيْضًا. كُلٌّ قَدْ حَدَّثَنِي. قَالُوا: لَمَّا وَثَبَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيَالِيَ الحرة فأخرجوا بَنِي أُمَيَّةَ عَنِ الْمَدِينَةِ وَأَظْهَرُوا عَيْبَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ وَخِلافَهُ أَجْمَعُوا عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ فَأَسْنَدُوا أَمْرَهُمْ إِلَيْهِ فَبَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ وَقَالَ: يَا قَوْمُ اتَّقُوا اللَّهَ وَحْدَهُ لا شريك له. فو الله مَا خَرَجْنَا عَلَى يَزِيدَ حَتَّى خِفْنَا أَنْ نُرْمَى بِالْحِجَارَةِ مِنَ السَّمَاءِ. إِنَّ رَجُلا يَنْكِحُ الأُمَّهَاتِ وَالْبَنَاتَ وَالأَخَوَاتِ وَيَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَدَعُ الصَّلاةَ

جب اہل مدینہ نے حرہ کے موقع پر فساد کیا، بنو امیہ کو مدینہ سے نکال دیا گیا، یزید کے عیوب کا پرچار اس کی مخالفت کی تو لوگوں نے عبد اللہ بن حنظلہ کے پاس آ کر اپنے معاملات انہیں سونپ دئے۔ عبد اللہ بن حنظلہ نے ان سے موت پر بیعت کی اور کہا: اے لوگو! اللہ وحدہ لا شریک سے ڈرو! اللہ کی قسم ہم نے یزید کے خلاف تبھی خروج کیا ہے جب ہمیں یہ خوف لاحق ہوا کہ ہم پر کہیں آسمان سے پتھروں کی بارش نہ ہو جائے کہ ایک آدمی ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتا ہے، شراب پیتا ہے اور نماز چھوڑتا ہے

اس کی سند میں إسماعيل بن إبراهيم بن عبد الرحمن بن عبد الله بن أبي ربيعة القرشي المخزومي المدنی ہے جو مجہول ہے معلوم نہیں کس دور کا ہے-واقدی کا اس سے سماع ہے بھی یا نہیں

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ زِيَادٍ الأَشْجَعِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ قَدْ صَحِبَ النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... أَنْ ذَكَرَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ. فَقَالَ: إِنِّي خَرَجْتُ كَرْهًا بِبَيْعَةِ هَذَا الرَّجُلِ. وَقَدْ كَانَ مِنَ الْقَضَاءِ وَالْقَدَرِ خُرُوجِي إِلَيْهِ. رَجُلٌ يَشْرَبُ الْخَمْرَ وَيَنْكِحُ الْحُرُمَ

معقل بن سنان نے یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا ذکر کیا اور کہا: میں اس شخص کی بیعت سے کراہت کی وجہ سے نکلا ہوں، اور اس کی طرف جانا، قضاء و قدر میں تھا۔ یہ ایسا آدمی ہے جو شراب پیتا ہے، محرمات سے نکاح کرتا ہے

اسکی سند میں عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ زِيَادٍ ہے جو مجھول ہے

تیسری صدی میں تاریخ خلیفة بن خیاط از ابو عمرو خلیفة بن خیاط بن خلیفة الشیبانی العصفری البصری (المتوفی: 240ھ) میں ہے عبد الملک نے مکہ میں حج کے موقع پر سن ۷۵ ھ میں لوگوں کے لیے خطبہ پڑھا اور اس میں اس طرح کہا

قَالَ أَبُو عَاصِم عَن بْن جريج عَن أَبِيه قَالَ حج علينا عَبْد الْملك بْن مَرْوَان سنة خمس وَسبعين بعد مقتل ابْن الزبير عَاميْنِ فَخطبَنَا فَقَالَ أما بعد فَإِنَّهُ كَانَ من قبلي من الْخُلَفَاء يَأْكُلُون من هَذَا المَال ويؤكلون وَإِنِّي وَالله لَا أداوي أدواء هَذِهِ الْأمة إِلَّا بِالسَّيْفِ ولست بالخليفة المستضعف يَعْنِي عُثْمَان وَلَا الْخَلِيفَة المداهن يَعْنِي مُعَاوِيَة أَيهَا النَّاس إِنَّا نَحْتَمِلُ لكم كل اللُّغوِيَّة مَا لم يَك عقد راية أَو وثوب عَلَى مِنْبَر هَذَا عَمْرو بْن سعيد وحقه حَقه وقرابته قَرَابَته قَالَ بِرَأْسِهِ هَكَذَا فَقُلْنَا بسيفنا هَكَذَا

امّا بعد، اے لوگو! مجھ سے پہلے جو خلیفہ اور حاکم گزرے ہیں انھوں نے مال کو خود کھایا اور دوسروں کو بھی دیا کہ وہ بھی کھائیں۔ اللہ کی قسم میں شمشیر کے ذریعے سے اس امت کی مشکلات کو حل کروں گا۔ میں عثمان کی طرح کمزور خلیفہ نہیں ہوں، میں معاویہ کی طرح نرمی و سستی کرنے والا بھی نہیں ہوں

چھٹی سے ساتویں صدی میں بعض مورخین مثلا ابن اثیر، سبط ابن الجوزی المتوفی ٦٥٤ ھ نے کہا کہ عبد الملک نے یہ کہا

فَإِنِّي لَسْتُ بِالْخَلِيفَةِ الْمُسْتَضْعَفِ، يَعْنِي عُثْمَانَ، وَلَا بِالْخَلِيفَةِ الْمُدَاهِنِ، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ، وَلَا بِالْخَلِيفَةِ الْمَأْفُونِ، يَعْنِي يَزِيدَ

میں ذہنی کم عقل خلیفہ یزید کی طرح بھی نہیں ہوں

یہاں عربی لفظ الْمَأْفُونِ ہے جس کا مطلب لغات عربی کے مطابق کم عقل ہونا ہے - ارو میں اسی لفظ پر ماؤف العقل بولا جاتا ہے - سیوطی نے بعد میں اسی لفظ کو تاریخ خلفاء میں لکھا ہے -

آٹھویں صدی تک جا کر یہ لفظ کچھ سے کچھ بن چکا تھا - امام الذھبی نے تاریخ اسلام میں اور ابن کثیر نے البدایہ میں لکھا

و لست بالخليفة المستضعف يعني عثمان و لا الخليفة المداهن يعني معاوية و لا الخليفة المأبون يعني يزيد

اور میں لواط کروانے خلیفہ یزید کی طرح بھی نہیں ہوں

یزید بن معاویہ پر الزامات کے حوالے سے ارتقاء دیکھا جا سکتا ہے

اب الفاظ کچھ بھی ہوں یہ تقریر سندا ثابت بھی نہیں ہے کیونکہ اس کی اسناد میں ابن جریج مدلس کا عنعنہ ہے – بنو امیہ میں یزید بن معاویہ کی شخصیت اور فیصلوں پر کوئی اختلاف نہیں تھا - ان کو مثبت لیا جاتا تھا

طبری کی تاریخ میں ابو مخنف متروک کی سند سے ہے عَبدُ الله بن حنظلة نے حرہ کے فتنہ کو پھیلاتے ہوئے کہا

وقالوا: إنا قدمْنا من عندِ رجل ليس له دين، يشرب الخمر، ويَعزِف بالطنابير، ويَضرِب عنده القيان، ويَلعَب بالكلاب، ويسامر الخُرَّاب والفتيان،

ہم ایک آدمی کی طرف سے آ رہے ہیں جو شراب پیتا ہے اور ڈرم بجاتا ہے اور کتوں سے کھیلتا ہے اور لونڈے خراب کرتا ہے

اس کی سند میں متروک ہے- عَبدُ اللہ بن حنظلة صحابی نہیں ہے اس نے صرف نبی کو دیکھا ہے جب یہ کم عمر تھا اور کوئی حدیث یا علم حاصل کرنے کی اس کو توفیق نہیں ہوئی -إكمال تهذيب الكمال في إسماء الرجال از مغلطای میں ہے

.إبو عمر بن عبد البر: خیر ا فاضلا مقدما فی الأنصار وإحادیثه عندی مرسلة

ابن عبد البر نے کہا اس کی حدیث نبی سے مرسل (سنی ہوئی نہیں) ہے

وقال إبراهيم الحربي: ليست له صحبة

ابراہیم حربی نے کہا یہ صحابی نہیں ہے

عبد الرحمٰن بن یحیٰ المعلمی الیمانی کا قول ہے کہ عَبدُ الله بن حنظلة، في صحبته نظر اس کا صحابی ہونا محل نظر ہے

شرابی

صحیح سند سے یہ خبر نہیں ملی کہ یزید شرابی تھا- حیرت ہے کہ سند، سند کرنے والے لوگ بھی یزید پر شراب پینے کی تہمت لگاتے رہے ہیں- تاریخ طبری ج ۱۰ ص ۶۰ پر ہے معاویہ نے اپنے بیٹے کی خلافت پر بلایا

ودعاؤه عباد الله الى ابنه يزيد المتكبر الخمير، صاحب الديوك والفهود والقرود

جو متکبر شرابی تھا مرغوں، چیتوں اور بندروں والا

طبری نے اس قول کی کوئی سند نہیں دی-

تاریخ یعقوبی، ج 2، ص 220 و تاریخ طبری، ج 6، ص 170. ابن اثیر در کامل (ج 3، ص 503-505) کے مطابق یزید بندروں سے کھیلتا تھا- تاریخ یعقوبی میں بلا سند لکھا ہے

فما يقول الناس إذا دعوناهم إلى بيعة يزيد، وهو يلعب بالكلاب والقرود، ويلبس المصبغ، ويدمن الشراب

لوگ کیا بولیں گے جب معاویہ یزید کی بیعت کی دعوت دیں گے جو کتوں اور بندروں سے کھیلتا ہے اور ریشم پہنتا اور شراب میں مست ہے

ابن اثیر اور طبری نے لکھا کہ ابو مخنف نے روایت کیا حسن بصری نے کہا

قَالَ أَبُو مخنف: عن الصقعب بن زهير، عن الْحَسَن، قَالَ: أربع خصال كن فِي مُعَاوِيَة، لو لَمْ يَكُنْ فِيهِ منهن إلا واحدة لكانت موبقة: انتزاؤه عَلَى هَذِهِ الأمة بالسفهاء حَتَّى ابتزها أمرها بغير مشورة مِنْهُمْ وفيهم بقايا الصحابة وذو الفضيلة، واستخلافه ابنه بعده سكيرا خميرا، يلبس الحرير ويضرب بالطنابير،

حسن بصری نے کہا معاویہ کے چار عمل ایسے ہیں کہ اگر کوئی بھی ان کو کرے تو وہ اس کے لئے بربادی ہے اول امت پر تلوار دراز کرنا اور مشورہ کے بغیر قبضے کرنا جبکہ اصحاب رسول موجود تھے- دوم اپنے شرابی بیٹے کو خلیفہ کرنا جو ریشم پہنتا اور طنبورہ بجاتا تھا- سوم زیاد کو اپنے خاندان سے ملانا جبکہ حدیث ہے کہ اولاد اس کی ہے جس کا بستر ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے- چہارم حجر اور اس کے اصحاب کا قتل کرنا

سند میں اِبو مخنف، لوط بن يحيٰی بن سعيد بن مخنف الكوفی ہے متروک راوی ہے اس نے اپنے خالو الصقعب بن زہیر المتوفی ۱۴۰ ہجری سے روایت کیا ہے

امام الذھبی نے زیاد حارثی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ

سقانى يزيد شراباً ما ذقت مثله، فقلت: يا أمير المؤمنين لم أُسلسل مثل هذا، قال: هذا رمّان حُلوان، بعسل اصبهان، بسكّر الأهواز، بزبيب الطائف، بماء بَرَدى

زیاد نے کہا یزید نے مجھے (شربت) پلایا - اس کا ساذائقہ میں نے پہلے نہ پیا تھا - پوچھا امیر المومنین میں نے ایسی لذت اس سے قبل نہیں پائی - یزید نے کہا ٹھنڈے پانی کے ساتھ، حُلوَانَ کا انار ہے، اِصْبَهَانَ کا اس میں شہد ہے، الأَهْوَازِ کی چینی ہے، الطَّائِفِ کا انگور ہے

اس کی سند کا علم نہیں ہے - اس قول کو خمر یعنی شراب قرار نہیں دیا جائے گا - شراب کا مطلب عربی میں پینا ہے چاہے پانی ہو یا دودھ ہو یا شراب نشہ والی ہو - اس قسم کا قول روح افزا اور تھادل کے لئے بھی کہا جا سکتا ہے

تاریخ الاسلام میں الذھبی نے روایت دی ہے

وَقَالَ الْمَدَائِنِيُّ، عَنْ عَوَانَةَ، وَأَبِي زَكَرِيَّا الْعَجْلانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ: إِنَّ مُسْلِمًا لَمَّا دَعَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْبَيْعَةِ، يَعْنِي بَعْدَ وَقْعَةِ الْحَرَّةِ، قَالَ .... الْفَاسِقَ يَشْرَبُ الْخَمْرَ

سند میں عوانة بن الحكم بن عوانة بن عياض الأخبارى المتوفى ۱۴۷ ھ ہے — اس نے كِتَابُ التَّارِيْخِ اور كِتَابُ سِيَرُ مُعَاوِيَةَ، وَبَنِي أُمَيَّةَ لکھی تھیں — اس کا درجہ الذھبی کے نزدیک صدوق کا ہے اور ابن حجر نے اس کو وضاع یعنی روایت گھڑنے والا لسان المیزان میں قرار دیا ہے يضع الأخبار لبني أمية بنو امیہ پر روایت گھڑتا تھا - سند میں اَبِي زَكَرِيَّا العَجْلَانِيّ بھی مجہول ہے — المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبری کے مولف کرم بن محمد زیادة الفالوجی الاثری نے اِبو زکریا العَجلَانِي پر ترجمہ قائم کیا اور لکھا ہے

أبو زكريا العَجلانِي، من السادسة فما دونها، لم أعرفه، ولم أجد له ترجمة

اِبوزکریا العَجلانِی.....اس کو نہیں جانتا نہ اس کا ترجمہ ملا ہے

فتنة مقتل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مولف محمد بن عبد اللہ بن عبد القادر غبان الصبحی نے پر کہا ہے لم أجد له ترجمة اس کا احوال مجھ کو نہیں ملا پھر رائے ظاہر کی کہ ممکن ہے کہ یہ يحيى بن اليمان العجليّ الكوفي، أبو زكريا المتوفی ۱۸۹ھ ہو۔راقم کہتا ہے یحییٰ بن الیمان اصل میں ابن الیمان کے نام سے مشہور ہے اور اس کو نسائی نے لیس بالقویّ قرار دیا ہے۔ابن معین نے ضَعِیفُ الحَدِیثِ قرار دیا ہے۔اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیں تو بھی اس کی سند میں ایک مجہول ہے اور ایک ضعیف ہے لہذا یہ قول نہایت نا قابل اعتبار ہے

کتوں کا شوقین

واقعہ حرہ میں تقریر میں کہا گیا کہ یزید کتوں سے کھیلتا ہے۔المنتظم فی تاریخ الامم والملوک میں ابن جوزی نے لکھا ہے عبد اللہ بن حنظلۃ، والمنذر بن الزبیر نے کہا ويلعب بالكلاب یہ کتوں سے کھیلتا ہے۔ راقم کہتا ہے اس قول کی سند میں واقدی ہے۔ قابل غور ہے کہ کیا اصحاب کہف کا کتا نہیں تھا؟ شکار کے لئے کتوں کو پالنا جائز ہے اس کا ذکر احادیث میں ہے۔ حسن و حسین رضی اللہ عنہما بھی کتوں سے کھیلتے تھے سنن ابو داود کی حسن حدیث ہے

حدَّثنا أبو صالحٍ محبوبُ بنُ موسى، حدَّثنا أبو إسحاق الفزَاريُّ، عن يونَس بن أبي إسحاق، عن مجاهدٍ حَدّثنا أبو هُريرة، قال: قال رسولُ الله — صلَّى الله عليه وسلم —: أتاني جبريلُ عليه السلام، فقال لي: أتيتُكَ البارحَةَ فلم يمنعْني أن أكونَ دخلتُ إلا أنَّه كانَ على الباب تماثيلُ، وكان في البيت قِرَامُ سِتْرٍ فيه تماثيلُ، وكان

في البيت كلْبٌ، فَمُرْ برأسِ التِّمثَالِ الذي على بابِ البيت يقْطَعُ فيصيرُ كهيئةِ الشجرة، ومُرْ بالسِّترِ، فليُقْطَع، فيُجعَلُ منه وسادَتَان مَنبوذتانِ تُوطآن، ومُرْ بالكلب فليُخرَج" ففعل رسولُ الله – صلَّى الله عليه وسلم –، وإذا الكلبُ لحَسَنٍ أو حُسين كان تحتَ نَضَدٍ لهم، فأمر به فأخْرِجَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے پاس جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا: میں کل رات آپ کے پاس آیا تھا لیکن اندر نہ آنے کی وجہ صرف وہ تصویریں رہیں جو آپ کے دروازے پر تھیں اور آپ کے گھر میں (دروازے پر) ایک منقش پردہ تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں، اور گھر میں کتا بھی تھا تو آپ کہہ دیں کہ گھر میں جو تصویریں ہوں ان کا سر کاٹ دیں تاکہ وہ درخت کی شکل کی ہو جائیں، اور پردے کو پھاڑ کر اس کے دو غالیچے بنا لیں تاکہ وہ بچھا کر پیروں سے روندے جائیں اور حکم دیں کہ کتے کو باہر نکال دیا جائے“، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا، اسی دوران حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کا کتا ان کے تخت کے نیچے بیٹھا نظر آیا، آپ نے حکم دیا تو وہ بھی باہر نکال دیا گیا۔ ابوداؤد کہتے ہیں: «نضد» چارپائی کی شکل کی ایک چیز ہے جس پر کپڑے رکھے جاتے ہیں۔ تخریج دارالدعوہ: سنن الترمذی/الأدب ۴۴ (۲۸۰۶)، سنن النسائی/الزینة من المجتبی ۶۰ (۵۳۶۷)

البانی کہتے ہیں سند صحیح ہے

جدید معترضین نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے کہ یزید آوارہ کتوں سے کھیلتا ہے جبکہ کسی روایت میں موجود نہیں کہ یہ کتے آوارہ تھے- یہ اضافہ بالکل لغو ہے-

بندر پسند

البدایہ والنہایہ از ابن کثیر میں صغیہ تمریض سے ہے کہ یزید کی موت بندر کی وجہ سے ہوئی

وقيل: إن سبب موته أنه حمل قردة وجعل ينقزها فعضته وذكروا عنه غير ذلك والله أعلم بصحة ذلك

کہا جاتا ہے یزید کی موت بندر سے ہوئی ...اور دوسروں نے اس الگ ذکر کیا ہے اللہ کو اس کی صحت کا علم ہے

الکامل از ابن اثیر میں ہے :

وَقِيلَ: إِنَّهُ مَاتَ مَسْمُومًا، وَصَلَّى عَلَيْهِ الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

کہا جاتا ہے یزید کی موت زہر سے ہوئی ان کی نماز جنازہ الْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ نے پڑھی

یہ اقوال گھڑے ہوئے ہیں - جب یزید بن معاویہ سے مخالف ناخوش ہوئے تو ان کی وفات سے متعلق افواہ سازی کی

مدینہ میں لوٹ مار زنا بالجبر

شہادت حسین سن ٦١ ہجری محرم میں ہوئی اور اس کے بعد تقریبا تین سال تک مملکت اسلامیہ میں سکون رہا اور کوئی اور شورش یا فتنہ رونمانہ ہوا- پھر سن ٦٣ ھ کے آخر میں واقعہ الحرہ ہوا جس میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حمایتیوں نے مدینہ میں فساد برپا کیا—تاریخ ابوزرعہ دمشقی میں ہے

وَكَانَتِ الْحَرَّةُ يَوْمَ الْأَرْبَعَاءِ لِلَيْلَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ

حرہ کا واقعہ بدھ، سن ٦٣ ہجری میں ذوالحجہ کی آخری چند راتوں میں ہوا

شہادت حسین پر بات کرتے کرتے لوگ واقعہ حرہ کے حوالے سے بھی جھوٹے قصے سنانے لگ جاتے ہیں مثلا البدایہ والنہایہ از ابن کثیر میں ہے

قَالَ ابْنُ جَرِيرٍ: وَقَدْ رُوِيَتْ قِصَّةُ الْحَرَّةِ عَلَى غَيْرِ مَا رَوَاهُ أَبُو مِخْنَفٍ، فَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ ثَنَا أَبِي سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ جَرِيرٍ ثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ قَالَ: سَمِعْتُ أَشْيَاخَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ يُحَدِّثُونَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَعَا ابْنَهُ يَزِيدَ فَقَالَ لَهُ: إِنْ لَكَ مِنْ أَهْلِ المدينة يوما، فان فعلوا فارمهم بمسلم ابن عقبة فإنه رجل قد عرفت نصيحته لنا،

طبری نے ابو مخنف کی سند سے حرہ کا قصہ نقل کیا کہ ... جویرہ نے مدینہ کے بوڑھوں سے سنا کہ وہ کہا کرتے کہ معاویہ نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے یزید کو کہا کہ مدینہ کا صرف ایک دن ہے تم کو ضرورت پڑے تو مسلم بن عقبہ کو ان پر بھیجنا

افسوس ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں ابو مخنف متروک کی روایات لکھ کر اس کی صحت کو ختم کر دیا- صحیح بات یہ ہے کہ معاویہ نے اس قسم کی کوئی وصیت نہیں کی تھی اور تین سال تک یزید کے دور میں سب سکون سے تھے لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ خروج کریں گے اور حجاز میں اپنی خلافت قائم کریں گے [22]- لہٰذا ابن زبیر نے سیاسی چال چلی کہ بنوامیہ سے

---

[22] ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے باپ زبیر کو ملنے والی خلافت علی نے حاصل کر لی تھی – صحیح بخاری کے مطابق دور عثمان میں مسلمانوں کا مجموعی رجحان ہو چکا تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد زبیر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے- ابن زبیر کے گرد ان کے ہمدرد جمع ہوئے اور ان کو خروج بیعت پر اکسایا -

منسلک خاندانوں کو مدینہ سے نکال دیا — مدینہ سے یہ بوڑھے، بچے، عورتیں کسمہ پرسی کے عالم میں شام کی طرف انصاف کی دہائی مانگتے ہوئے جا رہے تھے - الذھبی تاریخ الاسلام میں لکھتے ہیں

ابن الزبیر نے حکم دیا کہ مدینہ و حجاز سے بنو امیہ کو نکال دیا جائے

وكان ابن الزبير أمر بإخراج بني أمية ومواليهم من مكة والمدينة إلى الشام،

سن ۳۱ ہجری کا واقعہ ہے جو صحیح البخاری میں ہی ہے

حدیث نمبر: 3717حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصَى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: "اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوهُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: عُثْمَانُ وَقَالُوا، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوا الزُّبَيْرَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

.ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ مجھے مروان بن حکم نے خبر دی کہ جس سال نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھوٹ پڑی تھی اس سال عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی سخت نکسیر پھوٹی کہ آپ حج کے لیے بھی نہ جا سکے، اور (زندگی سے مایوس ہو کر) وصیت بھی کر دی، پھر ان کی خدمت میں قریش کے ایک صاحب گئے اور کہا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنا دیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا: کیا یہ سب کی خواہش ہے، انہوں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کہ کسے بناؤں؟ اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ حارث تھے۔ انہوں نے بھی یہی کہا کہ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیں، آپ نے ان سے بھی پوچھا کیا یہ سب کی خواہش ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے پوچھا: لوگوں کی رائے کس کے لیے ہے؟ اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے، تو آپ نے خود فرمایا: غالباً زبیر کی طرف لوگوں کا رجحان ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق بھی وہی ان میں سب سے بہتر ہیں اور بلاشبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں بھی ان میں سب سے زیادہ محبوب تھے۔

اس پر چار ہزار مسلمانوں کو مدینہ سے نکال دیا گیا جب یہ لوگ وادی القری پر پہنچے تو مسلم بن عقبہ سے ملے جس نے حکم دیا کہ نہیں واپس جاؤ

فخرج منهم أربعة آلاف فيما يزعمون، فلما صاروا بوادي القرى أمرهم مسلم بالرجوع معه

ابن زبیر اس سے پہلے مروان بن حکم کو بھی مدنیہ سے بیماری کی حالت میں نکلوا چکے تھے اور انہوں نے یہ وطیرہ بنالیا تھا کہ خاندان کی بنیاد پر مسلمانوں کو الگ کیا جائے

ابن حجر نے مروان بن الحکم کے ترجمہ میں لکھا ہے

ولم يزل بالمدينة حتى أخرجهم ابن الزبير منها، وكان ذلك من أسباب وقعة الحرة

مروان مدینہ سے نہ نکلے حتی کہ ابن زبیر نے ان کو نکالا اور یہ واقعہ حرہ کا سبب بنا

امام بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مُغِيرَةَ، قَالَ: «أَنْهَبَ مُسْرِفُ بْنُ عُقْبَةَ الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ , فَزَعَمَ الْمُغِيرَةُ أَنَّهُ افْتُضَّ فِيهَا أَلْفُ عَذْرَاءَ» . مُسْرِفُ بْنُ عُقْبَةَ هُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ: مُسْلِمُ بْنُ عُقْبَةَ الَّذِي جَاءَ فِي قِتَالِ أَهْلِ الْحَرَّةِ , وَإِنَّمَا سَمَّاهُ مُسْرِفًا لِإِسْرَافِهِ فِي الْقَتْلِ وَالظُّلْمِ

مغیرہ نے کہا مسرف بن عقبہ نے تین دن مدینہ میں لوٹ مار کی اور مغیرہ کا دعوی ہے کہ ایک ہزار کنواریاں اس میں کنواری نہ رہیں (یعنی ان کے ساتھ زنا بالجبر کیا گیا)

سند منقطع ہے –سند میں المغيرة بن مقسم الضبى مولاهم ، أبو هشام الكوفى ، الفقيه الأعمى المتوفی 133ھ ہیں جو مدلس ہیں اور انہوں نے خبر نہیں دی کہ سن ۶۲ ھ کی خبر کس سے ان کو ملی

المنتظم از ابن جوزی میں ہے

وعن المدائني، عن أبي قرة، قال: قال هشام بن حسان : ولدت ألف امرأة بعد الحرة من غير زوج، ثم دعى مسلم بالناس إلى البيعة ليزيد، وقال: بايعوا على أنكم خول له، وأموالكم له، فقال يزيد بن عبد الله بن ربيعة: نبايع على كتاب الله، فأمر به فضربت عنقه، وبدأ بعمرو بن عثمان، فقال: هذا الخبيث ابن الطيب، فأمر به فنتفت لحيته.

ہشام بن حسان (المتوفی ۱۴۸ھ نے سن ۶۱ ھ کا بلا سند ذکر کیا) نے کہا حرہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے بچے جنے جن کے باپ نہیں تھے، پھر مسلم بن عقبہ نے لوگوں کو بیعت کے لئے طلب کیا

لوگوں نے اس قول سے سمجھا ہے کہ ہشام کا مقصد کہنا ہے کہ زنا بالجبر ہوا- راقم کہتا ہے کہ ہشام بن حسان کا مقصد یہ کہنا ہے کہ ہزار لوگ قتل ہو گئے جن کے گھر ولادت ہونے والی تھی یا جنگ کی وجہ سے عورتوں کا حمل نکلنا ہو گیا- بہر حال یہ مبالغہ ہے اور سند منقطع ہے

ابن عمر نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ بیعت یزید سے نہ نکلنا- صحیح بخاری کی حدیث ہے

باب إِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلاَفِهِ

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَمَّا خَلَعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ جَمَعَ ابْنُ عُمَرَ حَشَمَهُ وَوَلَدَهُ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ – صلى الله عليه وسلم – يَقُولُ «يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ». وَإِنَّا قَدْ بَايَعْنَا هَذَا الرَّجُلَ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنِّي لاَ أَعْلَمُ غَدْرًا أَعْظَمَ مِنْ أَنْ يُبَايَعَ رَجُلٌ عَلَى بَيْعِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ، ثُمَّ يُنْصَبُ

نافع کہتے ہیں کہ جب مدینہ والوں نے يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ کی بیعت توڑی تو عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خاندان والوں کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر دغا باز کے لئے قیامت کے دن اک جھنڈا گاڑھا جائے گا—اور بے شک میں نے اس آدمی (یزید بن معاویہ) کی بیعت کی ہے اللہ اور اس کے رسول (کی اتباع پر) اور میں کوئی ایسا بڑا عذر نہیں جانتا کہ کسی کی اللہ اور رسول کے لئے بیعت کی جائے اور پھر توڑی جائے

اصحاب رسول کا حرہ پر موقف

کہا جاتا ہے کہ ابو سعید الخذری کا قتل واقعہ حرہ میں ہوا—یہ ایک جھوٹی کہانی ہے— صحیح مسلم میں ہے

ترجمہ: قتیبہ بن سعید، لیث، سعید بن ابی سعید، حضرت ابوسعید مولیٰ مہری سے روایت ہے کہ وہ حرہ کی رات میں حضرت ابوسعید خدری (رض) کے پاس آئے اور ان سے مدینہ سے واپس چلے جانے کے بارے میں مشورہ طلب کیا

اور شکایت کی کہ مدینہ میں مہنگائی بہت ہے اور ان کی عیال داری بال بچے زیادہ ہیں اور میں مدینہ کی مشقت اور اس کی تکلیفوں پر صبر نہیں کر سکتا تو حضرت ابوسعید (رض) نے اس سے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے میں تجھے اس کا حکم (مشورہ) نہیں دوں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں کہ جو آدمی مدینہ کی تکلیفوں پر صبر کرے اور اسی حال میں اس کی موت آجائے تو میں اس کی سفارش کروں گا یا فرمایا کہ میں قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دوں گا جبکہ وہ مسلمان ہو

ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ فتنہ حرہ کے وقت مدینہ سے مت جاؤ- ایک روایت میں اس کے بر عکس بیان ہوا ہے کہ ابو سعید خود شامی فوج کو دیکھ، مدینہ چھوڑ کر ایک غار میں چلے گئے، جہاں ایک شامی ان کو قتل کرنے آیا اور پھر ڈانٹ پڑنے پر چلا گیا- ایسا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ مدینہ میں کوئی غار بھی نہیں ہے-

بہت سے اصحاب رسول کے نزدیک واقعہ حرہ ایک فساد تھا جس میں شرکت جائز نہیں تھی- ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں کو خاص تنبیہ کی کہ اس میں شرکت مت کرنا، عبداللہ بن مطیع کی بیعت مت کرنا- صحیح مسلم 296 میں ہے

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ جَاءَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُطِيعٍ حِينَ كَانَ مِنْ أَمْرِ الْحَرَّةِ مَا كَانَ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ اطْرَحُوا لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وِسَادَةً فَقَالَ إِنِّي لَمْ آتِكَ لِأَجْلِسَ أَتَيْتُكَ لِأُحَدِّثَكَ حَدِيثًا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً

عبیداللہ بن معاذ عنبری، ابن محمد بن زید، زید بن محمد، نافع، عبداللہ بن عمر، نافع (رض) سے روایت ہے کہ ابن عمر (رض) واقعہ حرہ کے وقت جو یزید بن معاویہ کے دور حکومت میں ہوا عبداللہ بن مطیع کے پاس آئے تو ابن مطیع نے

کہاابو عبدالرحمٰن کے لئے غالیچہ بچھاؤتوابن عمر (رض) نے کہامیں تمھارے پاس بیٹھنے کے لئے نہیں آیا میں تو تم کو حدیث بیان کرنے آیا ہوں جو میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنی آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جس نے اطاعت امیر سے ہاتھ نکال لیا تو وہ قیامت کے دن اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہوگی اور جو اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ تھی وہ جاہلیت کی موت مرا۔

معلوم ہوا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک عبد اللہ بن مطیع جاہلیت کی موت مرا

صحیح بخاری ح ۴۱۶۷ میں ہے

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا ان سے ان کے بھائی عبدالحمید نے ان سے سلیمان بن بلال نے ان سے عمرو بن یحییٰ نے اور ان سے عباد بن تمیم نے بیان کیا کہ حرہ کی لڑائی میں لوگ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ عبداللہ بن زید نے پوچھا کہ ابن حنظلہ سے کس بات پر بیعت کی جا رہی ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ موت پر۔ ابن زید نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب میں کسی سے بھی موت پر بیعت نہیں کروں گا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حدیبیہ میں شریک تھے۔

البتہ یقینا جو ہوا وہ افسوسناک تھا۔ صحیح بخاری ح ۴۹۰۶ میں ہے

ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن فضل نے بیان کیا اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان کا بیان نقل کیا کہ مقام حرہ میں جو لوگ شہید کر دیئے گئے تھے ان پر مجھے بڑا رنج ہوا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کو میرے غم کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے مجھے لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کے بیٹوں کی بھی مغفرت فرما۔ عبداللہ بن فضل کو

اس میں شک تھا کہ آپ نے انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کا بھی ذکر کیا تھا یا نہیں۔انس رضی اللہ عنہ سے ان کی مجلس کے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہما ہی وہ ہیں جن کے سننے کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی تھی

طبرانی نے متعدد طرق سے نقل کرتے ہوئے کہا

حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي ثنا علي بن حكيم الأودي . وحدثنا الحسين بن جعفر القتات الكوفي ثنا منجاب بن الحارث .وحدثناأحمد بن عمرو القطراني ثنا محمد بن الطفيل ثنا شريك عن فطر بن خليفة عن حبيب بن أبي ثابت عن ابن عمر قال ما أجدني آسى على شيء إلا أني لم أقاتل الفئة الباغية مع علي

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا مجھے اس سے زیادہ کسی پر افسوس نہیں کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ باغی گروہ سے قتال نہیں کرسکا[المعجم الکبیر للطبرانی 145/13]

الذھبی کا قول ہے فهذا منقطع [سیر إعلام النبلاء للذہبی: 231/3]

إبو زيد عمر بن شبة (المتوفی 262) نے کہا

حدثنا أبو أحمد، حدثنا عبد الجبار بن العباس، عن أبي العنبس، عن أبي بكر بن أبي الجهم، قال: سمعت ابن عمر يقول: ما آسى على شيء إلا تركي قتال الفئة الباغية مع علي

ابو بکر بن ابی الجہم نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ: مجھے اس سے زیادہ کسی پر افسوس نہیں کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ باغی گروہ سے قتال کرنے سے اجتناب کیا

[الاِستیعاب لابن عبدالبر: 953/3]

عبدالجبار بن العباس اس کی سند میں سخت مجروح ہے

صحیح قول یہ ہے کہ ابن عمر نے حرہ کے باغیوں سے قتال نہ کرنے پر افسوس کیا۔ سنن الکبری بیہقی میں ہے

حدثنا أبو عبد الله الحافظ إملاء حدثنا أبو عبد الله : محمد بن عبد الله الزاهد حدثنا أحمد بن مهدى بن رستم حدثنا بشر بن شعيب بن أبى حمزة القرشى حدثنى أبى ح وأخبرنا أبو الحسين بن الفضل القطان ببغداد أخبرنا عبد الله بن جعفر بن درستويه حدثنا يعقوب بن سفيان حدثنا الحجاج بن أبى منيع حدثنا جدى وحدثنا يعقوب حدثنى محمد بن يحيى بن إسماعيل عن ابن وهب عن يونس جميعا عن الزهرى وهذا لفظ حديث شعيب بن أبى حمزة عن الزهرى أخبرنى حمزة بن عبد الله بن عمر : أنه بينما هو جالس مع عبد الله بن عمر إذ جاءه رجل من أهل العراق فقال : يا أبا عبد الرحمن ..... فقال : ما وجدت فى نفسى من شىء من أمر هذه الأمة ما وجدت فى نفسى أنى لم أقاتل هذه الفئة الباغية كما أمرنى الله عز وجل زاد القطان فى روايته قال حمزة فقلنا له : ومن ترى الفئة الباغية؟ قال ابن عمر : ابن الزبير بغى على هؤلاء القوم فأخرجهم من ديارهم ونكث عهدهم

ابن عمر نے کہا اس امت کے معاملات میں سے کسی معاملہ پر مجھے اتنا افسوس نہیں ہوا جتنا اس بات پر افسوس ہوا کہ میں نے اس (حرہ کی) باغی جماعت سے قتال کیوں نہیں کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ حسین بن القطان نے مزید بیان کیا کہ : حمزہ نے کہا: ہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کس کو باغی جماعت سمجھتے ہیں؟ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن

زبیر نے قوم سے بغاوت کی ہے-ان (مدینہ والوں) کو ان کے گھروں سے نکال دیا، کیا گیا عہد توڑ دیا (یعنی بیعت توڑ دی)

الذھبی کے بقول ابن عمر کے نزدیک ابن زبیر باغی تھے نہ کہ حجاج و یزید جیسا بعض راویوں کا گمان تھے

”قلت هذا ظن من بعض الرواة، وإلا فهو قد قال الفئة الباغية ابن الزبير كما تقدم، والله أعلم“[1]

”میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ یہ بعض رواۃ کا اپنا خیال ہے، ورنہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے خود یہ کہا ہے کہ باغی گروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے، جیسا کہ گزرا، واللہ اعلم۔“

شامی فوجی کی چوری

بعض رجحانات حاکم یا سپہ سالار کی حدود میں نہیں آتے ان کا تعلق فرد کی گھر میں تربیت سے ہوتا ہے- نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کون معلم ہو سکتا ہے؟ لیکن غزوہ خیبر میں مسلمانوں میں سے ایک شخص مال غنیمت میں سے چادر چوری کرلیتا ہے- اسی طرح حرہ میں آتا ہے کہ ایک شامی فوجی نے جابر رضی اللہ عنہ کا سکہ چوری کر لیا- صحیح بخاری ح ۲۶۰۴ میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ مُحَارِبٍ ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: "بِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعِيرًا فِي سَفَرٍ، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَدِينَةَ، قَالَ: ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَوَزَنَ". قَالَ شُعْبَةُ: أُرَاهُ فَوَزَنَ لِي فَأَرْجَحَ، فَمَا زَالَ مَعِي مِنْهَا شَيْءٌ حَتَّى أَصَابَهَا أَهْلُ الشَّأْمِ يَوْمَ الْحَرَّةِ.

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا محارب بن دثار سے اور

انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں ایک اونٹ بیچا تھا۔ جب ہم مدینہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کیا۔ شعبہ نے بیان کیا، میرا خیال ہے کہ (جابر رضی اللہ عنہ نے کہا) میرے لیے وزن کیا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے بلال رضی اللہ عنہ نے) اور (اس پلڑے کو جس میں سکہ تھا) جھکا دیا۔ (تاکہ مجھے زیادہ ملے) اس میں سے کچھ تھوڑا سا میرے پاس جب سے محفوظ تھا۔ لیکن شام والے (اموی لشکر) یوم حرہ کے موقع پر مجھ سے چھین کر لے گئے

صحیح مسلم میں ہے

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَلَّ جَمَلِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَفِيهِ ثُمَّ قَالَ لِي بِعْنِي جَمَلَکَ هَذَا قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَکَ قَالَ لَا بَلْ بِعْنِيهِ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَکَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا بَلْ بِعْنِيهِ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ لِرَجُلٍ عَلَيَّ أُوقِيَّةَ ذَهَبٍ فَهُوَ لَکَ بِهَا قَالَ قَدْ أَخَذْتُهُ فَتَبَلَّغْ عَلَيْهِ إِلَى الْمَدِينَةِ قَالَ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبِلَالٍ أَعْطِهِ أُوقِيَّةً مِنْ ذَهَبٍ وَزِدْهُ قَالَ فَأَعْطَانِي أُوقِيَّةً مِنْ ذَهَبٍ وَزَادَنِي قِيرَاطًا قَالَ فَقُلْتُ لَا تُفَارِقُنِي زِيَادَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَانَ فِي كِيسٍ لِي فَأَخَذَهُ أَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ

ترجمہ : عثمان بن ابی شیبہ، جریر، اعمش، سالم بن ابی جعد، حضرت جابر (رض) سے روایت ہے کہ ہم مکہ سے مدینہ کی طرف رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ آئے تو میرا اونٹ بیمار ہو گیا اور باقی حدیث کو اسی قصہ کے ساتھ بیان کیا اور اس حدیث میں یہ ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے فرمایا تو اپنا یہ اونٹ مجھے فروخت کردے؟ میں نے کہا: بلکہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لئے (ہدیہ) ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: نہیں! بلکہ اسے مجھے فروخت کردے۔ میں نے کہا: بلکہ وہ تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی کے لئے ہے، اے اللہ کے رسول۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: نہیں! بلکہ اسے مجھے فروخت کردے۔ تو میں نے عرض کیا میرے ذمہ ایک آدمی کا ایک اوقیہ سونا قرض ہے تو یہ اس کے عوض آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لے لیں آپ

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا میں نے خرید لیا اور اسی اونٹ پر مدینہ چلے جانا جب میں مدینہ پہنچا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت بلال (رض) سے فرمایا کہ اسے ایک اوقیہ سونا اور کچھ زائد دے دو تو انہوں نے مجھے ایک اوقیہ سونا اور کچھ زائد دے دیا میں نے کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ زیادتی (از راہ محبت کہا) کبھی مجھ سے جدا نہ ہو گی فرماتے ہیں کہ وہ سونا میرے پاس ایک تھیلی میں رہا حتی کہ حرہ کے دن اسے مجھ سے شام والوں نے لے لیا۔

یزید کے ناقدین نے شامی فوجی کی اس غلط حرکت کو یزید کی غلطی قرار دے دیا ہے

قبر النبی سے اذان کی آواز آنا

ابن مسیب سے منسوب قول ہے کہ مسجد النبی میں حرہ کے دنوں اذان نہ ہو سکی تو قبر رسول سے اذان کی آواز انے لگی ۔ سعید بن المسیب سے اس قول کو دو غیروں اور ایک پوتے نے منسوب کیا ہے

عبد الحمید بن سليمان الخزاعی — مدینہ کا ہے لیکن بغداد میں جا کر رہا وفات ۱۷۰ سے ۱۸۰ ھ کے درمیان ہے

طلحة بن محمد بن سعيد بن المسيب — وفات معلوم نہیں ہے مدینہ کا ہے ۔ ابن مسیب کا پوتا ہے

سعيد بن عبد العزيز بن أبي يحيٰى التنوخي — وفات ۱٦۷ ھ کے قریب ہے — دمشق کے ہیں

راقم کہتا ہے یہ اجماع کیسے ہوا کہ ایک دمشقی پھر ایک بغدادی اور ایک مدنی نے اس قول کو ابن المسیب سے الگ الگ علاقوں میں منسوب کیا — اس کے علاوہ اس قول کو منسوب کرنے میں دو غیر ہیں ایک پوتا ہے — یہ سب قابل غور ہے

روایت ضعیف تو ہے لیکن اس قول کی تہہ تک جانا ہو گا کہ ایسا ابن المسیب سے منسوب کیوں کیا گیا یا واقعی انہوں نے کہا - اب دو ہی صورتیں ہیں

اگر یہ ابن المسیب نے نہیں کہا تو سوال ہے کہ ان تین راویوں کو کس نے مجبور کیا کہ وہ اس قول کو ابن المسیب سے منسوب کریں- کیا بنو عباس نے ان راویوں سے کہلوایا کہ وہ بنو امیہ کی تنقیص میں اس کو بیان کریں؟ راقم کو بنو عباس کا اس قسم کا اثر رسوخ معلوم نہیں ہے لیکن یہ دور سن ۱۵۰ سے ۱۸۰ ھ کا معلوم ہوتا ہے —ابو جعفر المنصور کی خلافت سن ۱۵۸ ھ تک تھی اور اِس کے بعد ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ المنصور بن محمد بن علی المہدی باللہ کی خلافت سن ۱۶۹ ھ تک تھی

اگر واقعی یہ قول ابن المسیب نے کہا تو اس کا مطلب ہے کہ سعید بن المسیب آخری عمر میں مختلط تھے

راقم سمجھتا ہے کہ اغلباً سعید بن المسیب آخری عمر میں مختلط تھے

صحیح البخاری: كِتَابُ المَغَازِي (بَابٌ) صحیح بخاری: کتاب: غزوات کے بیان میں (باب) 4024

وَعَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي أُسَارَى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِي فِي هَؤُلَاءِ النَّتْنَى لَتَرَكْتُهُمْ لَهُ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتْ الْفِتْنَةُ الْأُولَى يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتْ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتْ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ .

اور اسی سند سے مروی ہے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے اور ان سے ان کے والد (جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا تھا، اگر مطعم بن عدی رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے اور ان پلید قیدیوں کے لیے سفارش کرتے تو میں انہیں ان کے کہنے سے چھوڑ دیتا۔ اور لیث نے یحییٰ بن سعید انصاری سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن مسیب

نے بیان کیا کہ پہلا فساد جب بر پا ہوا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا تو اس نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا، پھر جب دوسرا فساد بر پا ہوا یعنی حرہ کا، تو اس نے اصحاب حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا، پھر تیسرا فساد بر پا ہوا تو وہ اس وقت تک نہیں گیا جب تک لوگوں میں کچھ بھی خوبی یا عقل باقی تھی

یہ حدیث تاریخا غلط ہے —بہت سے بدری اصحاب رسول کی وفات دور معاویہ رضی اللہ عنہ میں ہوئی ہے اور یہ قول کہنا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت نے اصحاب بدر میں سے کسی کو باقی نہیں چھوڑا —یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ ابن المسیب کا اختلاط ہے-ابن تیمیہ نے اس کو صحیح سمجھتے ہوئے فتاوی میں نقل کیا ہے- البدایۃ والنہایۃ از ابن کثیر میں ہے

قَالَ الْمَدَائِنِيُّ: وَجِيءَ إِلَى مُسْلِمٍ بِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ لَهُ: بَايِعْ! فَقَالَ: أُبَايِعُ عَلَى سِيرَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: فَأَمَرَ بِضَرْبِ عُنُقِهِ، فَشَهِدَ رَجُلٌ أَنَّهُ مَجْنُونٌ فَخَلَّى سبيله

الْمَدَائِنِيُّ نے کہا: مسلم بن عقبہ، سعید بن المسیب کے پاس پہنچا اور کہا بیعت کر —سعید نے کہا میں سیرت ابو بکر اور عمر کی بیعت کرتا ہیں- پس مسلم بن عقبہ نے گردن اڑانے کا حکم کیا تو ایک شخص نے گواہی دی کہ یہ مجنون ہے تو ان کو چھوڑ دیا

راقم کہتا ہے شواہد بتاتے ہیں کہ سعید بن المسیب مختلط ہو گئے تھے

مسجد النبی کو اصطبل بنایا گیا

صحیح سند سے معلوم ہے کہ مسجد النبی میں گھوڑے داخل کیے گئے - البتہ یزید سے متعلق اس قسم کے اقوال مورخین نے نقل کیے ہیں- اصل میں یہ عمل عباسی خلفاء کا تھا کہ انہوں نے مسجد دمشق کو اصطبل بنایا تھا- راقم کو لگتا ہے کہ اس اعتراض کو رد کرنے کے لئے

گھڑا گیا ہے۔کتاب سیرت حضرت امیر معاویہ از محمد نافع میں ہے

① جس وقت ابوالعباس سفاح نے بنوامیہ کے آخری فرماں روا خلیفہ مروان بن محمد بن مروان وغیرہ کو قتل کروا دیا تو اس موقع پر مورخین نے لکھا ہے کہ ابوالعباس سفاح کی افواج کا امیر عبداللہ بن علی دمشق شہر میں تیغ برہنہ کے ساتھ داخل ہوا اس نے شہر میں قتل و غارت تین ساعات کے لیے مباح قرار دے دیا۔ شہر دمشق کی جامع مسجد کو اپنے چوپایوں، گھوڑوں اور اونٹوں کے لیے اصطبل کے طور پر ستر دن تک استعمال میں رکھا۔

اس چیز کو علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن عساکر رحمہ اللہ کے حوالے سے بنی امیہ کے آخری خلیفہ (مروان بن محمد بن مروان) کے مقتل کے تحت عباسیوں کے مظالم ذکر کرتے ہوئے دمشق کے احوال میں لکھا ہے کہ

((وذکر فی ترجمة محمد بن سلیمان بن عبدالله النوفلی قال کنت مع عبدالله بن علی اول ما دخل دمشق دخلها بالسیف واباح القتل فیها ثلاث ساعات وجعل جامعها سبعین یوما "اصطبلا" لدوابه وجماله...... الخ))

مزید برآں عباسیوں نے بنوامیہ کے ساتھ عداوت پوری کرنے کے لیے اکابر بنوامیہ مثلاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، عبدالملک بن مروان، ہشام بن عبدالملک وغیرہم کی قبور کو اکھیڑ ڈالا اور ان کی بے حرمتی کی۔ چنانچہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے مزید لکھا ہے کہ

((ثم نبش قبور بنی امیة...... الخ))

مورخین نے لکھا ہے کہ ان حالات میں عبداللہ بن علی مذکور نے خلفائے بنوامیہ کی اولاد اور ان کے حامیوں کو تلاش کر کے ایک ہی دن میں سینکڑوں افراد کو قتل کروا دیا۔ یہ چیز البدایہ لابن کثیر میں مذکور ہے کہ

((ثم تتبع عبدالله بن علی بن امیة من اولاد الخلفاء وغیرهم فقتل منهم فی یوم واحد اثنین وتسعین الفا عند نهر بالرملة...... الخ))

کعبہ کا پردہ جلنا

مورخین نے ایک اور اتہام یزید پر لگایا کہ اس کے دور میں واقعہ حرہ کے بعد مکہ پر حملہ ہوا جس میں کعبہ کا پردہ جل گیا - یہ واقعہ بھی ابو مخنف کذاب کی سند سے بیان کیا جاتا ہے - قابل غور ہے کہ قتل حسین (۶۱ ھ)، واقعہ حرہ (۶۳ ھ) ، اور عبد الملک بن مروان کے دور میں قتل ابن زبیر میں دس سال کا فرق ہے ـ لیکن مورخین ایک ہی سانس میں سب کو ملا کر بیان کرتے نظر آتے ہیں کہ گویا یہ واقعات چند ہفتوں کے وقفوں سے تسلسل میں ہوئے ہوں - یہ سب تاریخی خلط ملط شروع سے چلا آ رہا ہے مثلا کتاب المعارف از ابن قتیبہ میں ہے

ثم سار «مسلم بن عقبة» إلى «مكة» ، وتوفى بالطريق، ولم يصل، فدفن ب «قديد» وولى الجيش «الحصين بن نمير السّكوني» ، فمضى بالجيش، وحاصروا «عبد الله بن الزبير» ، وأحرقت «الكعبة» حتى انهدم جدارها، وسقط سقفها، وأتاهم الخبر بموت «يزيد» ، فانكفئوا راجعين إلى «الشام» . ... فكانت ولاية «يزيد» ثلاث سنين وشهورا. وهلك ب «حوّارين» — من عمل «دمشق» — سنة أربع وستين،

پھر یزید نے مسلم بن عقبہ کو مکہ بھیجا لیکن یہ راستہ میں مر گیا اور قدید میں دفن ہوا اور لشکر کی ولایت الحصین بن نمير السّكوني» کو ملی اس نے ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا اور کعبہ کو جلا دیا یہاں تک کہ اسکی دیواریں منہدم ہو گئیں اور چھت گر گئی پس وہاں یزید کی موت کی خبر پہنچی ...

افسوس یہ تاریخی گاربیج یا کوڑا ہے اس قول میں تاریخ کی کوئی تہذیب نہیں ہے نہ ابن قتیبہ کو سمجھ ہے کہ کیا اوٹ پٹانگ لکھ رہے ہیں ـ ابن قتیبہ کی حماقت دیکھیں ابن زبیر سن ۷۳ میں قتل ہوئے اور یزید سن ۶۴ میں فوت ہوئے ، لیکن دس سالوں کو ابن قتیبہ نے اس طرح ایک سطر میں ملا دیا ہے کہ پڑھنے والے کو لگے کہ یہ سب کام یزید نے کیا ہے - یہ تاریخی خلط ملط تاریخ طبری میں بھی ہے جس کی سند میں الکلبی اور ابو مخنف ہیں ـ دونوں نے دس سالوں کو ملا کر اس طرح بیان کیا ہے کہ گویا ابن زبیر کا قتل یزید کے دور میں ہوا ہو - تاریخ طبری میں ہے

مسلم بن عُقْبَةَ ورمي الكعبة وإحراقها رجع الحديث إِلَى أبي مخنف قَالَ: حَتَّى إذا انتهى إِلَى المشلل- ويقال إِلَى قفا المشلل- نزل بِهِ الموت، وَذَلِكَ فِي آخر المحرم من سنة أربع وستين، فدعا حصين بن نمير السكوني فَقَالَ له: يا بن برذعة الحمار، أما وَاللَّهِ لو كَانَ هَذَا الأمر إلي مَا وليتك هَذَا الجند، ولكن أَمِير الْمُؤْمِنِينَ ولاك بعدي، وليس لأمر أَمِير الْمُؤْمِنِينَ مرد، خذ عني أربعا: أسرع السير، وعجل الوقاع، وعم الأخبار، وَلا تمكن قرشيا من أذنك ثُمَّ إنه مات، فدفن بقفا المشلل.قَالَ هِشَام بن مُحَمَّد الكلبي: وذكر عوانة أن مسلم بن عُقْبَةَ شخص يريد ابن الزُّبَيْر، حَتَّى إذا بلغ ثنية هرشا نزل بِهِ الموت، فبعث إِلَى رءوس الأجناد، فَقَالَ: إن أَمِير الْمُؤْمِنِينَ عهد إلي إن حدث بي حدث الموت أن أستخلف عَلَيْكُمْ حصين بن نمير السكوني، وَاللَّهِ لو كَانَ الأمر إلي مَا فعلت، ولكن أكره معصية أمر أَمِير الْمُؤْمِنِينَ عِنْدَ الموت، ثُمَّ دعا بِهِ فَقَالَ: انظر يَا برذعة الحمار فاحفظ مَا أوصيك بِهِ، عم الأخبار، وَلا ترع سمعك قريشا أبدا، وَلا تردن أهل الشام، عن عدوهم، وَلا تقيمن إلا ثلاثا حَتَّى تناجز ابن الزُّبَيْر الفاسق، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ إني لم أعمل عملا قط بعد شِهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عبده ورسوله أحب إلي من قتلي أهل الْمَدِينَة، وَلا أرجى عندي فِي الآخرة ثُمَّ قَالَ لبني مرة: زراعتي الَّتِي بحوران صدقة عَلَى مرة، وما أغلقت عَلَيْهِ فلانة بابها فهو لها- يعني أم ولده- ثُمَّ مات.ولما مات خرج حصين بن نمير بِالنَّاسِ، فقدم عَلَى ابن الزُّبَيْر مكة وَقَدْ بايعه أهلها وأهل الحجاز.

اس تاریخی بکواس کو المنتظم فی تاریخ الامم والملوک از جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفى: 597ھ) میں بھی دہرایا گیا ہے۔ ابن جوزی کہتے ہیں تاریخ کے علماء کہتے ہیں

قال علماء السير [2] : لما فرغ مسلم بن عقبة من قتال أهل المدينة وإنهاب جنده أموالهم ثلاثا، شخص بمن معه من الجند متوجها نحو مكة، وخلف على المدينة روح بن زنباع الجذامي وقيل: خلف عمرو بن محرز الأشجعي فسار ابن عقبة حتى إذا انتهى إلى فقا/ المشلل [3] نزل به الموت، وذلك في آخر المحرم سنة أربع وستين، فدعا حصين بن نمير السكوني، فقال له: يا برذعة الحمار [4] ، أما لو كان هذا الأمر إلي ما وليتك

هذا الجند، ولكن أمير المؤمنين ولاك بعدي، وليس لأمره مترك [5] ، أسرع المسير، ولا تؤخر ابن الزبير ثلاثا حتى تناجزه، ثم قال: اللَّهمّ إني لم أعمل عملا قط بعد شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمدا عبده ورسوله

علماء تاریخ کہتے ہیں کہ جب مسلم بن عقبہ اہل مدینہ کے قتال سے فارغ ہوا اور اس کی فوج نے تین دن لوٹ مار کی تو اس نے روح بن زنباع الجذامی یا خلف عمرو بن محرز الأشجعی کو مدینہ میں چھوڑا اور مسلم بن عقبہ نکلا یہاں تک کہ المشلل تک پہنچا کہ موت نازل ہوئی اور یہ محرم سن ٦٤ کا آخری دور تھا پس اس نے حصین بن نمیر کو پکارا اور کو کہا اے گدھے کو چرانے والے میں نے اس لشکر کی ولایت تم کو نہیں دی بلکہ میرے بعد یہ امیر المومنین نے تم کو دی ہے اور یہ کام نہیں چھوڑنا ہے جلدی جاؤ اور ابن زبیر کو تین دن کی تاخیر دینا حتی کہ وہ قبول کرے پھر کہا اے اللہ میں نے کوئی عمل نہ کیا لیکن لاإلہ إلا اللہ وإن محمدا عبدہ ورسولہ کی شہادت کے بعد

حاشیہ میں محقق محمد عبد القادر عطا، مصطفىٰ عبد القادر عطا لکھتے ہیں یہ سب ابو مخنف کی سند سے آیا ہے

ورد في تاريخ الطبري 5/ 496 عن أبي مخنف

کہا جاتا ہے مسلم بن عقبہ کا مکہ پہنچنے سے پہلے انتقال ہوا اور الحصین بن نمیر بن نائل، ابو عبد الرحمٰن الکندی السکونیّ المتوفی ٦٧ ھ کو امیر کر کے بھیجا گیا- طبری نے ابو مخنف کی سند سے لکھا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے مرتے وقت دعا کی

اللَّهُمَّ إِنِّي لَمْ أَعْمَلْ عَمَلًا قَطُّ بَعْدَ الشَّهَادَتَيْنِ

اے اللہ میں نے کاش یہ عمل نہیں کیا ہوتا

ابو مخنف نے اس کی سند نہیں دی نہ اس دور یعنی ٦١ ہجری میں اس نے سانس لیا

افسوس اسی سب کو ملا جلا کر ابن کثیر نے بھی البدایہ میں لکھا ہے- راقم کہتا ہے یزید کا انتقال سن ۶۴ میں ہوا اور ابن زبیر سن ۷۳ میں قتل ہوئے- دس سال کو ایک ہی سانس میں بیان کرنا اور دیگر خلفاء کا نام تک نہ لینا نہایت مغالطہ آمیز ہے –راقم کو یقین ہے کہ کسی بھی مولوی نے جو یزید پر کلام کرے اس نے ان واقعات کا تاریخی تضاد نہیں دیکھا ہے-

راقم کہتا ہے اہل سنت کے مورخین طبری، ابن اثیر، ابن کثیر پر حیرت ہے کہ ادھر ادھر کے واقعات ملا کر سب یزید کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں- یزید بن معاویہ چار سال خلیفہ رہے اور ۶۴ ہجری میں وفات ہوئی ان کے بعد ان کے بیٹے خلیفہ ہوئے لیکن خلافت سے دست بر دار ہو گئے اور مروان بن عبد الملک خلیفہ ہوئے شام میں اس دوران ابن زبیر خلیفہ ہوئے حجاز میں- لیکن مورخ یزید کے بارے میں بات کرتے کرتے کعبہ پر حملہ کی بات کرتے ہیں جبکہ حملہ مکہ پر ابن زبیر کے دور میں ہوا- غور طلب ہے کہ

حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ۶۱ ھ میں ہوئی

سن ۶۰ سے ۶۴ یزید بن معاویہ رحمہ اللہ علیہ کی خلافت ہے –یزید کی سن ۶۴ میں وفات ہوئی

سن ۶۴ ھ معاویہ بن یزید خلافت سے دستبردار ہوئے

سن ۶۴ سے ۷۳ تک عبد اللہ بن زبیر کی خلافت حجاز میں ہے- رسائل ابن حزم کے مطابق بويع له بمكة سنة أربع وستين، بعد ثلاثة أشهر منها ان کی بیعت معاویہ بن یزید کے تین ماہ بعد مکہ میں سن ۶۴ میں ہوئی

سن ۶۴ سے ۶۵ تک مروان بن حکم کی خلافت شام میں ہے

سن ۶۵ سے ۸۶ عبد الملک بن مروان کی خلافت ہے

صحیح یہ ہے کہ سن ۷۳ میں حجاج بن یوسف نے ابن زبیر پر حملہ کیا جس میں کعبہ جلا تھا نہ کہ یزید نے یہ حکم کیا

فتاوی ابن تیمیہ (412/3) میں ہے

:وجرت في إمارته (أي يزيد)أمور عظيمة

أحدها: مقتل الحسين رضي الله عن وأما الأمر الثاني:فإن أهل المدينة النبوية نقضوا بيعته وأخرجوا نوابه وأهله ، فبعث إليهم جيشاً ، وأمره إذا لم يطيعوه بعد ثلاث أن يدخلها بالسيف ويبيحها ثلاثاً، فصار عسكره في المدينة النبوية ثلاثا يقتلون وينهبون ، ويفتضون الفروج المحرمة. ثم أرسل جيشاً إلى مكة ، وتوفى يزيد وهم محاصرون مكة، وهذا من العدوان والظلم الذي فُعِل بأمره.اهـ

یزید کے دور اقتدار میں بڑے امور (منفی اعتبار سے) صادر ہوئے۔ان میں ایک حسین رضی اللہ عنہ کا قتل ہے۔اور دوسرا جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی اور ان کے کارندوں اور عمال کو نکال دیا تو اس نے مدینہ کی جانب لشکر بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ اگر وہ تین دن کے اندر اطاعت قبول نہ کریں تو بزور طاقت مدینہ میں داخل ہو اور تین دن کیلئے اس میں قتل وغارت گری کو جائز سمجھے۔لہٰذا تین دنوں تک اس کی فوج نے شہر نبوی میں قتل وقتال کا بازار گرم کیا۔لوگوں کے اموال لوٹے اور محرم عورتوں کی شرم گاہیں حلال کر لیں (عصمت دریاں کیں)۔پھر مکہ کی جانب فوج بھیجا اور یزید کی موت اس حالت میں ہوئی کہ اس کی فوج مکہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اور یہ زیادتی اور ظلم یزید کے حکم سے انجام دیا گیا۔

ابن تیمیہ کے بقول ابھی یزید کی فوج مدینہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھی کہ یزید کا انتقال ہو گیا گویا یہ واقعہ سن ۶۳ ہجری کے آخری دنوں میں ہوا جبکہ یزید کی وفات سن ۶۴ ہجری ربیع الأول کی ہے اور یہ تین چار دن نہیں ہیں جیسا ابن تیمیہ کا دعوی ہے–

اب ایک روایت کا ذکر کرتے ہیں جو صحیح مسلم: كِتَابُ الْحَجِّ (بَابُ نَقْضِ الْكَعْبَةِ وَبِنَائِهَا) صحیح مسلم: کتاب: حج کے احکام ومسائل (باب: کعبہ (کی عمارت) کو گرا کر (نئی) تعمیر کرنا) ح ۳۲۴۵ میں ہے

حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: لَمَّا احْتَرَقَ الْبَيْتُ زَمَنَ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، حِينَ غَزَاهَا أَهْلُ الشَّامِ، فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ، تَرَكَهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ حَتَّى قَدِمَ النَّاسُ الْمَوْسِمَ يُرِيدُ أَنْ يُجَرِّئَهُمْ – أَوْ يُحَرِّبَهُمْ – عَلَى أَهْلِ الشَّامِ، فَلَمَّا صَدَرَ النَّاسُ، قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي الْكَعْبَةِ، أَنْقُضُهَا ثُمَّ أَبْنِي بِنَاءَهَا؟ أَوْ أُصْلِحُ مَا وَهَى مِنْهَا؟ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنِّي قَدْ فُرِقَ لِي رَأْيٌ فِيهَا، أَرَى أَنْ تُصْلِحَ مَا وَهَى مِنْهَا، وَتَدَعَ بَيْتًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهِ، وَأَحْجَارًا أَسْلَمَ النَّاسُ عَلَيْهَا، وَبُعِثَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: " لَوْ كَانَ أَحَدُكُمُ احْتَرَقَ بَيْتُهُ، مَا رَضِيَ حَتَّى يُجِدَّهُ، فَكَيْفَ بَيْتُ رَبِّكُمْ؟ إِنِّي مُسْتَخِيرٌ رَبِّي ثَلَاثًا، ثُمَّ عَازِمٌ عَلَى أَمْرِي، فَلَمَّا مَضَى الثَّلَاثُ أَجْمَعَ رَأْيَهُ عَلَى أَنْ يَنْقُضَهَا، فَتَحَامَاهُ النَّاسُ أَنْ يَنْزِلَ بِأَوَّلِ النَّاسِ يَصْعَدُ فِيهِ أَمْرٌ مِنَ السَّمَاءِ، حَتَّى صَعِدَهُ رَجُلٌ، فَأَلْقَى مِنْهُ حِجَارَةً، فَلَمَّا لَمْ يَرَهُ النَّاسُ أَصَابَهُ شَيْءٌ تَتَابَعُوا فَنَقَضُوهُ حَتَّى بَلَغُوا بِهِ الْأَرْضَ، فَجَعَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ أَعْمِدَةً، فَسَتَّرَ عَلَيْهَا السُّتُورَ حَتَّى ارْتَفَعَ بِنَاؤُهُ، وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: إِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ، وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّي عَلَى بِنَائِهِ، لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَ أَذْرُعٍ، وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ، وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ»، قَالَ: «فَأَنَا الْيَوْمَ أَجِدُ مَا أُنْفِقُ، وَلَسْتُ أَخَافُ النَّاسَ»، قَالَ: " فَزَادَ فِيهِ خَمْسَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ حَتَّى أَبْدَى أُسًّا نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ، فَبَنَى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُولُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا زَادَ فِيهِ اسْتَقْصَرَهُ، فَزَادَ فِي طُولِهِ عَشْرَ أَذْرُعٍ، وَجَعَلَ لَهُ بَابَيْنِ: أَحَدُهُمَا يُدْخَلُ مِنْهُ، وَالْآخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ ". فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ وَيُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلَى أُسٍّ نَظَرَ إِلَيْهِ الْعُدُولُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ: إِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي شَيْءٍ، أَمَّا مَا زَادَ فِي طُولِهِ فَأَقِرَّهُ، وَأَمَّا مَا زَادَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهُ إِلَى بِنَائِهِ، وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِي فَتَحَهُ، فَنَقَضَهُ وَأَعَادَهُ إِلَى بِنَائِهِ

عطاء سے روایت ہے انھوں نے کہا یزید بن معاویہ کے دور میں جب اہل شام نے (مکہ پر) حملہ کیا اور کعبہ جل گیا تو اس کی جو حالت تھی سو تھی ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے (اسی حالت پر) رہنے دیا حتیٰ کہ حج کے موسم میں لوگ (مکہ) آنے لگے وہ چاہتے تھے کہ انھیں ہمت دلائیں یا اہل شام کے خلاف جنگ پر ابھاریں۔۔۔جب لوگ آئے تو انھوں نے کہا اے لوگو! مجھے کعبہ کے بارے میں مشورہ دو میں اسے گرا کر (از سر نو) اس کی عمارت بنا دوں یا اس کا جو حصہ بوسیدہ ہو چکا ہے صرف اس کی مرمت کرا دوں؟ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے کہا میرے سامنے ایک رائے واضح ہوئی ہے میری رائے یہ ہے کہ اس کا بڑا حصہ کمزور ہو گیا ہے آپ اس کی مرمت کرا دیں اور بیت اللہ کو (اسی طرح باقی) رہنے دیں جس پر لوگ اسلام لائے اور ان پتھروں کو (باقی چھوڑ دیں) جن پر لوگ اسلام لائے اور جن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔اس پر ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر تم میں سے کسی کا اپنا گھر جل جائے تو وہ اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک کہ اسے نیا (نہ) بنالے تو تمھارے رب کے گھر کا کیا ہو؟ میں تین دن اپنے رب سے استخارہ کروں گا پھر اپنے کام کا پختہ عزم کروں گا۔جب تین دن گزر گئے تو انھوں نے اپنی رائے پختہ کر لی کہ اسے گرادیں تو لوگ (اس ڈر سے) اس سے بچنے لگے کہ جو شخص اس (عمارت) پر سب سے پہلے چڑھے گا اس پر آسمان سے کوئی آفت نازل ہو جائے گی یہاں تک کہ ایک آدمی اس پر چڑھا اور اس سے ایک پتھر گرادیا جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ نہیں ہوا تو لوگ ایک دوسرے کے پیچھے (گرانے لگے) حتیٰ کہ اسے زمین تک پہنچا دیا۔ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند (عارضی) ستون بنائے اور پردے ان پر لٹکا دیے یہاں تک کہ اس کی عمارت بلند ہو گئی۔ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ کہتے سنا بلا شبہ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر لوگوں کے کفر کا زمانہ قریب کا نہ ہوتا اور میرے پاس اتنا مال بھی نہیں جو اس کی تعمیر (مکمل کرنے) میں میرا معاون ہو تو میں حطیم سے پانچ ہاتھ (زمین) اس میں ضرور شامل کرتا اور اس کا ایک (ایسا) دروازہ بناتا جس سے لوگ اندر داخل ہوتے اور ایک دروازہ (ایسا بناتا) جس سے باہر نکلتے۔(ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) کہا آج میرے پاس اتنا مال ہے جو خرچ کر سکتا ہوں اور مجھے لوگوں کا خوف بھی نہیں (عطاء نے) کہا تو انھوں نے حطیم سے پانچ ہاتھ اس میں شامل کیے (کھدائی کی) حتیٰ کہ انھوں نے ابراہیمی) بنیاد کو ظاہر کر دیا لوگوں نے بھی اسے دیکھا اس کے بعد انھوں نے اس پر عمارت بنائی کعبہ کا طول (اونچائی) اٹھارہ ہاتھ تھی (یہ اس طرح ہوئی کہ) جب انھوں نے (حطیم کی طرف سے) اس میں اضافہ کر دیا تو (پھر) انھیں (پہلی اونچائی) کم محسوس ہوئی چنانچہ انھوں نے اس کی اونچائی میں دس ہاتھ کا اضافہ کر دیا اور اس کے دروازے بنائے ایک میں سے اندر داخلہ ہوتا تھا اور دوسرے سے باہر نکلا جاتا تھا جب ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کر دیے گئے تو حجاج نے عبد الملک بن مروان کو اطلاع دیتے ہوئے خط لکھا اور اسے خبر دی کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تعمیر اس (ابراہیمی) بنیادوں پر استوار کی جسے اہل مکہ کے معتبر (عدول) لوگوں نے (خود) دیکھا عبد الملک نے اسے لکھا۔ہمارا ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ردوبدل سے کوئی تعلق نہیں البتہ انھوں نے اس کی اونچائی میں جو اضافہ کیا ہے اسے برقرار رہنے دو اور جو انھوں نے حطیم کی طرف سے اس میں اضافہ کیا ہے اسے (ختم کر کے) اس کی سابقہ بنیاد پر لوٹا دو اور اس دروازے کو بند کر دو جو انھوں نے کھولا ہے چنانچہ اس نے اسے گرادیا اس کی (پچھلی) بنیاد پر لوٹا دیا۔

سند ہے

حَدَّثَنا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ

اس کو صرف اس سند سے امام مسلم نے بیان کیا ہے کوئی اور نقل نہیں کرتا

تاریخ ابو زرعہ دمشقی میں ہے

.وَكَانَتِ الْحَرَّةُ يَوْمَ الْأَرْبَعَاءِ لِلَيْلَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ

حرہ کا واقعہ بدھ ، سن ٦٣ ہجری میں ذو الحجہ کی آخری چند راتوں میں ہوا

تعجیل المنفعۃ میں ہے کعبہ کو ابن زبیر کے دور میں جمادی الاآخرۃ ٦٤ ھ میں گرایا گیا اور دوبارہ بنایا گیا جس میں حطیم کو اس میں شامل کر دیا گیا اس کے بعد مخالفین نے ابن زبیر کو قتل کرنے کے لئے کعبہ پر پتھر برسائے کیونکہ ابن زبیر نے اپنے آپ کو اس میں بند کر لیا تھا کعبہ ٹوٹا اور دوبارہ تعمیر ہوا (تعجیل المنفعۃ ص-453) جس میں حطیم کو واپس نکال دیا گیا- اس سے معلوم ہوا کہ واقعہ حرہ (سن ٦٣ ہجری) کے بعد سن ٦٤ ھ کے حج سے پہلے پہلے کعبہ کی مستطیل نما تعمیر کی گئی

اگر الحصين بن نمير بن نائل، أبو عبد الرحمٰن الكندی السکونیّ کعبہ کو واقعہ حرہ کے بعد جلا چکا تھا اور سن ٦٤ ہجری ذو الحجہ تک ابن زبیر نے اس کو جلی ہوئی حالت میں چھوڑے رکھا کہ لوگ حج کے لئے جمع ہوں- روایت کے مطابق ابن زبیر کا مقصد تھا کہ جلے ہوئے کعبہ کے منظر پر وہ سیاست کر سکیں اور لوگوں کو اہل شام کے خلاف جمع کریں-

العقد الثمین فی تاریخ البلد الأمین از تقی الدین محمد بن أحمد الحسنی الفاسی المکی (المتوفی: 832ھ) میں ہے

ولما غزاه أهل الشام فى أيام يزيد بن معاوية احترقت الكعبة فى سنة أربع وستين، فتركها ابن الزبير ليشنّع بذلك على أهل الشام

جب اہل شام نے یزید بن معاویہ کے دور میں غزوہ کیا تو کعبہ جل گیا سن ٦٤ ھ میں اور ابن زبیر نے اس کو چھوڑ دیا تاکہ اہل شام کی شناعت ہو

راقم کہتا ہے اگر یہ مقصد تھا تو پھر تعمیر جمادی الاآخرۃ ٦٤ ھ میں ممکن نہیں ہے جیسا ابن حجر نے لکھا ہے -

صحیح بات یہی ہے کہ ابن حجر کی تحقیق لائق اعتبار ہے اور صحیح مسلم کی روایت منکر ہے کہ کعبہ ایک سال سے زائد عرصہ جلی ہوئی حالت میں جان بوجھ کر رکھا گیا-

صحیح مسلم،بَابُ الْخَسْفِ بِالْجَيْشِ الَّذِي يَؤُمُّ الْبَيْتَ کی ایک اور روایت میں ہے

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ - وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وقَالَ الْآخَرَانِ: حَدَّثَنَا - جَرِيرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ ابْنِ الْقِبْطِيَّةِ، قَالَ: دَخَلَ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ صَفْوَانَ وَأَنَا مَعَهُمَا، عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، فَسَأَلَاهَا عَنِ الْجَيْشِ الَّذِي يُخْسَفُ بِهِ، وَكَانَ ذَلِكَ فِي أَيَّامِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْبَيْتِ، فَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا؟ قَالَ: «يُخْسَفُ بِهِ مَعَهُمْ، وَلَكِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نِيَّتِهِ» وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: هِيَ بَيْدَاءُ الْمَدِينَةِ، حَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ، بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَفِي حَدِيثِهِ: قَالَ فَلَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ، فَقُلْتُ: إِنَّهَا إِنَّمَا قَالَتْ: بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ، فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: كَلَّا، وَاللهِ إِنَّهَا لَبَيْدَاءُ الْمَدِينَةِ

قتیبہ بن سعید، ابو بکر بن ابی شیبہ، اسحاق بن ابراہیم، جریر، عبدالعزیز بن رفیع سے روایت ہے کہ میں حارث بن ابی ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان کے ہمراہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان دونوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس لشکر کے بارے میں سوال کیا جسے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران دھنسایا گیا تھا[23]، تو سیدہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک پناہ لینے والا بیت اللہ کی پناہ لے گا، پھر اس کی طرف لشکر بھیجا جائے گا، وہ جب ہموار زمین میں پہنچے گا تو انہیں دھنسا دیا جائے گا، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! جس کو زبردستی اس لشکر میں شامل کیا گیا ہو اس کا کیا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اُسے بھی ان کے ساتھ دھنسا دیا جائے گا، لیکن قیامت کے دن اسے اس کی نیت پر اٹھایا جائے گا، ابو جعفر نے کہا بیداء سے مدینہ مراد ہے۔

طبقات ابن سعد ج 4 ص ۳۴۰-۳۴۱ کے مطابق ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۵۹ ھ ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی - ابن حبان ثقات میں کہتے ہیں وَمَاتَتْ أم سَلمَة سنة تسع وَخمسين ام سلمہ ۵۹ ھ میں وفات ہوئی

صحیح مسلم کی اس روایت میں الفاظ ہیں حارث بن ابی ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان کے ہمراہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان دونوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس لشکر کے بارے میں سوال کیا جسے ابن

---

[23] http://anwar-e-islam.org/node/30678#.VhWrafmqqko
ایک اور ترجمہ ہو سکتا ہے کہ ہم نے ام سلمہ سے سوال کیا اس لشکر کے بارے میں جس کو دھنسا دیا جائے گا، ابن زبیر کے ایام میں
لیکن دونوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ابن زبیر کے دور کے بعد میں بھی زندہ تھیں جبکہ محدثین سے یہ ثابت نہیں- راقم کی رائے میں یہ روایات ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے حق میں گھڑی گئی ہیں

زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران دھنسایا گیا تھا جبکہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ابن زبیر کی خلافت کا دور نہیں دیکھا!

صحیح مسلم کی یہ دو روایات معلول و منکر ہیں- ان کا متن محدثین کے اقوال و تحقیق سے موافقت نہیں رکھتا- ان دو روایات سے معلوم ہوا کہ ابن زبیر کے حق میں ان کی شہادت کے بعد ان کے ہمدرد روایات گھڑ رہے تھے جس طرح حسین کی شہادت کے بعد ان کے ہمدرد روایات گھڑ رہے تھے

بعض روایات سے معلوم ہوا ہے کہ کعبہ کا جلنا یزید کے حجازی لشکر کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ ابن زبیر کے لشکر کی غلطی سے ایسا ہوا تھا

امام احمد بن یحییٰ البلاذری (المتوفی: ۲۷۹ھ) نے کہا:

”حَدَّثنِي عَفَّان، وَالعَبَّاس بْن الوَلِيد النرسِي، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْد الْوَاحِدِ بْن زِيَاد، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْث، قَالَ كَانَ عَطَاءُ... قَالَ: وَلَمَّا تحصَّنَ عَبْد اللَّهِ بْن الزُّبَيْر بْن العَوَّامِ فِيُ المَسْجِدِ الْحَرامِ، وَاسْتعَاذَ بِهِ، وَالحصَيْن بْن نُمَيْر السكُونِي إِذْ ذَاكَ يقَاتِلهُ فِيُ أهْلِ الشَّامِ، أخَذ ذَاتَ يَومٍ رَجلٌ مِّن أصْحَابِه نَاراً عَلَىٰ لِيفة فِيُ رَأسِ رمح، وَكَانَتِ الرِيْحُ عَاصِفاً، فَطَارَتْ شِرَارَة فَتعَلقَت بِأسْتَارِ الْكَعبَةَ فَأحْرقتهَا“[2]

”عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جب مسجد حرام میں پناہ لی جس وقت کہ حصین بن نمیر اہلِ شام کی طرف سے ان سے جنگ کر رہے تھے، اسی دوران میں ایک دن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ایک ساتھی نے اپنے نیزے کے سرے پر آگ روشن کی اور اس وقت طوفانی ہوا چل رہی تھی، پھر اچانک اس آگ سے چنگاری اُڑی اور خانہ کعبہ کو اپنے لپیٹ میں لے لیا اور اسے جلا ڈالا۔“

سند میں لیث بن ابو سلیم ہے جس کی روایت حسن کے درجہ پر ہے – الذھبی **ديوان الضعفاء** میں کہتے ہیں یہ حسن الحدیث ہے – اس طرح راویوں کے دو گروہ ہوئے - ایک کے نزدیک کعبہ یزید کے لشکر نے جلایا اور ایک کے نزدیک یہ ابن زبیر کے لشکر کی غلطی سے ہوا -

العقد الثمین فی تاریخ البلد الأمین از تقی الدین محمد بن أحمد الحسنی الفاسی المکی (المتوفی: 832ھ-) میں ہے

أدبر الحصين بن نمير من مكة راجعا إلى الشام . فى ربيع الآخر من هذه السنة، بعد أن بلغه موت يزيد

الحصین شام واپس لوٹ گیا جب اس کو یزید کے قتل کی خبر ملی ربیع الثانی میں

قابل غور ہے کہ حرہ کے بلوائی بھاگ کر مکہ گئے اور ذوالحجہ ، محرم ، صفر، ربیع الاول، ربیع الثانی تک لشکر مکہ کو گھیرے رہا لیکن مکہ کی حرمت کی وجہ سے اس میں داخل نہ ہوا، در حالانکہ یزید کا حجازی لشکر چاہتا تو مکہ میں قتل کر سکتا تھا

اب ایک طرف تاریخ میں یہ قصہ گوئی ہے کہ واقعہ حرہ کے بعد حصین کا لشکر مکہ کو گھیرے رہا اور یہ لشکر واپس لوٹ گیا کیونکہ یزید مر گیا– دوسری طرف تاریخ و حدیث میں یہ ملتا ہے کہ عمرو بن سعید الأشدق مدینہ کے والی تھے اور ابن زبیر کے بھائی عمرو بن زبیر یزید کی طرف سے پولیس چیف تھے- یزید نے ابن زبیر کا مقابلہ کرنے ان کے بھائی عمرو بن الزّبير بن العوّام کو بھیجا جو اس وقت یزید کے حمایتی تھے- صحیح بخاری میں ہے کہ جب مدینہ سے لشکر مکہ کی طرف جا رہا تھا تو ابي شریح کا والی مدینہ سے مکالمہ ہوا جس میں ابو شریح نے عمرو کو رکنے کا مشورہ دیا

فقيل لأبي شريح: ما قال لك عمرو؟ قال: قال: أنا أعلم بذلك منك يا أبا شريح! إن الحرم لا يعيذ عاصياً ولا فارا بدم، ولا فارا بخربة

إبي شریح سے پوچھا گیا کہ آپ سے عمرو بن سعید نے کیا کہا؟ کہا: عمرو نے کہا: إبي شریح میں تم سے زیادہ اس کو جانتا ہوں– حرم کسی گناہ گار کو پناہ نہیں دیتا نہ کسی مفرور قاتل کو اور نہ کسی چور کو

شرح الطيبي على مشكاة المصابيح المسمى ب-(الكاشف عن حقائق السنن) میں شرف الدين الحسين بن عبد الله الطيبي (743ھ-) لکھتے ہیں

كان ذلك البعث من عمرو بن سعيد إلي مكة لقتال ابن الزبير

یہ اس کا ذکر ہے جب عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ (بْنِ الْعَاصِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ) الأشدق (المتوفی ۷۰ ہجری) کی طرف سے ابن زبیر سے قتال کرنے لشکر بھیجا گیا

عمرو بن زبیر ناکام ہوئے اور ابن زبیر نے اپنے ہی بھائی عمرو کا سر قلم کر دیا- اشدق کو یزید کی جانب سے معذول کر دیا گیا- ایسا بالکل نہیں ہوا کہ اموی لشکر مکہ میں داخل ہوا ہو بلکہ یہ تمام لشکر کشی مکہ کے مضافات میں تھی اور اس

میں کعبہ تک اموی لشکر نہیں گیا تھا لہٰذا اموی لشکر کا کعبہ کو نقصان پہنچانے کا ذکر فسانہ عجائب ہے - منہاج السنہ مین ابن تیمیۃ کا کہنا ہے

وَيَزِيدُ لَمْ يَهْدِمِ الْكَعْبَةَ، وَلَمْ يَقْصِدْ إِحْرَاقَهَا: لَا هُوَ وَلَا نُوَّابُهُ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ. وَلَكِنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ هَدَمَهَا [تَعْظِيمًا لَهَا] (4) ، لِقَصْدِ إِعَادَتِهَا وَبِنَائِهَا عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي وَصَفَهُ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لِعَائِشَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا - وَكَانَتِ النَّارُ قَدْ أَصَابَتْ بَعْضَ سَتَائِرِهَا فَتَفَجَّرَ بَعْضُ الْحِجَارَةِ.

یزید نے کعبہ منہدم نہیں کیا نہ اس کو جلایا نہ اس کے نائبوں نے بلکہ ابن زبیر نے کعبہ کی تعمیر کے مقصد سے اس کو منہدم کیا

ابن تیمیہ نے مزید لکھا کہ یزید نے اہانت کعبہ کا ارتکاب نہیں کیا - یہ قول راقم کی تحقیق سے موافقت رکھتا ہے

ابن زبیر نے کعبہ کی تعمیر نو اس وجہ سے نہیں کی تھی کہ وہ جل گیا تھا بلکہ ان کا مقصد اس کو بڑا کرنا تھا تاکہ اس میں ان کی فوج کے بہت سے جوان بھی جا سکیں - ابن زبیر سمجھتے تھے کہ ان کی وجہ سے بنو امیہ کا لشکر دھنس جائے گا - صحیح مسلم میں ہے کہ ابن زبیر حدیث سنا رہے تھے

و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ عَبَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِهِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَنَعْتَ شَيْئًا فِي مَنَامِكَ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ فَقَالَ الْعَجَبُ إِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يَؤُمُّونَ بِالْبَيْتِ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ لَجَأَ بِالْبَيْتِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الطَّرِيقَ قَدْ يَجْمَعُ

النَّاسَ قَالَ نَعَمْ فِيهِمْ الْمُسْتَبْصِرُ وَالْمَجْبُورُ وَابْنُ السَّبِيلِ يَهْلِكُونَ مَهْلَكًا وَاحِدًا وَيَصْدُرُونَ مَصَادِرَ شَتَّى يَبْعَثُهُمْ اللَّهُ عَلَى نِيَّاتِهِمْ

مُحَمَّدُ بنُ زِيَادٍ القُرَشِيُّ الجُمَحِيُّ البَصْرِيُّ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کے دوران (اضطراب کے عالم) میں اپنے ہاتھ کو حرکت دی تو ہم نے عرض کی: اللہ کے رسول! آپ نے نیند میں کچھ ایسا کیا جو پہلے آپ نہیں کیا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ عجیب بات ہے کہ میری امت میں سے کچھ لوگ بیت اللہ کی پناہ لینے والے قریش کے ایک آدمی کے خلاف (کاروائی کرنے کے لیے) بیت اللہ کا رخ کریں گے یہاں تک کہ جب وہ (مسلمان لشکر) چٹیل میدان میں آئے گا تو انھیں (زمین میں) دھنسا دیا جائے گا۔ ہم نے عرض کی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! راستہ تو ہر طرح کے لوگوں کے لیے ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں، ان میں سے کوئی اپنی مہم سے آگاہ ہو گا، کوئی مجبور اور کوئی مسافر ہو گا۔ وہ سب اکھٹے ہلاک ہوں گے اور (قیامت کے روز) واپسی کے مختلف راستوں پر نکلیں گے اللہ انھیں ان کی نیتوں کے مطابق اٹھائے گا۔

ابن زبیر سمجھتے تھے کہ وہ یہ شخص ہیں جو کعبہ کی پناہ لے گا اور اس کا مخالف مسلمان لشکر دھنس جائے گا - لیکن ایسا نہیں ہوا۔افسوس اموی لشکر جب مکہ کی طرف بڑھ رہا تھا تب ابن زبیر نے مکہ سے نکل کر ان کا مقابلہ نہ کیا اور الٹا کعبہ میں چلے گئے - اس طرح ابن زبیر اسی حالت مغالطہ میں شہید ہو گئے - آجکل اہل سنت میں کہا جاتا ہے کہ یہ شخص ہی مہدی ہو گا۔مہدی کا تصور راقم کے نزدیک فرضی و بندہ ایجاد ہے - اس حدیث کی عملی شکل باقی ہے لیکن اس میں بیان کردہ شخص پر کوئی نص نہیں کہ وہ المہدی ہے

ظلم کی حکومت

مورخین کے حوالے سے مودودی نے خلافت و ملوکیت میں لکھا ہے

حضرت معاویہؓ نے اپنے گورنروں کو قانون سے بالاتر قرار دیا اور ان کی زیادتیوں پر شرعی احکام کے مطابق کارروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اُن کا گورنر عبداللہ بن عمرو بن غیلان ایک مرتبہ بصرے میں منبر پر خطبہ دے رہا تھا۔ ایک شخص نے دورانِ خطبہ میں اس کو کنکر مار دیا۔ اس پر عبداللہ نے اس شخص کو گرفتار کرایا اور اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ حالانکہ شرعی قانون کی رُو سے یہ ایسا جرم نہ تھا جس پر کسی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ حضرت

معاویہؓ کے پاس استغاثہ کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں ہاتھ کی دِیت تو بیت المال سے ادا کر دوں گا، مگر میرے عمّال سے قصاص لینے کی کوئی سبیل نہیں[۳۰]۔ زیاد کو جب حضرت معاویہؓ نے بصرے کے ساتھ کوفہ کا بھی گورنر مقرر کیا اور وہ پہلی مرتبہ خطبہ دینے کے لیے کوفے کی جامع مسجد کے منبر پر کھڑا ہوا تو کچھ لوگوں نے اُس پر کنکر پھینکے۔ اُس نے فوراً مسجد کے دروازے بند کرا دیئے اور کنکر پھینکنے والے تمام لوگوں کو (جن کی تعداد ۳۰ سے ۸۰ تک بیان کی جاتی ہے) گرفتار کرا کے اسی وقت اُن کے ہاتھ کٹوا دیئے[۳۱]۔ کوئی مقدمہ اُن پر نہ چلایا گیا۔ کسی عدالت میں وہ نہ پیش کیے گئے۔ کوئی باقاعدہ قانونی شہادت اُن کے خلاف پیش نہ ہوئی۔

اس حکایت کا مصدر تاریخ طبری میں ہے

حَدَّثَنِي عُمَرُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ– قَالَ: وَاخْتَلَفَا فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ– قَالا: خَطَبَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ غَيْلانَ عَلَى مِنْبَرِ الْبَصْرَةِ، فَحَصَبَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي ضَبَّةَ– قَالَ عُمَرُ: قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: يُدْعَى جُبَيْرَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَحَدَ بَنِي ضِرَارٍ– فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَتْ يَدُهُ، فَقَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ وَالتَّسْلِيمُ ... خَيْرٌ وَأَعْفَى لِبَنِي تَمِيمْ فَأَتَتْهُ بَنُو ضَبَّةَ، فَقَالُوا: إِنَّ صَاحِبَنَا جَنَى مَا جَنَى عَلَى نَفْسِهِ، وَقَدْ بَالَغَ الأَمِيرُ فِي عُقُوبَتِهِ، وَنَحْنُ لا نَأْمَنُ أَنْ يَبْلُغَ خَبَرُهُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَيَأْتِي مِنْ قِبَلِهِ عُقُوبَةٌ تَخُصُّ أَوْ تَعُمُّ، فَإِنْ رَأَى الأَمِيرُ أَنْ يَكْتُبَ لَنَا كِتَابًا يَخْرُجُ بِهِ أَحَدُنَا إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ يُخْبِرُهُ أَنَّهُ قَطَعَهُ

عَلَى شُبْهَةٍ وَأَمْرٍ لَمْ يَضِحْ، فَكَتَبَ لَهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَى مُعَاوِيَةَ، فَأَمْسَكُوا الْكِتَابَ حَتَّى بَلَغَ رَأْسَ السَّنَةِ- وَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ: لَمْ يَزِدْ عَلَى سِتَّةِ أَشْهُرٍ- فَوَجَّهَ إِلَى مُعَاوِيَةَ، وَوَافَاهُ الضَّبِّيُّونَ، فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّهُ قَطَعَ صَاحِبَنَا ظُلْمًا، وَهَذَا كِتَابُهُ إِلَيْكَ، وَقَرَأَ الْكِتَابَ، فَقَالَ: أَمَّا الْقَوَدُ مِنْ عُمَّالِي فَلا يَصِحُّ، وَلا سَبِيلَ إِلَيْهِ، وَلَكِنْ إِنْ شئتم وديت صاحبكم، قالوا: فده، فوداه مِنْ بَيْتِ الْمَالِ،

اس کی سند میں انقطاع ہے - ہشام اور علی بن محمد دونوں بصری متاخرین ہیں - یہی قول کتاب صحیح وضعیف تاریخ الطبری المؤلف: الإمام أبو جعفر بن جرير الطبري (224-310ه-) حققه وخرج رواياته وعلق عليه: محمد بن طاهر البرزنجي کے محقق کا ہے - کہتا ہے إسناده معضل - سند ٹوٹی ہوئی ہے

الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب از ابن عبد البر میں ان کی تعریف میں لکھا ہے عبد اللہ ابن عَمْرو بْن غيلان من كبار رجال مُعَاوِيَة یہ معاویہ کے کبار اصحاب میں سے تھے - عبد اللہ ابن عَمْرو بْن غيلان کو سن ۵۵ ہجری میں چھ ماہ کے لئے امیر مقرر کیا گیا تھا- اور الاستیعاب میں ایسا کوئی واقعہ ان کے ترجمہ میں نہیں جس کا حوالہ مودودی نے دیا ہے

یالثارات الحسین

بنو قیس کا قبیلہ شام میں ابن زبیر کے ساتھ تھا اور بنو کلب کا قبیلہ، بنو امیہ کا حمایتی تھا- سن ٦۵ ھ میں مرج راھط پر بنوامیہ اور ابن زبیر کے لشکر کا مقابلہ ہوا جس میں ابن زبیر کا لشکر ہار گیا- اس انارکی و طوائف الملوکی کی حالت میں پراگندہ ہو جانے والے شیعان حسین واپس جمع ہو پائے اور ان کی جانب سے قول آیا کہ قتل حسین کا بدلہ لیا جائے- اس نعرہ کو کوفہ میں سن ٦۵ ھ میں الولید بن عضین بن مسلم کی جانب سے بلند کیا گیا، جب یزید کا انتقال ہو چکا تھا اور مروان بن حکم خلیفہ تھے –اس تحریک کو توابین (توبہ کرنے والے) کہا جاتا ہے-ان کی قیادت سلیمان بن صرد الخزاعی کر رہے تھے جو حسین کے ہمدرد تھے لیکن عین وقت ان کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے - حسین کے شیعہ اپنے فرار ہو جانے کے عمل پر سخت شرمندہ تھے اور انہوں نے توبہ کرنے کی ٹھانی اور فیصلہ کیا کہ امام حسین کی شہادت کے بعد وہ بلاد اسلام کے تمام لشکروں سے لڑتے لڑتے مر جائیں گے لیکن بستر مرگ پر نہیں مریں گے-ان کے ساتھ شیعان حسین کے سو، دو سو لوگ جمع ہو گئے - پھر حکیم بن منقذ الکندی اور الولید بن حصین الکنانی کو کہا گیا کہ وہ عراق میں اعلان کریں

یالثارات الحسین - اے حسین کا بدلہ لینے والوں

اس پر سولہ ہزار لوگ جمع ہو گئے لیکن ان میں اختلاف ہو گیا-ان کی اکثریت مختار ثقفی کے ساتھ مل گئی جو اس کے قائل تھے کہ امام اب ابن حنفیہّ ہیں اور سلیمان بن صرد کے ساتھ صرف چار ہزار رہ گئے –بہر حال سلیمان عین الوردۃ شام تک اپنے جتھے کو لے گئے اور اس مقام پر بنو کلب اور توابین کا مقاتلہ ہوا-جس میں سلیمان بن صرد ہلاک ہو گئے- توابین کی تحریک کچل دی گئی اور اس کے باقی ماندہ افراد مختار ثقفی کذاب کے ساتھ مل گئے- قابل غور ہے کہ

توابین نے یہ دعوی نہیں کیا کہ بنو امیہ کے عراق میں نافذ گورنروں مثلا ابن زیاد یا عمر بن سعد نے حسین کا قتل کیا ہے بلکہ وہ ان کو عراق میں چھوڑ شام گئے - معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بنو امیہ کے گورنر قاتلین میں سے نہیں تھے جس کا الزام بعد میں مختار ثقفی نے لگایا

طبرانی کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَدِينِيُّ فُسْتُقَةُ، ثنا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عَدِيٍّ، قَالَ: «هَلَكَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدَ سَنَةَ خَمْسٍ وَسِتِّينَ» , قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَبَلَغَنِي: «أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدَ الْخُزَاعِيَّ، خَرَجَ هُوَ وَالْمُسَيِّبُ بْنَ نَجَبَةَ الْفَزَارِيُّ فِي أَرْبَعَةِ آلَافٍ، فَعَسْكَرَا بِالنُّخَيلَةِ , يَطْلُبُونَ بِدَمِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَعَلَيْهِمْ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدَ، وَذَلِكَ لِمُسْتَهَلِّ رَبِيعٍ الْآخِرِ سَنَةَ خَمْسٍ وَسِتِّينَ، ثُمَّ سَارُوا إِلَى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، فَلَقُوا مُقَدِّمَتَهُ، فَاقْتَتَلُوا، فَقُتِلَ سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدَ وَابْنُ نَجَبَةَ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْآخِرِ

سلیمان نے سن ٦٥ میں النَّخيلَةِ میں چار ہزار کے ساتھ خروج کیا پھر ان کی مد بھیڑ ابن زیاد سے ہوئی جس میں سلیمان ربیع الثانی میں قتل ہوا

قاتلین کون؟

شہادت حسین کا ذمہ دار کون تھا؟اس سوال کا جواب امت ۱۴۰۰ سال سے کھوج رہی ہے کوئی واضح جواب نہیں ہے کیونکہ اس پر معلومات نہیں ہیں –جو روایات ہیں وہ نہایت کمزور اسناد سے ہیں- جو صحیح ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حسین نے خروج کیا اور عراقی فوج ان کے تعاقب میں گئی ساتھ ہی شیعان حسین عین وقت پر دغا دے گئے اور حسین کوفہ سے دور گئے، جب کربلا پر پہنچے تو ان کا قتل ہوا- حسین کا قافلہ محدود تھا اور کمک کی کمی کی وجہ سے وہ شہید ہوئے-

حسین کے بعد ،اہل بیت کی خواتین کو شام پہنچا دیا گیا اور پھر وہاں سے ال حسین کو مدینہ پہنچا دیا گیا- اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں کہ کربلا میں کیا اصل میں ہوا، شام میں کیا کلام ہوا اور مدینہ میں اس کے بعد کیا ہوا-

مکہ سے کوفہ تک کا فاصلہ 1,718.7 کلومیٹر ہے- کوئی بھی قافلہ جو یہ سفر کرے اس کا کھانا پینا ختم ہو جائے گا لہذا کوفہ سے واپس مکہ حسین نہیں جا سکتے تھے اور شمال میں اس لئے گئے کہ وہاں فرات کے پاس کسی نخلستان میں بسیرا کر لیں گے پھر آگے کا پلان سوچیں گے- یہ راقم کا خیال ہے

اس کے علاوہ اہل سنت و اہل تشیع کے بہت سے اقوال ہیں

ایک قول ہے کہ حسین دمشق جا رہے تھے- یہ ایک تھیوری ہے –اس پر کچھ شواہد ہیں کہ کوفہ سے آگے دمشق کی طرف جا رہے تھے ایسا ابن کثیر نے گمان لکھا ہے اور آج کل اہل سنت میں یہ قول بہت چل رہا ہے

دوسرا قول ہے کہ کربلاء میں اپنے آپ کو قتل کروانے گئے تا کہ نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی صحیح بن سکے یہ اہل تشیع کا عمومی قول ہے- ابو مخنف کی روایات کا مقصد ہے کہ اہل شام نے قتل کیا –یہی اس کی روایات کا محور ہے- ابو مخنف نے ملبہ اہل عراق سے ہٹا کر اہل شام پر ڈالا ہے –اسی وجہ سے بغدادی مورخ طبری نے اس کو جا بجا نقل کیا ہے

تیسرا قول ابن عمر رضی اللہ عنہ کا صحیح بخاری میں ہے کہ اہل عراق نے قتل کیا- بخاری بَابُ مَنَاقِبِ الحَسَنِ وَالحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا میں روایت کرتے ہیں کہ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نُعْمٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، وَسَأَلَهُ عَنِ المُحْرِمِ؟ قَالَ: شُعْبَةُ أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ، فَقَالَ: أَهْلُ العِرَاقِ يَسْأَلُونَ عَنِ الذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن ابی نُعِم کہتے ہیں میں نے عَبدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ کو سنا جب ان سے محرم کے بارے میں سوال ہوا کہ اگر محرم (احرام) کی حالت میں مکھی قتل ہو جائے تو کیا کریں پس انہوں نے کہا اہلُ العِرَاقِ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور انہوں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نواسے کا قتل کیا

امام بخاری نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کر کے قتل حسین کا بوجھ اہلُ العِرَاقِ پر بتایا اور یزید کو اس کا ذمہ دار قرار نہ دیا - امام بخاری نے اس طرح اہل شام پر سے اس الزام قتل کو دور کیا ہے

چوتھا قول مختار ثقفی کذاب کا ہے کہ بنو امیہ کے ان حجازی گورنروں نے حسین کا قتل کیا جو ابن زبیر کی خلافت میں عراق میں مقرر تھے - یہ قول کذاب کا ہے لائق التفات نہیں - مختار ثقفی اصل میں اہل حجاز کو قتل کا ذمہ دار کہتا ہے

مختار ثقفی ابن عمر رضی اللہ عنہ کا سالا ہے یہ مکہ میں ابن زبیر کے پاس آیا لیکن ابن زبیر سے اختلاف کر کے عراق گیا اور وہاں جھوٹ بولنے لگا لوگوں کو جمع کیا اور خروج کیا- مختار کے مطابق محمد بن حنفیّہ امام ہیں جو ابن زبیر کی قید میں تھے محمد بن حنفیّہ کا میلان بنو امیہ کی طرف تھا وہ ابن زبیر کی حمایت نہیں کر رہے تھے لہٰذا ابن زبیر نے سیاسی غلطی کی اور محمد کو قید کر دیا مختار نے عراق میں رائے عامہ کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے دو دعوی کیے

ایک یہ کہ عراق میں موجود اموی قاتلین حسین میں سے ہیں

دوم محمد بن علی بن ابی طالب اصل امام ہیں جو مکہ میں ابن زبیر کے قیدی ہیں

لہٰذا محمد کو آزاد کرانا ہو گا- اس فرقہ کو کیسانیہ کہا جاتا ہے

مختار ایک کذاب تھا اس سے ظاہر ہے کہ خود اس سے قتل کرنے مصعب بن زبیر کی فوج میں حسین کے بھائی موجود تھے - اہل تشیع کے ائمہ بھی مختار کو کذاب کہتے ہیں- شیعہ عالم کشی کہتے ہیں

كان كيسانيا يقول بحياة محمدابن الحنيفة

کیسانی محمد بن حنفیّہ کے زندہ ہونے کے قائل ہیں

مسند ابو داود طیالسی کی روایت ہے کہ مختار کا دعوی تھا کہ جبریل اس پر نازل ہوتے ہیں

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ شَدَّادٍ، قَالَ: كُنْتُ أَبْطَنَ شَيْءٍ بِالْمُخْتَارِ يَعْنِي الْكَذَّابَ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: دَخَلْتَ وَقَدْ قَامَ جِبْرِيلُ قَبْلُ مِنْ هَذَا الْكُرْسِيِّ

مختار نے رفاعہ سے کہا تو داخل ہوا تو جبریل اس کرسی کے پیچھے تھا

رفاعہ نے کہا ما اَنْتَظِرُ اِنْ اَمْشِیَ بَیْنَ رَاْسِ ہٰذا وَجَسَدِہِ

میں انتظار نہیں کروں گا اس تیرے سر اور دھڑ کے بیچ چلوں

تاریخ طبری میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی بہن ام ھانی کے پوتے طفیل بن جعدة بن هبيرة نے مختار کو بیو قوف بنایا

جعفر: وكان بدء سببه ما حدثني به عبد الله بن أحمد بن شبويه، قَالَ: حَدَّثَنِي أبي، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَان، قَالَ: حدثني عبد الله ابن المبارك، عن إسحاق بن يحيى بن طلحة، قال: حدثني معبد بن خالد، قال: حدثني طفيل بن جعدة بن هبيرة، قال: أعدمت مره من الورق، فانى لكذلك إذا خرجت يوما فإذا زيات جار لي، له كرسي قد ركبه وسخ شديد، فخطر على بالي ان لو قلب للمختار في هذا! فرجعت فأرسلت إلى الزيات: أرسل إلي بالكرسي، فأرسل إلي به، فأتيت المختار، فقلت: إني كنت أكتمك شيئا لم أستحل ذلك، فقد بدا لي أن أذكره لك، قال:

وما هو؟ قلت: كرسي كان جعدة بن هبيرة يجلس عليه كأنه يرى أن فيه أثرة من علم، قال: سبحان الله! فأخرت هذا إلى اليوم! ابعث إليه، ابعث إليه، قال: وقد غسل وخرج عود نضار، وقد تشرب الزيت، فخرج يبص، فجيء به وقد غشي، فأمر لي باثني عشر ألفا، ثم دعا: الصلاة جامعة.

طفیل بن جعدۃ بن ہبیرۃ نے کہا ایک بار مجھ کو پیسوں کی ضرورت پیش آئی -اسی دوران میں پڑوسی کے ہاں گیا تو اس کے پاس ایک کرسی تھی جو بوسیدہ تھی اور گرد آلود تھی پس خیال گذرا کہ اس کو مختار کو دوں اور رقم لوں پس میں اس بات کو لے کر مختار کے پاس پہنچا اور کہا میں نے ایک چیز تم سے چھپالی تھی لیکن اب مناسب ہے تم اس کو لو- مختار بولا وہ کیا؟ میں نے کہا کرسی ہے جو جعدۃ بن ہبیرۃ[24] کی ہے وہ اس پر بیٹھتے تھے اور اس کرسی میں علم کا اثر دیکھتا ہوں مختار بولا سبحان اللہ آج ہی اس کو نکلواو، لوگ بھیجو- پس اس کرسی کو دھویا اور تیل پی کر اس کی لکڑی چمکنے لگی اور اس پر کپڑا چڑھا دیا اور اس کو لے کر مختار کے پاس پہنچا پس مختار نے بارہ ہزار دیے اور پھر پکارا با جماعت نماز

24 جعدة بن هبيرة المخزومي بن أخت علي رضي الله عنه أم هانئ بنت أبي طالب ذكره جماعة في الصحابة وقال يحيى بن معين لم يسمع من النبي صلى الله عليه وسلم شيئا وقد روى عن خاله علي رضي الله عنه

مزید ہے کہ لوگ مسجد میں جمع ہوئے اور مختار نے تقریر میں کہا

إنه لم يكن في الأمم الخالية أمر إلا وهو كائن في هذه الأمة مثله، وإنه كان في بني إسرائيل التابوت فيه بقية مما ترك آل موسى وآل هارون، وإن هذا فينا مثل التابوت، اكشفوا عنه، فكشفوا عنه أثوابه، وقامت السبئيه فرفعوا أيديهم، وكبروا ثلاثا

پچھلی امتوں کی کوئی بات ایسی نہیں جو اس امت میں نہ ہوئی ہو - نبی اسرائیل کے پاس تابوت تھا جس میں ال موسی و ہارون کے تبرکات تھے اور ہمارے پاس تابوت کے مثل کرسی ہے - کپڑا ہٹاو - پس کرسی پر سے کپڑا ہٹایا گیا اور السبئیہ نے ہاتھ بلند کیے اور تین بار تکبیر کہی

طفیل بن جعدة بن ہبیرة اس قصے میں مجہول الحال ہیں البتہ مورخین میں سے بہت سوں نے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے - یہ بھی معلوم ہوا کہ مختار کا گروہ اصل میں ابن سبا کے فرقے السبئیہ کی ہی کوئی شاخ تھا

مختار ثقفی کذاب کا قول ہے کہ بنو امیہ کے ان گورنروں نے قتل کیا ہے جو ابن زبیر کے دور خلافت میں عراق میں مقرر تھے - یہ قول کذاب کا ہے لائق التفات نہیں البتہ ابو مخنف کی تھیوری میں انہی ناموں کا ذکر ہے

عمر بن سعد بن ابی وقاص المتوفی ٦٧ ہجری

مختار ثقفی کذاب کا کہنا تھا کہ عمر بن سعد بن ابی وقاص قاتلین حسین میں سے ہے

الاستیعاب فی معرفة الأصحاب از ابن عبد البر میں ہے

وقال يحيى بن معين: أهل الكوفة يقولون: إن الذي قتل الحسين عمر ابن سعد بن أبي وقاص، قَالَ يحيى: وكان إبراهيم بن سعد يروى فيه حديثًا إنه لم يقتله عمر بن سعد.

امام ابن معین نے کہا اہل کوفہ کہتے ہیں حسین کا قتل عمر ابن سعد بن إبي وقاص، نے کیا اور ابن معین نے کہا کہ إبراہیم بن سعد نے روایت کی حدیث جس میں ہے کہ عمر نے قتل نہیں کیا تھا

اس کے بر عکس تاریخ إبو بکر إحمد بن إبي خیثمة (المتوفی: 279ھ) میں ہے

سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ يَقُولُ: عُمَر بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاص كوفيٌّ. يُريد أَنَّهُ نزلَ الْكُوفَة. قُلْتُ لَهُ: ثِقَةٌ؟ قَالَ: كَيْفَ يَكُونُ مَنْ قَتَلَ الْحُسَيْن ثِقَةً

إبو بکر إحمد بن إبي خیثمة (المتوفی: 279ھ) نے کہا میں نے امام ابن معین کو کہتے سنا کہا عمر بن سعد بن ابی وقاص کوفی ہے یعنی ان کا مقصد تھا کوفہ میں رکے میں نے کہا ثقہ ہے؟ کہا کیسے ہو سکتا ہے جس نے قتل حسین کیا ہو

امام نسائی نے عمر بن سعد کو ثقہ سمجھا ہے اور اس کی روایت کو سنن میں درج کیا ہے –یہ معلوم ہے کہ سنن نسائی میں وہ روایات ہیں جو نسائی نے کتاب المجتبی سے الگ کی تھیں جس میں ہر قسم کی روایت لکھی گئی تھی

عُمَر بن سعد بن إبي وقاص القرشی الزُّہرِیّ سے نسائی نے روایت سنن میں لی ہے

أخبرنا إسحق بن إبراهيم قال أنبأنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن أبي إسحق عن عمر بن سعد قال حدثنا سعد بن أبي وقاص أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قتال المسلم كفر وسبابه فسوق.

مسند احمد میں بھی ہے- معلوم ہوا کہ بعض محدثین مثلا ابن معین نے اس کی روایت سے منع کیا لیکن ظاہر ہے اس پر اجماع نہیں ہے- عمر سے اہل سنت اور شیعہ دونوں روایت کرتے تھے- کتب رجال میں ہے

رَوَى عَنه: ابنه إِبْرَاهِيم بْن عُمَر بن سعد، ويزيد بن أَبي مريم السلولي، وسعد بْن عُبَيدة، والعيزار بْن حريث (سي) ، وقتادة، ومحمد بْن عَبْد الرَّحْمَنِ بْن أَبي لبيبة، ومحمد بن مسلم ابن شهاب الزُّهْرِيّ، والمطلب بْن عَبد

اللَّه بْن حنطب، ويزيد بْن أَبِي حبيب المِصْرِي، وأبو إسحاق السبيعي (س) ، وابن ابنه أَبُو بكر بْن حفص بْن عُمَر بْن سعد.

اس سند میں ابو إسحاق السبیعی کوفی شیعہ ہیں جو عمر سے روایت کرتے رہے ہیں

صحیح مسلم ۲۹۶۵ میں ہے

حدثنا إسحاق بن إبراهيم ، وعباس بن عبد العظيم ، واللفظ لإسحاق، قال عباس: حدثنا، وقال إسحاق: اخبرنا ابو بكر الحنفي ، حدثنا بكير بن مسمار ، حدثني عامر بن سعد ، قال: كان سعد بن ابي وقاص في إبله، فجاءه ابنه عمر، فلما رآه سعد، قال: اعوذ بالله من شر هذا الراكب، فنزل، فقال له: انزلت في إبلك وغنمك وتركت الناس يتنازعون الملك بينهم، فضرب سعد في صدره، فقال اسكت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: " إن الله يحب العبد التقي الغني الخفي ".

عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں میں تھے اتنے میں ان کا بیٹا عمر (بن سعد) آیا جب سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو کہا: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کی اس سوار کے شر سے۔ پھر وہ اترا اور بولا: تم اپنے اونٹوں اور بکریوں میں اترے ہو اور لوگوں کو چھوڑ دیا وہ سلطنت کے لیے جھگڑ رہے ہیں سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سینہ پر مارا اور کہا: چپ رہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: "اللہ دوست رکھتا ہے اس بندہ کو جو پرہیز گار ہے، مالدار ہے۔ چھپا بیٹھا ہے ایک کونے میں اور دنیا کے لیے اپنا ایمان نہیں بگاڑتا۔

راقم کہتا ہے یہ روایت بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ کی سند سے ہے جس پر امام بخاری کا فیہ نظر کا فتوی ہے۔ عقیلی نے الضعفاء الکبیر میں اس کا ترجمہ قائم کر کے بتایا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

افسوس سن ۲۰۰ ہجری کے محدثین کو زبردستی عمر سے روایت کرنے سے روکا گیا-ایک محدث العیزار بن حریث نے عمر بن سعد سے روایت کیا تو موسی نام کے کسی بنی ضبیعة کے شخص نے کہا اے ابو سعید آپ عمر، قاتل حسین سے روایت کرتے ہیں- پس العیزار (مصلحتا) چپ ہو گئے- تہذیب الکمال میں ہے

قَال الحاكم أَبُو أحمد: سمعت أبا الحسين الغازي يقول: سمعت أبا حفص عَمْرو بْن علي يقول: سمعت يحيى بْن سَعِيد يقول: حَدَّثنَا إسماعيل بْن أَبي خالد، قال: حَدَّثنَا العيزار بْن حريث عن عُمَر بْن سعد، فَقَالَ لَهُ رجل من بْني ضبيعة يقال لَهُ موسى: يا أبا سَعِيد هَذَا قاتل الحسين. فسكت، فَقَالَ: عن قاتل الحسين تحَدَّثنَا. فسكت

شمر بن ذي الجوشن الضّبابى

شمر کے لئے معروف ہے یہ شیعان علی میں سے تھا- صفین میں ان کے ساتھ لڑا - اس پر قتل حسین کا الزام مختار ثقفی کذاب نے لگایا اور بعد میں مورخین اس کو بس نقل کرتے رہے- ابن قتیبہ المعارف میں کہتے ہیں

شمر بن ذي الجوشن الضّبابى أحد قتلة الحسين

شمر ان سے ایک تھا جس نے حسین کا قتل کیا

شمر کے والد ایک صحابی ہیں جن کا نام ذوالجوشن الضبابی رضی اللہ عنہ ہے یہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے

البغوی نے کتاب معجم الصحابۃ میں اس کی ایک روایت لکھی ہے اور کہا ہے کہ شمر نے صرف ایک حدیث روایت کی ہے

میزان الاعتدال فی نقد الرجال از الذہبی (المتوفى: 748ھ) میں ہے

روى أبو بكر بن عياش عن أبي إسحاق قال: كان شمر يصلى معنا، ثم يقول: اللهم إنك تعلم أنى شريف فاغفر لى قلت: كيف يغفر الله لك وقد أعنت على قتل ابن (بنت) رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال:

ويحك! فكيف نصنع؟ إن أمراءنا هؤلاء أمرونا بأمر فلم نخالفهم، ولو خالفناهم كنا شرا من هذه الحمر السقاة. قلت: إن هذا لعذر قبيح، فإنما الطاعة في المعروف.

ابو اسحاق نے کہا شمر ہمارے ساتھ نماز پڑھتا اور کہتا اے اللہ، تو جانتا ہے کہ میں شریف انسان ہوں، میری مغفرت فرما ۔ میں نے اس سے کہا تمہیں اللہ کیسے معاف کر سکتا ہے جبکہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی بیٹی) کے بیٹے (نواسہ) کو قتل کرنے میں حصہ لیا ہے؟۔ اس نے کہا مروتم۔ میں اور کیا کرتا؟ ہمارے امراء نے ہمیں ایسا کرنے کا حکم دیا للہذا ہم نے ان کی نافرمانی نہیں کی، اگر ہم ان کی نافرمانی کرتے تو ہم جانور سے بھی بدتر ہوتے۔ میں الذھبی کہتا ہوں یہ تو ایک بھونڈا بہانہ ہے، اطاعت تو بس اچھی باتوں میں ہوتی ہے۔

اس کی مکمل سند معلوم نہیں ہے اور ابو اسحاق السبیعی خود شیعہ مدلس ہے اور اس کا سماع شمر سے مشکوک ہے

یہ حکایت لائق اعتبار نہیں –شمر باوجود یہ کہ شیعان علی میں سے تھا یہ سبائی اور کیسانیہ میں سے نہیں تھا لیکن چونکہ ان کا مخالف تھا لہٰذا اس پر الزام دھر کر اس کا قتل کر دیا گیا- محدثین میں ابن معین کا قول ہے کہ یہ ثقہ نہیں کیونکہ یہ قاتلین حسین میں سے تھا- راقم کہتا ہے ابن معین نے اس کی دلیل نہیں دی –

طبقات ابن سعد میں ہے کہ شمر نہیں اس کا باپ جَوْشَنُ بْنُ رَبِيعَةَ الْكِلَابی قتل حسین کا گواہ ہے

أَبُو شِمْرِ بْنِ ذِي الْجَوْشَنِ الَّذِي شَهِدَ قَتْلَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ

بہت سے لوگ معاویہ و حسن کی صلح کے خلاف تھے مثلا حجر بن عدی، عبد اللہ بن إبي الجوشن اخی شمر وغیرہ

قال خليفة بن خياط: لما سلم الأمر الحسن إلى معاوية، خرج عليه عبد الله بن أبي الجوشن بالنحلة، فبعث إليه معاوية خالد بن عرفطة العذريّ . حليف بنى زهرة . فى جمع من أهل الكوفة، فقتل ابن أبي الجوشن، ويقال ابن أبي الحمساء.

خلیفہ بن خیاط نے کہا جب حسن نے معاویہ کی طرف خلافت بھیج دی تو عبد اللہ بن إبي الجوشن مقابلے پر نکلا- اس کے لئے معاویہ نے خالد بن عرفطۃ کو بھیجا جنہوں نے عبد اللہ کا قتل کیا

.وذكر الدولابی، أن المختار بن أبي عبيد، قتله بعد موت يزيد بن معاوية

اور خالد کا قتل مختار ثقفی نے یزید کی موت کے بعد کیا

مختار اصلا سبائی ہی تھا جس نے ان لوگوں کا قتل کیا جو حسن و معاویہ کی صلح کے حق میں تھے

عبيد الله بن زياد المتوفى 67

مختار ثقفی جو محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل تھا اس نے عبید اللہ بن زیاد کا قتل کیا اور اس کے سر کو مسجد کوفہ الرَّحَبَةِ لایا

اسی دور کی ایک روایت ہے

حدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: " لَمَّا جِيءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، وَأَصْحَابِهِ نُضِّدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحَبَةِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ تَخَلَّلُ الرُّءُوسَ حَتَّى دَخَلَتْ فِي مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ، فَذَهَبَتْ حَتَّى تَغَيَّبَتْ، ثُمَّ قَالُوا: قَدْ جَاءَتْ قَدْ جَاءَتْ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

(جامع الترمذی 3780)

عمارہ بن عمیر کہتے ہیں کہ جب عبید اللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے اور کوفہ کی ایک مسجد میں انہیں ترتیب سے رکھ دیا گیا اور میں وہاں پہنچا تو لوگ یہ کہہ رہے تھے: آیا آیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ سروں کے بیچ سے ہو کر آیا اور عبید اللہ بن زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہو گیا اور تھوڑی دیر اس میں رہا پھر نکل کر چلا گیا، یہاں تک کہ غائب ہو گیا، پھر لوگ کہنے لگے: آیا آیا اس طرح دو یا تین بار ہوا۔ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یہ روایت پیلی صحافت

Yellow Journalism

کی مثال ہے

سانپ ایک موذی مخلوق ضرور ہے لیکن اللہ کی محبوب بھی ہے- کیا موسی کا عصا سانپ نہیں بنا؟ اللہ تعالی نے اپنی نشانی کے طور پر سانپ کو لیا ہے لہذا محض سانپ کے آنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سانپ گزرا تو یقینا سب گناہ گار تھے -مزید یہ کہ یہ رحبہ میں ہوا یعنی مسجد کوفہ کے صحن میں تو کیا مسجد بھی اللہ کا نا پسندیدہ مقام ہو گئی کہ اس میں سانپ آ گیا -اس روایت سے سرے سے کچھ ثابت نہیں ہوا

مزید معلوم ہے کہ بعض اصحاب رسول مثلا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو ان کا مثلہ کیا گیا- اس کیا ثابت ہوا؟ کیا یہ ثابت ہوا کہ جس کا مثلہ ہو جائے یا سر کاٹ دیا جائے وہ یقینا حق پر نہ ہو گا؟ ابن زیاد مظلوم قتل ہوا کیونکہ اس پر قتل حسین کا الزام مختار ثقفی کذاب کا لگایا ہوا تھا اور اسی جھوٹے قتل کے الزام میں ابن زیاد کا قتل ہوا

العلل ومعرفة الرجال از أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل (المتوفى: 241ھ) میں ہے کہ عبید اللہ بن زیاد کی مجلس میں اصحاب رسول ہوتے

حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حدثنَا أَبُو بكر بن عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حُصَيْنٍ عَن أبي بردة قَالَ كنت جَالِسًا عِنْدَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَاد فَأتي برؤس الْخَوَارِجِ كُلَّمَا جَاءَ رَأْسٌ قُلْتُ إِلَى النَّارِ فَقَالَ لِي عَبْدُ الله بن يزِيد أَولا تعلم يَا بن أَخِي أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ عَذَابَ هَذِهِ الْأُمَّةِ جُعِلَ فِي أَوَّلِهَا

إبي بردة بن ابي موسى نے کہا میں عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ بیٹھا تھا کہ خوارج کے سر لائے گئے جب بھی سر لایا جاتا میں کہتا آگ میں گیا- پس عَبْدُ الله بن يزِيد رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے کیا تم کو معلوم ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ اس امت پر عذاب شروع میں ہے

عبید اللہ بن زیاد نے زَیدُ بنُ اِرقَم، عَائِذ بنَ عَمرٍو، مَعقِلُ بنُ یَسَارٍ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا

ابن حنفیہ کی بیزاری

محمد بن حنفیہّ اہل بیت میں سے ہیں اور ان میں ایک معتبر شخصیت ہیں، جنگوں میں اپنے باپ کے ساتھ رہے ہیں- لیکن حسن کے بعد حسین کے ساتھ انہوں نے خروج نہیں کیا- محمد بن علی یا ابن حنفیہّ حسن و حسین کے سوتیلے بھائی ہیں انہوں نے ابن زبیر کی بیعت نہیں کی اور ابن زبیر نے ان کو قید کر دیا – ان کے نام سے جھوٹا پروپیگنڈا مختار ثقفی نے کیا کہ امام وقت یہ ہیں – بہر حال مختار کا قتل ہوا اور حجاج نے ان کو ابن زبیر کی قید سے آزاد کرایا انہوں نے فورا عبد الملک کی بیعت کی اور ابن عمر نے بھی عبد الملک کی بیعت کی

اہل سنت کا تقیہ

مختار نے بنو امیہ کے گورنروں کا قتل کر کے اپنی خلافت عراق میں قائم کر لی تھی اور اس کے تحت بہت سے اہل سنت بھی تھے جو تقیہ کی حالت میں رہے- مورخین نے ذکر کیا کہ بہت سے اہل سنت مختار کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے - ابن حزم اندلسی نے کتاب المحلی میں کہا ہے کہ

قال عَلِيٌّ: ما نَعْلَمُ أَحَدًا من الصَّحَابَةِ رضي الله عنهم امْتَنَعَ من الصَّلاَةِ خَلْفَ الْمُخْتَارِ وعبيد اللَّهِ بن زِيَادٍ وَالْحَجَّاجِ وَلاَ فَاسِقَ أَفْسَقُ من هَؤُلاَءِ

علی ابن حزم نے کہا ہے کہ : میں صحابہ میں سے کسی صحابی کو نہیں جانتا کہ جس نے مختار، عبید اللہ ابن زیاد، حجاج اور ان سے بھی فاسق تر بندے کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کیا ہو۔

اس قول کا اصل مصدر معلوم ممکن نہیں ہے

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ تابعین کذاب مختار کے پیچھے نماز پڑھتے تھے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: «كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللهِ يُصَلُّونَ مَعَ الْمُخْتَارِ الْجُمُعَةَ، وَيَحْتَسِبُونَ بِهَا

عبد اللہ ابن مسعود کے اصحاب مختار کے ساتھ جمعہ پڑھتے تھے اور (ایک دوسرے کو) گنتے تھے

سُفْیَانَ الثوری مدلس عن سے روایت کر رہے ہیں لہذا روایت مظبوط نہیں- دوم اصحاب عبد اللہ تمام اہل سنت میں سے نہ تھے ان سے بعض داعی شیعہ بھی تھے اور ان کا مختار غالی کے پیچھے نماز پڑھنا چندہ بعید نہیں- یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تقیہ کیا گیا ہو جو اضطراری حالت میں مباح ہے

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے

حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عُقْبَةَ الْأَسَدِيِّ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، «أَنَّ أَبَا وَائِلٍ جَمَّعَ مَعَ الْمُخْتَارِ

يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ کہتے ہیں کہ ابو وَائِلٍ، مختار کے ساتھ (نماز میں؟) جمع ہوئے

سند میں يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ ہے جو مجھول ہے

سنن الکبری بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، وَأَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي دَاوُدَ الْمُنَادِي الْمَخْرَمِيُّ بِبَغْدَادَ، ثنا يُونُسُ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمُؤَدِّبُ، ثنا أَبُو شِهَابٍ، ثنا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: "كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُسَلِّمُ عَلَى الْخَشَبِيَّةِ وَالْخَوَارِجِ وَهُمْ يَقْتَتِلُونَ،

فَقَالَ: " مَنْ قَالَ: حِيَّ عَلَى الصَّلَاةِ أَجَبْتُهُ، وَمَنْ قَالَ: حِيَّ عَلَى الْفَلَاحِ أَجَبْتُهُ، وَمَنْ قَالَ: حِيَّ عَلَى قَتْلِ أَخِيكَ الْمُسْلِمِ وَأَخْذِ مَالِهِ، قُلْتُ: لَا "

یونس بن عبید نے نافع سے روایت کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ خشبی اور خارجی کو سلام کہتے جبکہ وہ اہل اسلام سے مد مقابل تھے - ابن عمر کہتے جو حی علی صلاہ کہہ کر نماز کے لئے بلائے تو میں نماز ادا کروں گا

اس کی سند منقطع ہے - جامع التحصیل فی إحکام المراسیل از العلائی (المتوفى : 761ھ-) میں ہے

یونس بن عبید قال إحمد وابن معین وہذا الفظ إحمد بن حنبل لم یسمع من نافع شیئا

یونس بن عبید نے بقول امام احمد و ابن معین نافع سے نہیں سنا

باقی اہل بیت کی بیزاری

ال حسن اور ال عباس نے اہل بیت میں سے ہونے کے باوجود حسین کا ساتھ نہیں دیا، یہاں تک کہ ابن زبیر جو یزید کے بعد خلیفہ ہوئے ان کے لشکر میں ال حسین میں سے بعض شامل ہوئے اور مختار ثقفی سے لڑتے ہوئے مصعب بن زبیر کی سربراہی میں قتل ہوئے - یعنی جو اختلاف تھا وہ اہل سنت میں ختم ہوا اور مدینہ میں جو شیعہ کے ائمہ ہیں وہ بھی رہتے رہے اور اپنے اپ کو انہوں نے شیعہ نہیں کہا نہ ہی اہل سنت سے الگ کسی فقہ پر عمل کیا-

کتاب ترتيب الأمالي الخميسية للشجري از يحيي (المرشد بالله) بن الحسين(المتوفى 499 ھ) کے مطابق

أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْمُقْرِيُّ، إِمَامُ الْجَامِعِ الْكَبِيرِ، بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى حَمْزَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي

طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، قَالَ: قُرِئَ عَلَى عَلِيٍّ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُسَيْنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ "كَانَ أَبِي يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا أَصْبَحَ خَفَقَ خَفْقَةً، ثُمَّ يَدْعُو بِالسِّوَاكِ يَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَدْعُوا بِالْغَدَاءِ فَيُصِيبُ مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ، فَبَعَثَ الْمُخْتَارُ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادٍ، وَعُمَرَ بْنِ سَعْدٍ وَأَمَرَ رَسُولَهُ أَنْ يَتَحَرَّى غَدَاءَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَفَعَلَ رَسُولُهُ الَّذِي أَمَرَهُ فَدَخَلَ الرَّسُولُ عَلَيْهِ فَوَضَعَ الرَّأْسَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَآهَا خَرَّ سَاجِدًا لِلَّهِ، وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَدْرَكَ لِي بِثَأْرِي مِنْ عَدُوِّي

عمر بن علی (عمر بن زین العابدین) نے کہا میرے باپ نے رات میں نماز پڑھی پھر صبح ہوئی انہوں نے مسواک منگوائی وضو کیا.... مختار نے عبید اللہ اور عمر بن سعد کے سر بھیجے اور اپنے سفیر کو حکم کیا ان کو دوپہر تک علی بن حسین کے پاس لے جائے لیکن سفیر بھول گیا جو حکم کیا تھا پھر سفیر اپنے دونوں ہاتھوں میں سر لئے آیا علی بن حسین یہ دیکھ کر سجدے میں گر گئے اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے میرے لئے دشمن سے بدلہ لینے والے کیے

سند میں إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ جَعْفَرٍ مجہول ہے

درخت کا پھل

مختار کے اصحاب جھوٹی روایات بیان کر رہے تھے - از راہ مثال چند یہاں درج کی جاتی ہیں

مختار ثقفی کا ایجنڈا اس کے اصحاب کی روایات سے سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ غلو پر مبنی تھا- اس کا ایک ساتھی حدیث بیان کرتا

ہبیرۃ نے کہا حسن نے خطبہ دیا کہا کل تم کو ایک شخص چھوڑ گیا اس کا سا علم پچھلے والوں میں سے کسی کے پاس نہ تھا اور نہ بعد والوں تک ہو گا- رسول اللہ نے اس کو جھنڈے کے ساتھ بھیجا جبریل سیدھے ہاتھ پر میکائیل بائیں ہاتھ پر وہ نہیں لوٹا یہاں تک کہ فتح ہوئی

ہبیرۃ بن یریم. پر سخت جرح ہے

قَالَ السعدي هبيرة بْن يريم كَانَ مختاريا یہ مختار ثقفی کذاب کا ساتھی تھا

دوسری سند میں عمرو بن حبشی نے اضافی الفاظ بیان کیے ہیں

اس نے نہ پیلا چھوڑا نہ سفید سوائے سات سو درہم کے جو عطا کیے اپنے گھر والوں کے خادموں کو

قال المزي: زعم ابن حبان أن عمرو بن حبشي الزبيدي، وعمرو بن حريش الزبيدي واحد

ابن حبان کے نزدیک عمرو بن حبشی اور عمرو بن حریش الزبیدی ایک ہیں اور یہ مجھول ہے

مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ لِي: أَيُسَبُّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: مَعَاذَ اللهِ، أَوْ سُبْحَانَ اللهِ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ سَبَّ عَلِيًّا، فَقَدْ سَبَّنِي

ابو عبد اللہ الجَدَلِیّ نے ہم سے بیان کیا کہ میں ام سلمہ کے پاس گیا تو آپ نے مجھے فرمایا، کیا تم میں رسول اللہ کو سب و شتم کیا جاتا ہے؟ میں نے کہا معاذ اللہ یا سبحان اللہ یا اسی قسم کا کوئی کلمہ کہا آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

ابن حجر کہتے ہیں ابو عبداللہ الجُدَلی ثقة رمی بالتشیع ثقہ ہیں لیکن شیعیت سے متصف ہیں

طبقات ابن سعد کے مطابق

كان شديد التشيع. ويزعمون أنه كان على شرطة المختار

یہ شدید شیعہ تھے اور دعوی کیا جاتا ہے کہ یہ مختار ثقفی کے پہرے دار تھے

قال الجوزجانی: کان صاحب رایۃ المختار

الجوزجانی کہتے ہیں یہ المختار کا جھنڈا اٹھانے والوں میں سے ہیں

امام احمد اپنی کتاب فضائل صحابہ میں بھی لائے ہیں

حدثنا عبد الله قال حدثني أبي قال نا يحيى بن أبي بكير نا إسرائيل عن أبي إسحاق عن أبي عبد الله الجدلي قال دخلت على أم سلمة فقالت لي : أيسب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيكم قلت معاذ الله أو سبحان الله أو كلمة نحوها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سب عليا فقد سبني

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے دی

منکر روایت ہے کیونکہ علی کا درجہ رسول اللہ کے برابر نہیں - سند میں ابو عبداللہ الجدلی ہے جس کو شیعی بغیض کہا گیا ہے اور قال الجوزجانی: کان صاحب رایۃ المختار جوزجانی نے کہا یہ مختار ثقفی کا جھنڈا اٹھانے والا ہے

تاریخ الطبری میں ہے

قَالَ أَبُو مخنف: حَدَّثَنِي سُلَيْمَان بن أبي راشد، عن حميد بن مسلم، قَالَ: دعاني عُمَر بن سَعْد فسرحني إِلَى أهله لأبشرهم بفتح اللَّه عَلَيْهِ وبعافيته، فأقبلت حَتَّى أتيت أهله، فأعلمتهم ذَلِكَ، ثُمَّ أقبلت حَتَّى أدخل فأجد ابن زياد قَدْ جلس لِلنَّاسِ، وأجد الوفد قَدْ قدموا عَلَيْهِ، فأدخلهم، وأذن لِلنَّاسِ، فدخلت فيمن دخل، فإذا رأس الْحُسَيْن موضوع بين يديه، وإذا هُوَ ينكت بقضيب بين ثنيتيه ساعة، فلما رآه زَيْد بن أَرْقَمَ: لا ينجم عن نكته بالقضيب، قَالَ لَهُ: اعل بهذا القضيب عن هاتين الثنيتين، فو الذى لا إله غيره لقد رأيت شفتي رَسُول الله ص عَلَى هاتين الشفتين يقبلهما، ثُمَّ انفضخ الشيخ يبكي، فَقَالَ لَهُ ابن زياد: أبكى اللَّه عينيك! فو الله لولا أنك شيخ قَدْ خرفت وذهب عقلك لضربت عنقك

حمید بن مسلم کہتا ہے ابن سعد نے مجھے بلا کر اپنے اہل و عیال کے پاس بھیجا کہ کو خوش خبری سناؤں کہ اللہ نے فتح دی .... واپس آیا تو دیکھا ابن زیاد لوگوں سے ملنے دربار میں بیٹھا ہے اور تہنیت دینے لوگ ارہے ہیں... میں بھی اندر گیا گیا دیکھتا ہوں کہ حسین کا سر سامنے ہے اور ابن زیاد اپنی چھڑی سے حسین کے دانتوں کو کھٹکھٹاتا رہا- زید بن ارقم نے کہا اس کو دانتوں سے ہٹا وحدہ لاشریک کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا اپنے ہونٹ ان دانتوں پر رکھ کر پیار کرتے تھے اور یہ کہنا تھا کہ سب بوڑھے لوگ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے- ابن زیاد نے کہا اللہ تجھ کو رولائے تو بڈھا ہوا اور تیری عقل جاتی رہی واللہ میں تیری گردن ہی مار دیتا

اول اس کا راوی ابو مخنف سخت جھوٹا اگ لگانے والا شیعہ مشہور ہے

المعجم الصغیر لرواۃ الإمام ابن جریر الطبری میں تاریخ طبری کے محقق إکرم بن محمد زیادۃ الفالوجی الاثری کہتے ہیں اس کی سند میں دو مجھول ہیں

سليمان بن إبي راشد، الأزدي، من السادسة، لم إعرفه، ولم إجد له ترجمة
سلیمان بن ابی راشد میں اس کو نہیں جانتا نہ اس کا ترجمہ ملا

دوسرے راوی پر کہتے ہیں
حميد بن مسلم، الأزدي – وقيل: الأسدي -، من الرابعة، من إصحاب المختار بن إبي عبيد، الثقفي، الكذاب، لم إعرفه، ولم إجد له ترجمة
حمید بن مسلم کہا جاتا ہے اسدی ہے یہ مختار ثقفی کے اصحاب میں سے ہے اس کا ترجمہ نہیں ملا نہ اس کو جان سکا

اس قسم کی روایات عراق میں مختار کے اصحاب پھیلا رہے تھے اور بعد میں یہ کتب احادیث و تواریخ میں درج ہو گئیں

یزید لعنتی کہنا؟

بعض کا دعوی ہے کہ یزید بن معاویہ پر لعنت کرنے پر اجماع ہے۔ لیکن تحقیق سے معلوم ہے کہ اھل سنت کا یزید بن معاویہ پر لعنت کرنے پر کوئی اجماع قرون وسطی میں نہیں تھا بلکہ یہ متاخرین میں سے بعض کا قول ہے – لعنت اہل اسلام میں سے کسی پر بھی نہیں کی جاسکتی یہ صرف جنگجو کفار کے لئے ہے۔

وَرَوَى: مُحَمَّدُ بنُ أَبِي السَّرِيِّ العَسْقَلاَنِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بنُ عَبْدِ المَلِكِ بنِ أَبِي غَنِيَّةَ، عَنْ نَوْفَلِ بنِ أَبِي الفُرَاتِ، قَالَ كُنْتُ عِنْدَ عُمَرَ بنِ عَبْدِ العَزِيْزِ، فَقَالَ رَجُلٌ: قَالَ أَمِيْرُ المُؤْمِنِيْنَ يَزِيْدُ فَأَمَرَ بِهِ، فَضُرِبَ عِشْرِيْنَ سَوْطاً

نَوفَلِ بن أَبِي الفُرَاتِ نے کہا کہ کسی نے عمر بن عبد العزیز کے سامنے کہا امير المومنين يزيد – اس پر عمر بن عبد العزیز نے اس کو ۲۰ کوڑے لگانے کا حکم دیا

راقم کہتا ہے یہ ممکن نہیں کہ عمر بن عبد العزیز ایسا کرتے کیونکہ لسان المیزان میں ابن حجر نے روایت دی ہے

وقال ابن شوذب: سمعت إبراهيم بن أبي عبلة يقول: سمعت عمر بن عبد العزيز يترحم على يزيد بن معاوية.

إبراهيم بن أبي عبلة نے کہا انہوں نے عمر بن عبد العزیز کو سنا وہ یزید بن معاویہ پر رحم کی دعا کرتے تھے

محدثین میں لیث بن سعد بھی امیر المومنین یزید بن معاویہ کہتے تھے اور ان کو کسی خلیفہ نے کوڑے نہیں لگائے۔ امام خلیفة بن خیاط (المتوفى: 240) اپنی تاریخ خلیفة بن خیاط میں لکھتے ہیں

قرئَ عَلَى ابْن بكير وَأَنا أسمع عَن اللَّيْث قَالَ توفّي أَمِير الْمُؤمنِينَ يزِيد فِي سنة أَربع وَستِّينَ

عَلَی اِبْن بکیر نے بیان کیا اور میں سن رہا تھا کہ لیث نے کہا اَمِیر الْمُؤمنِینَ یَزِید کی وفات ۶۴ ھ البدر (مکمل چاند) کی رات ہوئی ربیع الأول کے مہینے میں

محدث ابن الصلاح کہتے ہیں

والمحفوظ أن الآمر بقتاله المفضي إلى قتله — —لم يصح عندنا أنه أمر بقتله — أي الحسين رضي الله عنه كرمه الله — إنما هو عبيد الله بن زياد والي العراق إذ ذاك

ہمارے (محدثین) کے نزدیک یہ صحیح نہیں کہ یزید نے قتل حسین کا حکم کیا ہو

ابن تیمیہ کہتے ہیں: إن يزيد بن معاوية لم يأمر بقتل الحسين باتفاق أهل النقل

اہل نقل کا اتفاق ہے کہ یزید نے قتل حسین کا حکم نہیں کیا

غزالی اس سوال پر کہ کیا یزید قتل حسین میں ملوث تھا؟- پر کہتے ہیں:

هذا لم يثبت أصلاً فلا يجوز أن يقال إنه قتله

یہ اصلا ثابت نہیں کہ پس کسی کے لئے جائز نہیں کہ کہے کہ یزید نے قتل کرنے کا کہا

دوسری طرف قرن سوم کے عمرو بن بحر بن محبوب الکنانی بالولاء، اللیثی، ابو عثمان، الشہیر بالجاحظ (المتوفی: 255ھ-) کتاب البیان والتبیین میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ثم ولي معاوية بن أبي سفيان لعين رسول الله وابن لعينه، فاتخذ عباد الله خولا، ومال الله دولا، ودينه دغلا، ثم مضى لسبيله، فالعنوه لعنة الله ثم ولى يزيد بن معاوية يزيد الخمور و يزيد القرود و يزيد الفهود الفاسق في بطنه المأبون في فرجه... و بطشهم بطش جبرية يأخذون بالظنة و يقضون بالهوى و يقتلون على الغضب-

اس کے بعد معاویہ بن ابو سفیان خلیفہ ہوا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور یہ ملعون کا بیٹا ہے، اس معاویہ نے اللہ کے بندوں کو غلام بنا دیا اور اللہ کے مال کو اپنی دولت بنا لیا اور اس کے دین کو دھوکہ بنا دیا پھر اسی راہ پر وہ چلا پس معاویہ پر اللہ کی لعنت ہو- اس کے بعد یزید ابن معاویہ خلیفہ بنا کہ وہ بہت زیادہ شراب پینے والا، بندروں سے کھیلنے والا، فاسق انسان تھا کہ جو دوسروں سے لواط کرواتا تھا اور اس کی حکومت جابرانہ اور متکبرانہ تھی، جس پر تھوڑا سا بھی شک و گمان ہو جاتا اس کو گرفتار کر لیتے پھر اس کے خلاف خود فتویٰ دے کر اس کو بے دردی سے غضب اور غصّے کی حالت میں قتل کر دیتے تھے۔

کتاب تاريخ ابن خلكان المعروف وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان میں ہے

وَسُئِلَ الْكِيَّا أَيْضًا عَنْ يَزِيْدِ بْنِ مَعَاوِيَةَ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ مِنَ الصَّحَابَةِ لِأَنَّهُ وُلِدَ فِيْ أَيَّامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضى الله عنه وَأَمَّا قَوْلُ السَّلَفِ فَفِيْهِ لِأَحْمَدَ قَوْلَانِ تَلْوِيحٌ وَتَصْرِيحٌ وَلِمَالِكٍ قَوْلَانِ تَلْوِيحٌ وَتَصْرِيحٌ وَلِأَبِيْ حَنِيْفَةَ قَوْلَانِ تَلْوِيحٌ وَتَصْرِيحٌ وَلَنَا قَوْلٌ وَاحِدٌ التَّصْرِيحُ دُوْنَ التَّلْوِيحِ وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ كَذٰلِكَ وَهُوَ الْلَاعِبُ بِالنَّرْدِ وَالْمُتَصَيِّدُ بِالْفُهُوْدِ وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ وَشِعْرُهُ فِيْ الْخَمْرِ مَعْلُوْمٌ.

الکیّا (ابن علی بن عماد الدین ابوالحسن الطبری الھراسی) سے بھی یزید بن معاویہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یزید صحابی نہیں تھا کیونکہ وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں پیدا ہوا تھا۔ رہا سلف کا قول اس پر لعنت کے بارے میں تو امام احمد کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں اس کے ملعون ہونے کی طرف اشارہ ہے دوسرے میں اس کی تصریح ہے اور امام مالک کے بھی دو قول ہیں ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ اور دوسرے میں تصریح ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے بھی اس کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک میں اس پر لعنت کا اشارہ ہے اور دوسرے میں یزید پر لعنت کی تصریح ہے۔ اور ہمارا تو بس ایک ہی قول ہے جس میں اس پر لعنت کی تصریح ہے، اشارہ کنایہ کی بات نہیں اور وہ کیوں ملعون نہ ہو گا حالانکہ وہ نرد کھیلتا تھا، چیتوں سے کھیلا کرتا تھا۔ شراب کا رسیا تھا، شراب کے بارے میں اس کے اشعار سب کو معلوم ہیں۔

سلیمان بن محمد بن عمر بجیرمی مصری شافعی اپنی کتاب تحفۃ لحبیب علی شرح الخطیب میں لکھتے ہیں

أَنَّ لِلْإِمَامِ أَحْمَدَ قَوْلًا بِلَعْنِ يَزِيدَ تَلْوِيحًا وَتَصْرِيحًا وَكَذَا لِلْإِمَامِ مَالِكٍ وَكَذَا لِأَبِي حَنِيفَةَ وَلَنَا قَوْلٌ بِذَلِكَ فِي مَذْهَبِ إمَامِنَا الشَّافِعِيِّ وَكَانَ يَقُولُ بِذَلِكَ الْأُسْتَاذُ الْبَكْرِيُّ. وَمِنْ كَلَامِ بَعْضِ أَتْبَاعِهِ فِي حَقِّ يَزِيدَ مَا لَفْظُهُ زَادَهُ اللَّهُ خِزْيًا وَمَنَعَهُ وَفِي أَسْفَلِ سِجِّيْنَ وَضَعَهُ وَفِي شَرْحِ عَقَائِدِ السَّعْدِ يَجُوزُ لَعْنُ يَزِيدَ.

یزید پر اشارتاً اور واضح طور پر لعنت کرنے کے متعلق امام احمد کے اقوال موجود ہیں اور یہی صورتحال امام مالک اور ابو حنیفہ کی بھی ہے اور ہمارے امام شافعی کا مذہب بھی یہی ہے اور البکری کا قول بھی یہی ہے۔ البکری کے بعض پیروکاروں نے کہا ہے کہ اللہ یزید اور اس کے لشکر کی رسوائی میں اضافہ کرے اور اسے جہنم کے نچلے ترین درجہ پر رکھے۔

کتاب الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع / ويليه أسئلة من خط الشيخ العسقلاني المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852ھ) میں ہے

سُئِلَ شَيخنَا رَحمَه الله عَن لعن يزِيد بن مُعَاوِيَة وماذا يَترَتَّب على من يُحِبهُ وَيرْفَع من شَأْنه فَأجَاب أما اللَّعْن فَنقل فِيهِ الطَّبَرِيّ الْمَعْرُوف بالكيا الهراسي الْخلاف فِي الْمذَاهب الْأَرْبَعَة فِي الْجَوَاز وَعَدَمه فَاخْتَارَ الْجَوَاز وَنقل الْغَزالِيّ الْخلاف وَاخْتَارَ الْمَنْع وَأما الْمحبَّة فِيهِ وَالرَّفْع من شَأْنه فَلَا تقع إِلَّا من مُبْتَدع فَاسد الِاعْتِقَاد فَإِنَّهُ كَانَ فِيهِ من الصِّفَات مَا يَقْتَضِي سلب الْإِيمَان عَمَّن يُحِبهُ لِأَن الْحبّ فِي الله والبغض فِي الله من الْإِيمَان وَالله الْمُسْتَعَان

ہم نے اپنے شیخ ابن حجر سے یزید بن معاویہ پر لعنت کا سوال کیا پس جواب دیا .... یزید سے محبت اور اس کی ثناء سوائے فاسد العقیدہ شخص کے کوئی اور نہیں کر سکتا کیونکہ یزید کی صفات ہی ایسی تھیں کہ اس سے محبت کرنے والے سلب الایمان ہونے کے لائق ہیں

محمود آلوسی البغدادی تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں

البرزنجي في الأشاعة والهيثمي في الصواعق إن الإمام أحمد لما سأله ولده عبد الله عن لعن يزيد قال كيف لا يلعن من لعنه الله تعالى في كتابه فقال عبد الله قد قرأت كتاب الله عز و جل فلم أجد فيه لعن يزيد فقال الإمام أن الله تعالى يقول : فهم عسيتم إن توليتم أن تفسدوا في الأرض وتقطعوا أرحامكم أولئك الذين لعنهم الله الآية وأي فساد وقطيعة

البرزنجی نے الاشاعت اور الھیثمی نے صوائق میں نقل کیا ہے کہ امام احمد کے فرزند عبداللہ نے اپنے امام احمد سے یزید پر لعنت کرنے کے متعلق دریافت کیا جس پر امام احمد نے جواب دیا کہ اس شخص پر کس طرح لعنت نہ جائے جس پر اللہ نے لعنت کی ہے۔ عبداللہ نے کہا کے اللہ کی کتاب میرے سامنے پڑھیئے تا کہ میں بھی دیکھوں کہ یزید پر قرآن میں کہاں لعنت کی گئی ہے۔ امام احمد نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی

پھر تم سے یہ بھی توقع ہے اگر تم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی کرنے لگو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

پھر امام احمد نے کہا کہ کیا اس (یعنی قتلِ حسین) سے زیادہ بھی کوئی بڑا فساد ہو سکتا ہے

محمود آلوسی البغدادی (متوفی 1270ھ) تفسیر روح المعانی، ج 26 ص 73 سورہ 47 آیت 22 اور 23 کی تفسیر میں مزید کہتے ہیں

الذي يغلب على ظني أن الخبيث لم يكن مصدقا برسالة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم - - - وأنا أذهب إلى جواز لعن مثله على التعيين ولو لم يتصور أن يكون له مثل من الفاسقين والظاهر أنه لم يتب واحتمال توبته أضعف من إيمانه ويلحق به ابن زياد وابن سعد وجماعة فلعنة الله عز و جل عليهم أجمعين وعلى أنصارهم وأعوانهم وشيعتهم ومن مال إليهم إلى يوم الدين ما دمعت عين على أبي عبد الله الحسين

اور میں وہی کہتا ہوں جو میرے ذہن پر حاوی ہے کہ (یزید) خبیث نے رسول اللہ (ص) کی رسالت کی تصدیق نہیں کی میرے مطابق یزید جیسے شخص پر لعنت کرنا جائز ہے حالانکہ انسان یزید جیسے فاسق کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور بظاہر اس نے کبھی توبہ نہ کی اور اس کی توبہ کرنے کے امکانات، اس کے ایمان کے امکانات سے بھی کم ہیں۔ یزید کے ساتھ، ابن زیاد، ابن سعد اور اس کی جماعت کو بھی شامل کرنا چاہیے۔ تحقیق، اللہ کی لعنت ہو ان تمام لوگوں پر، ان کے دوستوں پر، ان کے مددگاروں پر اور ان کی جماعت پر، قیامت تک اور اس وقت تک جب تک کہ ایک آنکھ بھی ابو عبداللہ الحسین کے لئے آنسو بہاتی ہے۔

یزید بن معاویہ کے بارے میں امام احمد کا یہ قول طبقات الحنابلہ میں بھی موجود ہے اور کہا جاتا ہے کہ مهنا بن یحییٰ نے ۴۳ سال امام احمد کے ساتھ گزارے[25]

امام احمد کے اس قول کی سند طبقات حنابلہ میں ہے

أَخْبَرَنِي بركة الدلال أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيم بْن عبد العزيز حَدَّثَنَا مُحَمَّد بْن عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مهنا قَالَ: سألت أَحْمَد عَنْ معاوية بْن أبي سفيان فقال: له صحبة فقلت: ومن أين هو قَالَ: مكي قطن الشام. حَدَّثَنَا مهنا قَالَ: سألت أَحْمَد عَنْ يَزِيد بْن معاوية فقال: هو الذي فعل بالمدينة ما فعل قلت: وما فعل قَالَ: نهبها قلت: فيذكر عنه الحديث قَالَ: لا تذكر عنه الحديث ولا ينبغي لأحد أن يكتب عنه حديثا قلت: ومن كان معه بالمدينة حين فعل ما فعل قَالَ: أهل الشام قلت: وأهل مصر قَالَ: لا إنما كان أهل مصر فِي أمر عثمان.

اس حوالے کو جرح و تعدیل کی کتابوں میں لکھا جاتا ہے الذھبی نے لکھا ہے ابن حجر نے لکھا ہے اور حنابلہ تو بڑے شوق سے اس کو بیان کرتے ہیں

---

[25] أبو عبد الله مهنا بن يحيى الشامي السلمي، من كبار أصحاب الإمام أحمد، لزمه 43 سنة، وكان الإمام أحمد يكرمه، ويعرف له حق الصحبة، ورحل معه إلى عبد الرزاق، وصحبه إلى أن مات، ومسائله أكثر من أن تحد من كثرتها، وكتب عنه عبد الله بن أحمد مسائل كثيرة عن أبيه لم تكن عند عبد الله أبيه ولا عند غيره

طبقات الحنابلة (345/1)، ميزان الاعتدال (197/4)، المقصد الارشد (43/3).

السنة از ابو بکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخَلَّال البغدادی الحنبلی (المتوفی: 311ھ-) میں ہے

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَطَرٍ، وَزَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، أَنَّ أَبَا طَالِبٍ حَدَّثَهُمْ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ: مَنْ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ؟ قَالَ: لَا أَتَكَلَّمُ فِي هَذَا "، قُلْتُ: مَا تَقُولُ؟ فَإِنَّ الَّذِي تَكَلَّمَ بِهِ رَجُلٌ لَا بَأْسَ بِهِ، وَأَنَا صَائِرٌ إِلَى قَوْلِكَ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ» وَقَالَ: «خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ» ، وَقَدْ صَارَ يَزِيدُ فِيهِمْ، وَقَالَ: «مَنْ لَعَنْتُهُ أَوْ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْهَا لَهُ رَحْمَةً» ، فَأَرَى الْإِمْسَاكَ أَحَبُّ لِي

ابو طالب احمد بن حمید المشکانی (یا عصمة بن أبي عصمة) المتوفی ۲۴۴ھ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کہ جو کہے کہ یزید بن معاویہ پر اللہ کی لعنت ہو (اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں)؟ امام احمد نے کہا: جو ایسا کہتا ہے اس میں کوئی برائی نہیں ہے لیکن میں تو اس قول پر اٹک گیا ہوں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مومن پر لعنت کرنا اسکو قتل کرنے کی طرح ہے۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر انکا زمانہ جو اس کے ساتھ ملا ہوا، ہے اور یہ یزید کو اس قرن میں کر رہا ہے اور کہا کہ (حدیث میں) ہے: میں نے جس پر لعنت کی یا برا بھلا کہا تو اے اللہ! اسے اس کے حق میں رحمت بنا دے، پس میں دیکھتا ہوں کہ اس میں رکنا مجھ کو پسند ہے

بعض افسانہ نگاروں (مثلا دکتور محمد بن ہادی الشیبانی، کتاب مواقف المعارضہ فی عہد یزید بن معاویہ) نے دعوی کیا ہے کہ امام احمد کا آخری موقف لعنت یزید میں توقف کا تھا- راقم کہتا ہے یہ ان لوگوں کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے یہ آخری موقف ہے اور لعنت کرنے والا شروع کا موقف تھا؟ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ لعنت کے موقف کو بھی آخری بیان کیا جاتا ہے- متن روایت میں پہلے، بعد کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے-

طبقات حنابلہ میں ہے کہ

روى عَنْ إمامنا أشياء منها قَالَ: سألت أبا عَبْد اللَّه عمن قَالَ: لعَنِ اللَّه يَزِيد بْن معاوية فقال: لا تتكلم في هذا قَالَ: النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - لعَنِ المؤمن كقتله وقال خير الناس قرني ثم الذين يلونهم وقد كان يَزِيد فيهم فأرى الإمساك أحب إلي.

عصمة بْن أبي عصمة أَبُو طالب العكبري نے بعض اقوال ہمارے امام احمد سے منسوب کیے ہیں جن میں ہیں کہ میں نے امام ابو عبد اللہ سے پوچھا اس کے بارے میں جو کہے لعنت ہو یزید پر، پس انہوں نے فرمایا ایسا مت کہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن پر لعنت کرنا اس کو قتل کرنے جیسا ہے اور آپ نے فرمایا بہترین لوگ میرے دور کے ہیں، پھر وہ جو ان سے ملیں، اور یزید اسی دور کا ہے - پس لعنت کرنے سے رکنا مجھ کو پسند ہے

ابو طالب کے حوالے سے بھی اختلاف ہے کہ یہ اصل میں کون ہے ؟ قاضی ابو یعلی نے نام عصمة بن أبي عصمة ذکر کیا ہے اور دیگر نے ابوطالب احمد بن حمید قرار دیا ہے - دونوں میں فرق ہے -اس طرح ایک موقف المهنى سے آ رہا ہے اور ایک موقف ابو طالب سے آ رہا ہے—دونوں امام احمد کے شاگرد بعد تک رہے ہیں اور دونوں موقف ایک دوسرے کی ضد میں ہیں - یہی وجہ رہی کہ حنابلہ بغداد آپس میں ذم یزید پر الجھ پڑے تھے —ابن جوزی یزید مخالف ہو گئے اور قاضی ابو یعلی اور ابو بکر الخلال یزید پر لعنت نہیں کرتے تھے

دیوبندی قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں بھی امام احمد کے اس فتویٰ کا ذکر ایک دوسرے حوالے سے کیا ہے

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ قاضی ابو یعلی نے اپنی کتاب المعتمد میں صالح بن احمد بن حنبل سے بیان نقل کیا ہے۔ صالح کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے کہا کہ ابا جان، لوگ کہتے ہیں کہ ہم یزید بن معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔ میرے باپ نے کہا: بیٹے، جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے، کیا اس کے لئے یزید بن معاویہ سے محبت رکھنے کا کوئی جواز ہو سکتا ہے؟ اس شخص پر کس طرح لعنت نہ جائے جس پر اللہ نے لعنت کی ہو؟ میں نے کہا: اللہ نے اپنی کتاب میں کس جگہ یزید پر لعنت کی ہے؟ احمد نے جواب دیا (آیت پڑھی) پھر تم سے یہ بھی توقع ہے اگر تم ملک کے حاکم ہو جاؤ تو ملک میں فساد مچانے اور قطع رحمی کرنے لگو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے پھر انہیں بہرا اور اندھا بھی کر دیا ہے۔

شوکانی کتاب نیل الاوطار، ج 7 ص 201 میں لکھتے ہیں

الخمير السكير الهاتك لحرم الشريعة المطهرة يزيد بن معاوية لعنهم الله

شرابی، جس نے شریعت کی توہین کی یعنی یزید بن معاویہ، اللہ کی لعنت ہو اس پر

کمال الدین دمیری نے حیات الحیوان، ج 2 ص 174 میں ذکر کیا ہے

وقال القاضي أبو الحسين محمد بن القاضي أبي يعلى بن الفراء الحنبلي – وقد صنف كتابا فيه بيان من يستحق اللعن وذكر فيهم يزيد : الممتنع من لعن يزيد إما أن يكون غير عالم بجواز ذلك ، أو منافقا يريد أن يوهم بذلك ، وربما استفز الجهال بقوله (ص) : المؤمن لا يكون لعانا ، وهذا محمول على من لا يستحق اللعن

قاضی ابو الحسین محمد بن القاضی ابی یعلی بن الفراء الحنبلی نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے ان لوگوں کے نام درج کئے ہیں جو لعنت کے مستحق ہیں اور اس میں یزید کو بھی شامل کیا ہے اور لکھا ہے کہ جو کوئی بھی یزید پر لعنت کرنے سے منع کرتا ہے یا تو وہ عالم نہیں ... یا منافق ہے جو وہم پیدا کر رہا ہو - اور کبھی جاہل لوگ دلیل لیتے ہیں اس حدیث رسول اللہ سے جن میں رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ مومن کبھی لعنت نہیں کرتا، لیکن یہ حدیث دراصل ان لوگوں کے لئے ہے جو لعنت کے مستحق نہ ہوں

دیوبندی مفتی محمد تقی عثمانی فتوی فتاویٰ عثمانی، جلد اوّل، فتویٰ نمبر ۲۲/۴۰۴ الف، ص ۱۷۹، ۱ میں کہتے ہیں

یزید کے بارے میں صحیح بات وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں۔ قانونِ الٰہی کو بدلنے کا کوئی ثبوت کم از کم مجھے نہیں ملا۔

یزید ایک سلطان متغلب تھا۔ شرعاً اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ پورا کنڑول حاصل کر چکا ہو تو اس کے خلاف خروج نہ کیا جائے گا، اور اس کا غلبہ روکنا ممکن ہو تو روکنے کی کوشش کی جائے۔ حضرت حسینؓ سمجھتے تھے کہ اس کا غلبہ روکنا ممکن ہے، اس لیے وہ روانہ ہوگئے اور دوسرے حضرات صحابہ کا خیال تھا کہ اب اس کے غلبہ کو روکنا استطاعت میں نہیں اور اس کو روکنے کی کوشش میں زیادہ خون ریزی کا اندیشہ ہے، اس لیے وہ خود بھی خاموش رہے اور حضرت حسینؓ کو بھی اپنے ارادے سے باز آنے کا مشورہ دیا۔ سر داد نداد دست در دستِ یزید" کوئی نقطۂ نظر نہیں ہے۔ حضرت حسینؓ شروع میں یہ سمجھتے تھے کہ سلطان متغلب کا غلبہ روکنا ممکن ہے، اس لیے روانہ ہوئے اور اہل کوفہ پر اعتماد کیا، لیکن جب عبیداللہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ ہوا تو کوفیوں کی بدعہدی کا اندازہ ہوا۔ اس وقت آپ کو یقین ہو گیا کہ اہل کوفہ نے بالکل غلط تصویر پیش کی تھی۔ حقیقت میں یزید کا غلبہ روکنا اب استطاعت میں نہیں ہے۔ اس لیے انھوں نے یزید کے پاس جاکر بیعت تک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا مگر عبیداللہ بن زیادہ نے انھیں غیر مشروط طور پر گرفتار کرنا چاہا۔ اس میں انھیں مسلم بن عقیلؒ کی طرح اپنے بے بس ہو کر شہید ہونے کا اندیشہ تھا۔ اس لیے ان کے پاس مقابلہ کے سوا چارہ نہ رہا۔

احمد رضا خان بریلوی احکام شریعت، ص: 88، حصہ دوم میں کہتے ہیں

اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر، لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے

دیوبندی یوسف بنوری کتاب معارف السنن میں کہتے ہیں

یزیدلاریب فی کونہ فاسقا کوئی شک نہین کہ یزید فاسق تھا

اہل حدیث کے شیخ الکل مولوی نذیر حسین کا فتوی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ تک کو دعا نہ دی جائے – فتاوی نذیریہ میں ہے

الجواب ـ راقم مولوی محمد فصیح غازی پوری (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں جہاں امیر معاویہ کا تذکرہ ہو وہاں لفظ "حضرت" یا دعائیہ الفاظ کہنا درست نہیں، کیونکہ انہوں نے آخری خلیفہ راشد کے خلاف بغاوت کی ہے لہٰذا ان کو غلط کار اور باغی سمجھنا چاہیئے، اور اس سے آگے بڑھ کر ان کو برا بھلا کہنا درست نہیں ہے، اس سے زبان کو روکنا چاہیئے، ملا جامی نے کیا خوب کہا ہے، کہ جو غلطی ان سے سرزد ہوئی وہ بری تھی، اور حق اس وقت حضرت علی کی طرف تھا، دیکھو کس طرح انہوں نے اپنی زبان کو روکا، اور اس کی تصریح کتب کلامیہ میں موجود ہے، مثلاً صاحب

اصحاب رسول سے کوئی قول صحیح سند سے نہیں ملا جو یزید بن معاویہ کی تنقید میں ہو لیکن متاخرین نے قتل حسین کی وجہ سے یزید کے ساتھ ساتھ معاویہ کو بھی رگیدا ہے-